گھر کا چراغ
مصنف — کارٹر براؤن
مترجم — سراج الدین شیدا
قیمت 5-00
کامران سیریز راولپنڈی

کامران سیریز کی ۱۳۰ ویں پیشکش

گھر کا چراغ

TERROR COMES CREEPING

کا آزاد ترجمہ

مصنف ـــــــ کارٹر براؤن

مترجم ـــــــ سراج الدین شیدا

کامران سیریز ، اقبال روڈ، راولپنڈی (پاکستان)

پہلی بار ———— اکتوبر ۱۹۷۶ء

شمارہ نمبر ———— ۱۲۰

طابع ———— شاداب پرنٹنگ پریس راولپنڈی

ناشر ———— ملک غلام محمد

کامران سیریز اقبال روڈ، راولپنڈی (پاکستان)

پیش لفظ

لیجیے۔ کامران سیریز کی محفل میں شمع آج پھر کارٹر براؤن کے سامنے آگئی ہے۔

کامران سیریز کے قارئین کے لیے کارٹر براؤن کا نام اجنبی نہیں۔ یہ نام کامران سیریز کے ابتدائی شماروں میں ابھرا اور گاہے گاہے سیریز کے آسمان پر روشن ستارے کی طرح نمودار ہوتا رہا۔ مسلسل گوناگوں واقعات سے لبریز ناول لکھنے والے اس مصنف کی تخلیقات کے لیے متعدد مرتبہ قارئین نے اصرار کیا اور آج اسی اصرار کے پیش نظر کارٹر براؤن کے مشہور کردار ڈینی بائیڈ کے کارنامے پیش کیے جا رہے ہیں۔

زیر نظر ناول کی ایک خوبی یہ ہے کہ اس میں غیر ضروری تفاصیل اور بیکار کی لفاظی سے گریز کیا گیا ہے اور راقم الحروف نے اس انداز میں مصنف کا ساتھ دینے کی پوری کوشش کی ہے۔ ازراہ کرم راقم الحروف کی اس کوشش کے متعلق اپنے قیمتی خیالات سے ضرور آگاہ فرمائیں۔

سراج الدین شیدا
اسلام آباد

کامران سیریز کی "۱۲" ویں پیشکش

طیارے کا اغواء

- کرنل برنی آلسن نے ایک کروڑ ڈالر مالیت کے طیارے کو ہائی جیک کرنے کے لئے جیک کمرین کی مدد طلب کی کیونکہ وہ اپنے آپ کو اتنے بڑے آپریشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کا اہل نہ سمجھتا تھا۔
- جیک اس عظیم آپریشن کے لئے آمادہ ہو گیا۔ مگر اسی اثناء میں وہ طیارے کے مالک لین الیکس کی حسین بیوی کی زلفوں کا اسیر ہو گیا۔ تاہم ہائی جیک کے آپریشن کو جیسے تیسے پایہ تکمیل تک پہنچا پایا گیا۔
- مگر دم آخر ایسے حالات پیش آ گئے کہ سب تدبیریں دھری کی دھری رہ گئیں اور جیک کمرین کو جان چھڑانا مشکل ہو گیا۔

جیمز ہیڈلے کی اس رواں تخلیق کو کامران سیریز کے لئے سراج الدین شیدا نے ترجمہ کیا۔ اگلے شمارے میں سسپنس، تجسس و اضطراب، رومان اور گوناگوں واقعات کی یہ قلمی تصویر ضرور دیکھیں۔

"مجھے شبہ ہے۔ میرے بھائی کو اس نے پہلے ہی قتل کر دیا ہے۔" بھینچی ہوئی مدھم آواز میں وہ کہہ رہی تھی۔ "اور اب وہ میری بہن کو قتل کرنے کے منصوبے بنا رہا ہے۔ مسٹر بانڈ تمہیں یہ قتل وقوع پذیر ہونے سے روکنا ہو گا۔"

میں نے دھندلی روشنی والے ایئر کنڈیشنڈ اور آراستہ و پیراستہ بار پر نظر ڈالی۔ قریبی میز پر بیٹھا قزاقوں جیسی شکل والا ایک ہپی بڑی تلخی سے اعلان کر رہا تھا۔ کہ مفت کی محبت سے زیادہ مہنگی شے آج تک اس کے تجربے میں نہیں آئی۔ اگر اس قزاق نما ہپی کا قول حقیقت پر مبنی تھا تو اس میں بھی کوئی شبہ نہ تھا کہ لڑکی کی بات صحیح سننے میں مجھ سے کوئی غلطی سرزد نہ ہوئی تھی۔

اس لڑکی نے دفتر میں ملاقات کو فون پر رد کرتے ہوئے اس بار کا انتخاب کیا تھا۔ اور اب اس کے چہرے پر طاری کشیدہ تاثرات مظہر تھے کہ اسے یہاں کی شراب پسند آئی ہے اور نہ ہی بار کا ماحول۔

"میرے پیچھے کسی شے کے متعلق تمہیں پریشانی ہو رہی ہے؟" میں نے اچانک سوال داغ دیا۔

"ہاں۔ میں جانتی ہوں۔ وہ سارا وقت میرا تعاقب کرتا رہا ہے۔"

لڑکی کی ٹانگیں بڑی متناسب اور خوبصورت تھیں اور اس نے ایک کو دوسری پر رکھ کر گھٹنوں میں پیدا ہونے والے گڑھوں کو نمایاں کر رکھا تھا۔ سرو قد اور دبلی پتلی اس حسینہ کے بال اور آنکھیں گہرے رنگ کے تھے۔ چہرہ خوبصورت، تابندہ اور درخشاں۔ کوئی بھی نوجوان شخص سارا دن اس کا تعاقب کرنے میں مضائقہ نہ سمجھتا اور اگر موسم میں صرف دس درجہ تک کمی ہوتی تو میں خود یہ نیک کام سرانجام دے سکتا تھا۔

"مجھے یقین ہے تم نے کالج میں تعلیم پائی ہے۔" میں نے خیال ظاہر کیا۔

"ٹھیک اندازہ لگایا ہے۔" اس نے سرد مہر آواز میں کہا۔ "لیکن میری کالج کی تعلیم کا اس معاملے سے کیا......"

"اور شاید یہ کہہ سکتا ہوں کہ سفید انڈرویئر پہنتی ہو اور تمام مردوں کو وحشی تصور کرتی ہو۔"

اس کے ہونٹ بھنچ گئے۔ "مسٹر بانڈ۔ میری ذات کو اپنی جنسی تنقید کا ہدف نہ بناؤ۔ اگر میرے لئے کام نہیں کرنا چاہتے تو صاف کہہ دو۔ میں...."

"کام ضرور کرنا چاہتا ہوں۔" میں نے صاف گوئی اختیار کی۔ "بشرطیکہ فیس معقول ہو۔"

وہ کھلی اڑانے کے انداز میں ہنسی۔ "میں نے بھی یہی سن رکھا ہے کہ ڈینی بانڈ الجھے ہوئے کیس کی معقول فیس طلب کرتا ہے۔"

"اپنے بھائی اور بہن کے متعلق جو کچھ بتا چکی ہو۔" میں بولا۔ "اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کیس صرف الجھا ہوا نہیں، بلکہ دھماکہ خیز ہو چکا ہے۔"

"تو تم کیس میں دلچسپی لے رہے ہو؟"

"ہاں شاید۔" میں نے مبہم انداز میں کہا۔ "پہلے کچھ اور باتیں بتاؤ۔ مثلاً یہ کہ سفید انڈرویئر کے متعلق میرا قیاس درست ہے یا غلط؟"

اس نے مجھ پر ایسی قہر آلود نگاہ ڈالی جیسے دس سال سے غیر متحرک چٹان کے نیچے سے کسی کیڑے کو نکلتے دیکھ رہی ہو۔ پھر بولی۔ "میرا نام مارتھا ہیزلٹن ہے۔ بہن کا نام کلیمی ہے اور بھائی کا فلپ۔ وہ تین دن سے لاپتہ ہے۔"

"پولیس میں رپورٹ کر دی ہے؟"

"نہیں کیونکہ صرف میں ہی وہ ہستی ہوں جو اسے غائب تصور کرتی ہے۔ پولیس میری بات پر ذرا توجہ نہ دیتی۔"

سگریٹ سلگاتے ہوئے میں نے سوچا، اس لڑکی کے دماغ کا کوئی پرزہ تو ڈھیلا نہیں۔ مگر اس کی زلفوں میں سجی ہوئی ہیئر پن .... بدن پر سجی ہوئی قیمتی جیکٹ اور قیمتی اونی سکرٹ امارت کی شاہد تھیں۔ اگر وہ دیوانی تھی تو کافی امیر دیوانی تھی اور ایسے موکل مجھے محبوب ہوتے ہیں۔

"وہ شخص کون ہے جس کے متعلق تمہارا خیال ہے کہ تمہارے بھائی کو قتل کر چکا ہے اور اب تمہاری بہن کو ہلاک کرنے کے منصوبے بنا رہا ہے؟"

"میرا والد۔" اس نے قدرے تعجب سے کہا۔ "میرا خیال ہے یہ بات پہلے ہی بتا چکی ہوں۔"

"نہیں۔ تم نے یہ نہیں بتایا کہ وہ تمہارا والد ہے۔" میں بولا۔ "بیٹے کو قتل

کرنے کا کوئی مقصد بھی ہوگا اس کا؟" میں نے جن اینڈ ٹانک کا گلاس ختم کرکے انگلی کے اشارے سے سست رو ویٹر کو بلایا۔ مارتھا نے اب تک گلاس کو چھوا تک نہیں تھا۔ میں نے ویٹر کو جن اینڈ ٹانک کا ایک اور گلاس لانے کا حکم دیا۔ مارتھا ہیزلٹن کرسی پر آگے کی طرف جھکی۔ "مقصد قتل دولت ہے دولت مسٹر بائیڈ۔"

"دولت! — یہ لفظ میری لغت کا بہترین لفظ ہے کہتی جاؤ۔"

"ماں کا انتقال ہوا تو ٹیکس سے مستثنیٰ اس کی رقم اور جائداد کی مالیت بیس لاکھ ڈالر تھی۔" وہ بولی۔ "رقم اور جائداد کو ایک ٹرسٹ کے حوالے کر دیا گیا جس کا انتظام و انصرام دس سال کے لئے میرے والد کے سپرد کیا گیا۔ بعد میں ورثہ بھائی اور ہم دو بہنوں میں برابر برابر تقسیم ہوتا ہے۔ دس سال کی مدت دو ماہ میں پوری ہونے کو ہے۔"

"تمہارا خیال ہے کہ بڈھا تم تینوں کو ورثے سے محروم کر دینے کا خواہاں ہے؟"

"ہاں۔ بشرطیکہ ورثے میں سے کچھ بچا ہوا تو....."

"گویا وہ ایک ایک کرکے سب وارثوں کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تاکہ قانون کی گرفت میں نہ آسکے۔" میں نے تحیر آمیز آواز میں کہا۔ "اگر اس کی یہی خواہش ہے تو بے شک وہ پاگل ہے۔"

جن اینڈ ٹانک کا نیا گلاس میز پر آگیا اور بائیڈ دس منٹ کے لئے موسمی بخار کے حملے سے محفوظ ہوگیا۔

"پاگل ہو نہ ہو۔ وہ یہی کچھ کر رہا ہے۔" اس نے فیصلہ کن آواز میں کہا۔ "کیس میں دلچسپی محسوس ہوئی مسٹر بائیڈ؟"

"ڈینی کہہ کر کیوں نہیں بلاتیں؟" میں نے مشورہ دیا۔

"کیونکہ اکثر خادم لوگ اسی نام سے بلائے جاتے ہیں۔" وہ سرد مہری سے بولی۔ "مزید براں میں معاشرتی تعلقات نہیں بلکہ صرف کاروباری تعلقات قائم رکھنا چاہتی ہوں مسٹر بائیڈ۔"

"میرے پرائیویٹ جاسوس کے لیبل کے بھلاوے میں نہ رہنا۔ اسے دکھاوے کے ہاتھی دانت سمجھو۔" میں نے کہا۔ . . . .

. . . "میرا اصل کاروبار تو عشق ہے اور سفید انڈر ویئر میری کمزوری۔"

اس کے ہونٹ پھر بھنچ گئے۔ "یا وہ گولی چھوڑو گے بھی۔ میرے پاس زیادہ وقت نہیں اور مجھے یقین ہے کہ ہماری نگرانی ہو رہی ہے کام کرنے پر آمادہ ہو؟"

"کیا کام لینا چاہتی ہو؟ وضاحت تو کرو۔"

"میں چاہتی ہوں، کلیمی کو بچا لو۔ اس کے غائب اور لاپتہ ہونے سے پہلے اسے میرے والد کے فارم سے لے آؤ۔ فیس دو ہزار ڈالر ہوگی مسٹر بائیڈ۔ فارم سے کلیمی کو لانے کے بعد کسی محفوظ مقام پر اس وقت تک چھپائے رکھو جب تک امی کی وراثت کا قضیہ طے نہ ہو جائے۔"

"میں اسے کہاں چھپاؤں؟"

"یہ تم پر چھوڑتی ہوں۔" اس نے کسی قدر مشتعل ہو کر کہا۔ "کسی بھی محفوظ مقام پر۔ تمام اخراجات میں ادا کروں گی۔ دو ہزار ڈالر اسے فارم سے لانے کے ادا کر رہی ہوں۔ اس کام پر چند گھنٹوں سے زیادہ صرف نہ ہوں گے اس لحاظ سے دیکھا جائے تو معقول سے بھی زیادہ معاوضہ ادا کر رہی ہوں۔"

"بات جی کو لگتی ہے۔" میں بولا: "مجھے منظور ہے۔"
وہ اڑائی شراب کے گھونٹ بھرنے لگی اور چہرے پر تلخ تاثرات پھیلائے
"کوئی اور بات پوچھنا چاہتے ہو؟"
"فارم کا نام اور پتہ۔ نیز تمہاری بہن کو وہاں سے لانے کے بعد تم سے کس مقام
پر رابطہ قائم کروں۔؟"
"فارم کا نام۔" ہائی لُوڈز ہے اور یہ پراویڈنس سے بیس میل جنوب میں واقع
ہے۔ مجھ سے رابطہ قائم کرنا مناسب نہ ہوگا۔ میں خود ہی تمہارے دفتر فون کر
دوں گی۔"
"ہوں!" میں نے کندھے اچکائے۔ "تو پھر میں کل صبح ہی پراویڈنس کی
طرف روانہ ہو جاؤں گا۔"
"آج۔۔۔۔ بلکہ ابھی کیوں نہیں؟"
"سہ پہر ہو چکی ہے۔" میں نے جواب دیا۔ "آج گرمی بھی زیادہ ہے۔ صبح
کچھ خنکی ہوگی۔"
غور و فکر کے ایک طویل لمحے تک وہ مجھے گھورتی رہی۔ بالآخر آہستگی سے بولی
"پتہ نہیں میرا یہ اقدام درست بھی ہے یا نہیں۔"
"چاہو تو اب بھی فیصلہ بدل سکتی ہو۔" میں نے بے نیازی سے کہا۔
مارتھا ہیز لٹن کی روانگی کے بعد میں مزید نصف گھنٹہ بار میں بیٹھا سوچتا
رہا کہ کہیں وہ کسی پاگل خانے سے مفرور ہو کر تو نہیں آگئی ۔۔۔ پھر خیال آیا میرے
سبھی موکل کچھ ایسے ہی دیوانے ہوتے ہیں۔ جبھی تو میرے پاس چلے آتے ہیں۔

تقریباً پانچ بجے کے قریب میں اپنے دفتر پہنچا۔ تین ماہ پہلے کروگر جاسوسی
ایجنسی کو بیتا گئے اور بائیڈ انٹرپرائیزز کا سنگ بنیاد رکھنے کے بعد کچھ خوبصورت
فرنیچر، چند موکل اور کچھ رقم پس انداز کرنے میں کامیاب ہو چکا ہوں۔ دفتر میں
آخری اضافہ ایک سیکرٹری کا کیا گیا ہے۔ وہ ایک چھوٹے سے الماری نما کمرے
میں میز کے پیچھے بیٹھتی ہے۔ خوش فہمی کے تحت اس کمرے کا نام میں نے کمرہ استقبالیہ
رکھ چھوڑا ہے۔
سیکرٹری کا نام فران جارڈن ہے۔ سرخ بالوں اور سبز آنکھوں والی یہ
لڑکی کچھ گستاخ اکھڑی ہے اور کسی حد تک خود پرست بھی۔ شکل کو مدنظر
رکھا جائے تو آخری صفت بجا ہی لگتی ہے۔
"ہی فران!" میں نے پوچھا۔ "کوئی بلاوا؟"
"کوئی نہیں۔ ایک ملاقاتی ہے۔" اس نے خشک لہجے میں کہا۔ "اندر دفتر
میں تمہارا انتظار کر رہا ہے۔"
"کیا تکلیف ہے اسے؟" میں نے مزاح کا رنگ پیدا کرنا چاہا۔
"کچھ بتایا نہیں اس نے۔ نام ہاسٹن ہے۔" فران نے جزوی طور پر پلکیں
اٹھائیں۔ "ٹیکساس کا باشندہ نہیں لگتا۔"
"اچھا میں خود جا کر دیکھ لیتا ہوں کہ اسے کیا تکلیف ہے! تمہارا آج شام
کا کیا پروگرام ہے؟ دل کا پتھر موم ہو گیا ہو تو یہ شام اکٹھی گزاری جائے؟"
"ڈینی۔" اس نے فہمائش کرنے کے انداز میں کہا۔ "اس معاہدے کو یاد رکھو
جو یہاں ملازمت کے وقت ہم دونوں میں ہوا تھا۔"

"کیا معاہدہ ہوا تھا بھلا؟" میں نے انجان بن کر پوچھا۔
"یہی کہ ہم اپنی اپنی راہ چلتے رہیں گے اور ایک دوسرے کی زندگی میں دخل نہ دیں گے۔"

"ہاں ہاں یاد آگیا۔" میں نے برا منائے بغیر کہا۔ "اور میری راہ اس وقت میرے کمرے کی طرف جاتی ہے۔"

سفید چمڑے کے بازوؤں والی کرسی میں بیٹھا وہ میرا انتظار کر رہا تھا۔ وسطی عمر، وسطی قد و قامت اور اوسط وزن کے اس شخص نے شاندار تراش خراش کا گہرے رنگ کا سوٹ زیب تن کر رکھا تھا۔ سوٹ اتنا نفیس تھا کہ بھیڑ بھیڑ کے میں مل جانے کی اسے یقیناً ہمت نہ پڑتی۔ چہرے پر ذہانت کی چمک اور نیم مسکراہٹ دکھائی دیتی تھی۔ البتہ آدھے فریم کے شیشوں کے پیچھے چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں خباثت لہریں لے رہی تھی

"مسٹر بائیڈ؟" اس نے بے رنگ آواز میں کہا۔ "گمان ہوتا ہے تمہارا کاروبار کامیابی سے چل رہا ہے فرنیچر سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔"
اس کا تبصرہ نظر انداز کر کے میں نے پوچھا۔ "دیر سے میرے منتظر ہو؟"
"پینتیس منٹ ہو گئے ہیں۔"
"تو پھر اتنی دیر بیٹھنے کا کرایہ ادا کرنے کے متعلق کیا خیال ہے؟"
"میرا نام ہاسٹن ہے اور میں ایک وکیل ہوں۔"
"ہو گا۔ لیکن مجھے بھی تو کچھ روزی کمانی ہے۔ وہ کیا کہتے ہیں۔ روٹی تو کسی طور کما کھائے مچھندر۔"

"میں گلبرتھ ہیزلٹن کا نمائندہ ہوں۔ اس کے متعلق تم نے سن ہی لیا ہو گا۔"
"گلبرتھ ہیزلٹن؟.... اچھا وہ مسخرا جو عورتوں کا بہروپ بھرا کرتا ہے تھیٹر میں۔" میں نے سوچتے ہوئے کہا۔
"کیا ہی اچھا ہو بائیڈ کہ یہ تفریحی مکالمے بازی چھوڑ کر ہم براہ راست معاملات کے متعلق گفتگو کریں؟" وہ بولا۔
"بشرطیکہ ہمارے معاملات میں کوئی قدر مشترک ہو۔"
"ایسٹ انجلس کی ایک بار میں آج سہ پہر مارتھا ہیزلٹن سے تمہاری ملاقات اور بات چیت ہوئی۔ یہ بات چیت تیس منٹ تک جاری رہی اور پھر وہ رخصت ہو گئی۔ یہ ٹھیک ہے نا؟"
"یہ تمہارا بیان ہے اور میں اس پر کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتا۔" میں نے جواب دیا۔
وہ مسکرا دیا۔ "اس ملاقات کے دوران تم نے جن اینڈ ٹانک کے دو جام نوش کیے۔ میرے پاس تمام تفاصیل تحریری صورت میں موجود ہیں مگر مزید کسی تفصیل کا حوالہ دینا بیکار ہو گا۔ میرا خیال ہے کہ اس نے کسی کام کے لئے تمہاری خدمات حاصل کی ہیں۔"
"یوں کہہ رہے ہو جیسے میں راہ میں بیٹھا ہوا کوئی مزدور ہوں؟"
"میں تمہیں خبردار کرنے آیا ہوں؟" اس کے لہجے سے کسی قدر تندی ٹپکنے لگی "کہ مارتھا ہیزلٹن اپنے آپ میں نہیں۔"

"اپنے آپ میں نہیں۔۔۔۔ تو گویا وہ مسخرا گلبریتھ ہی اس کا سوانگ رچا کر مجھے ملا تھا۔ حد ہو گئی۔ میں تو اسے سچ مچ کی عورت سمجھا تھا۔"

اس کے منہ کے گرد کی جلد تن گئی۔ پھر رفتہ رفتہ گدلا بھورا رنگ بحال ہو گیا۔ "بائیڈ ہر بات کا مذاق اڑانے کی کوشش نہ کرو۔ تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ مس ہیزلٹن بیمار ہے — دماغی مریض۔ وہ اپنے خیالات، توہمات اور مفروضات کو حقیقت سمجھنے کے عارضے میں مبتلا ہے۔"

"شاید تمہاری طرح" میں نے قیاس ظاہر کیا۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔ "مسٹر ہاسٹن مجھے تو تمہارا وجود بھی ایک مفروضہ جان پڑتا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے کسی خواب کے کردار ہو، مگر سلجھے ہوئے۔"

اس نے ایک طویل اور گہری سانس لی اور کھنکار کر کہا۔ "کیا کچھ دیر کے لئے ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے کی بجائے ہم سنجیدگی سے گفتگو نہیں کر سکتے؟ حقیقت یہ ہے کہ مارتھا نے تم سے جو کچھ بھی کہا ہوگا۔ وہ اس کے خیالات اور مفروضات کی کرشمہ سازی کے سوا کچھ نہیں اور میں تمہیں تنبیہ کرنے آیا ہوں کہ ایک خبطی لڑکی کے توہمات پر مزید کسی اقدام کی کوئی ضرورت نہیں۔"

"لیکن اس کی دولت تو فرضی نہیں؟"

"آہ۔۔۔ ہاں اس کی دولت۔" اس نے قدرے سکون محسوس کیا۔ شاید میں خود ہی اس موضوع کو چھیڑ بیٹھا تھا۔ جو وہ چھیڑنا چاہتا تھا۔ "دولت۔ مسٹر ہیزلٹن کا خیال ہے کہ اس کی بیٹی پر صرف کئے جانے والے وقت کا تمہیں معاوضہ ضرور ملنا چاہئے۔ پچاس ڈالر کافی رہیں گے؟"

"آلو چھولے خریدنے آئے ہو؟" میں نے نرمی سے کہا۔

ہاسٹن مکمل پانچ سیکنڈ تک پتھرائی ہوئی نگاہوں سے مجھے گھورتا رہا۔ اس کی کھوپڑی کے اندر لگا ہوا کمپیوٹر تیزی سے کچھ سوچ رہا تھا۔ آخر کار وہ بولا۔ "تم اپنے وقت کو بہت اہم تصور کرتے ہو بائیڈ۔ آدھ گھنٹے کی کیا معقول قیمت لگاتے ہو؟"

"دو ہزار ڈالر" میں نے سادگی سے بتایا۔

"کیا واہیات مطالبہ ہے؟"

"ہوگا۔ گویا میں مارتھا ہیزلٹن کے لئے کام جاری رکھ سکتا ہوں؟"

مزید غور و فکر کرتے ہوئے اس نے انگلی کے سرے سے ناک کھجائی۔ پھر ہاتھ ملتے ہوئے یوں اٹھ کھڑا ہوا جیسے آخری فیصلے پر پہنچ چکا ہو۔ بولا۔ "جوڑ توڑ کی ضرورت نہیں۔ ایک ہزار ڈالر، قبول کرو یا رد کر دو۔"

"رد کرتا ہوں۔"

"پچھتانا پڑے گا۔" وہ تیزی سے بولا۔ "کسی بھی قسم کی مصیبت میں گرفتار ہو سکتے ہو۔"

"قانونی یا غیر قانونی؟" میں نے سوال کیا۔

"دونوں ہی قسم کی۔"

"کسی اچھے وکیل کی ضرورت محسوس کر رہا ہوں۔" میں نے با آواز بلند سوچا۔ "پتہ بتا سکتے ہو کسی کا؟"

۲

سیر و تفریح کے لئے اکثر میں سنٹرل پارک کی طرف نکل جایا کرتا ہوں۔ یہی ایک مقام میری طبیعت کو مرغوب ہے اگر طبیعت اکتانے لگے تو گرین کے شراب خانے پر رک کر مارٹینی کا جام نوش جان کیا جا سکتا ہے۔ ورنہ ٹیکسی کا پر واپسی میں بھی کوئی دشواری پیش نہیں آتی۔

مگر آج میں سیر و تفریح کے لئے نہ نکلا تھا۔ ہیرلٹن کا فارم ڈھونڈتے ڈھونڈتے دوپہر ہو گئی اور تب کہیں "ہائی ٹور" کا سائن بورڈ دکھائی دیا۔۔۔

۔۔۔ بورڈ کی عبارت پڑھنے کے بعد کسی غلطی کا امکان نہ تھا۔ گیٹ کھلا تھا سو میں کار ڈرائیو کرتے ہوئے دو سو گز دوری پر واقع فارم ہاؤس کی طرف چل دیا۔

فارم ہاؤس کے سامنے کار روکی ہی تھی کہ ایک شخص منتظر دکھائی دیا۔ اوسط قد کا یہ شخص مضبوط جسے اور ڈھلوانی پھیلے ہوئے کندھوں کا مالک تھا۔ بازوؤں کی مچھلیاں بھرتی صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ کھلے گلے والی سیاہ شرٹ کی آستینیں اس نے بازوؤں تک الٹ رکھی تھیں کمر کے گرد پٹکا سا لپٹا ہوا تھا اور پتلون کے پائنچے چمکدار سیاہ بوٹوں میں ٹھونس رکھے تھے۔

سگریٹ سلگا کر میں مزے مزے سے کار تک اس کے آنے کا منظر دیکھتا رہا۔ اس کے سیاہ گھنے بال سر کی پچھلی سمت کنگھی کئے ہوئے تھے چہرے پر سیاہ فام حبشی کی سی خشونت کے تاثرات لئے وہ بڑے اطمینان سے کار تک آیا۔ کسی مہربان کے گھونسے نے اس کی ناک چپٹی کر رکھی تھی اور بھنوؤں کے اوپر زخموں کے نقش و نگار بنا دیئے تھے۔

کھلی کھڑکی پر کہنی ٹکا کر اس نے کار میں جھانک کر دیکھا قریب سے بھی اس کی صورت کچھ بھلی معلوم نہ دی۔ متجسس آواز میں اس نے پوچھا "کس کمپنی کے ایجنٹ ہو! کیا بیچنے آئے ہو؟"

"ایجنٹ ہوں نہ دکاندار۔ یہاں کسی سے ملنے آیا ہوں۔"

"تمہیں یقین ہے؟ صحیح جگہ آئے ہو دوست!"

"دوست بنانے میں بڑے تیز ہو یار۔" میں نے کسی قدر مرعوب اور متاثر ہونے کا اظہار کیا۔ "میں ٹھیک مقام پر آیا ہوں۔"

"اوہو ہو۔" اس نے سر کو جنبش دی۔ "غلط مقام پر آئے ہو دوست یہاں کوئی ملاقاتی نہیں آتا۔"

"میں کسی اور سیارے کی مخلوق نہیں ہوں۔" میں بولا۔ "کامی ہیرلٹن سے ملنے آیا ہوں۔"

"افسوس ہے دوست۔ وہ کسی سے ملاقات نہیں کرتی۔"

"مگر مجھ سے ضرور ملے گی۔" میں نے پر اعتماد لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

۔۔۔ "دوست کی گردن اڑانے کی بجائے دوست بن کر دکھاؤ اور بتاؤ وہ کہاں ہے؟"

اس نے بے آواز گہری سانس لی۔ "وہ کسی سے ملاقات نہیں کر سکتی یہ حکم ہے۔ اور اب بہتر ہے سمجھداری سے واپس چلے جاؤ۔ یہ اقدام دوستانہ نہ ہو گا۔"

"اگر ملاقات نہیں کر سکتی تو سن تو سکتی ہے۔" میں نے کہا اور ہارن دبا دیا۔ ہارن کی تیز اور کرخت آواز چند ثانیوں تک گونجتی رہی۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر میری کلائی پکڑ لی اور میرا ہاتھ ہارن پر سے ہٹا دیا۔ "تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا دوست۔ اب مجھے اپنے ہاتھ دکھانا پڑیں گے۔"

اس کی انگلیاں اب بھی میری بائیں کلائی کے گرد لپٹی ہوئی تھیں اور سر کھڑکی کے اندر۔ کلائی چھڑانے کی کوشش کئے بغیر میں نے دایاں ہاتھ آگے بڑھایا اور اس کی ناک کو انگوٹھے اور انگشت شہادت کی شدید گرفت میں لے لیا پھر تیزی سے ہاتھ اوپر لے گیا۔ اس کے سر کا عقبی حصہ کھڑکی کے فریم کے بالائی حصے سے ٹکرایا۔ اب میں اپنا ہاتھ تیزی سے نیچے لایا اور اس کی ٹھوڑی فریم کے نچلے حصے سے ٹکرائی۔ سرزنش کا یہ انداز مسخروں کا سا تھا مگر کارگر رہا۔ پانچ چھ مرتبہ ہاتھ کو اوپر نیچے کی پریڈ کروانے کے بعد میں نے اس کی ناک چھوڑتے ہوئے پوری قوت سے دھکا دیا اور وہ الٹا ہو کر اوجھل ہو گیا۔

میں جلدی سے کار سے اترا۔ ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا وہ چندھیائی آنکھوں سے میری طرف دیکھ رہا تھا۔ میں نے اسے ہوش سنبھالنے کی مہلت نہ دی اور جوتے کی نوک سے اس کی کن پٹی پر تھپکی دی۔ تھپکی کچھ زوردار ثابت ہوئی اور وہ الٹ کر جا پڑا۔ ایک دوست پر پاؤں رکھ کر گزرنا معیوب سا جان پڑا۔ چنانچہ اس سے کتراتے ہوئے میں نے پیش دہلیز کی طرف قدم بڑھا دیئے۔

پورچ سے دو گز دور تھا کہ صدر دروازہ کھلا اور ایک لڑکی دروازے میں کھڑی دکھائی دی۔ وہ جوان تھی مگر ابھی بیس سال کی نہ ہوئی تھی۔ اور جھپکتی ہوئی سیاہ آنکھوں سے تجسس ظاہر تھا۔ اس کا کوئی انداز خواہرانہ نہیں تھا اور یہ بات میرے لئے باعث مسرت تھی اس عالم میں جبکہ میرا دوست کار کے قریب بے ہوش پڑا تھا، مجھے ایک بہن کی قطعی ضرورت نہ تھی۔

"میں نے ہارن کی آواز سنی ہے۔" اس نے سانس روک کر کہا۔ "خیریت تو ہے؟"

"خیریت ہی ہے۔" میں نے جواب دیا۔ "کیا میں کلیمی ہیرلنگٹن سے ہمکلام ہوں؟"

"ہاں میں ہی کلیمی ہوں۔" اس نے زور سے سر کو اثباتی جنبش دی۔ "مجھ سے ملنے آئے ہو؟"

"میرا نام ڈینی بائیلے ہے۔" میں نے کہا۔ "مارتھا کا دوست ہوں اور اسی کے اصرار پر ملنے آیا ہوں۔"

"خوشی کی بات ہے۔" وہ گرمجوشی سے مسکرائی۔ "مارتھا کے ہر دوست کو میں اپنا دوست تصور کرتی ہوں۔"

"خوش بختی ہے میری۔" میں نے نرمی سے کہا۔

"ہارن کی آواز سن کر پیٹ باہر نہیں آیا؟" اس نے پوچھا

"پیٹ؟" میں نے یونہی دہرا دیا۔

"ہاں، وہ یہاں کام کرتا ہے۔" وہ بولی۔ "شاید کہیں اور مصروف ہو گا۔" میرا جائزہ لیتے ہوئے اس کی مسکراہٹ میں اور شوخی آ گئی۔ "اندر نہیں آؤ گے؟"

"شکریہ" میں نے کہا۔ "مارتھا کا ایک پیغام لایا ہوں۔" پیٹ پر ابھی تک کلیمی کی نظر نہیں پڑی تھی وہ پیچھے ہٹ گئی اور میں اس کے پیچھے چلتا ہوا ایک وسیع قسم کے بورژوائی انداز میں سجے ہوئے لونگ روم میں پہنچا۔

"بیٹھو" وہ بولی۔ "کیا ہو گئے؟"

"سردست کچھ بھی نہیں" میں نے بتایا۔

کلیمی میں ابھی تک اپنی بہن جیسی رعنائی اور تابندگی نے جنم نہیں لیا تھا۔ مگر وہ خوبصورت ضرور تھی اور تنگ لباس میں اٹھنے والی قوسیں ظاہر کر رہی تھیں پھل پکنے میں دیر نہیں۔ کچے پھل ہی دیکھ کر میری زبان پر ترشی ذائقہ دینے لگی۔

"نادم پیٹ کے سوا اور بھی کوئی ملازم ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"بس ایک حلوائی ہے۔ مگر وہ کہیں باہر گئی ہوئی ہے۔ پچھلے دو گھنٹوں سے دکھائی نہیں دی۔ اور یہ پتہ نہیں پیٹ کہاں جا کر مر گیا۔"

"کلیمی! کسی تمہید کے بغیر یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں ایک پرائیویٹ جاسوس ہوں۔"

"اوہ۔ بہت خوب" اس کی آنکھیں فرط اشتیاق سے روشن ہو گئیں۔ "کیا مارتھا سے کوئی جرم سرزد ہو گیا ہے؟"

"نہیں" میں نے جواب دیا۔ "تمہارے بچاؤ کے لئے اس نے میری خدمات حاصل کی ہیں۔"

اس نے مجھے یوں دیکھا گویا اچانک خراب ہو جانے والے ٹیلیویژن کا پچھلا حصہ جدا کرنے پر رواں ڈرامے کا کوئی کردار باہر آ گیا ہو۔

"معاف کرنا۔ میں نے سنا نہیں۔"

مجھے گمان ہوا جیسے واقعی کسی خبطی لڑکی سے اب پالا پڑا ہو۔ میں نے ہولے سے کہا۔ "مارتھا کہتی ہے۔ اگر تم یہاں سے نکل نہ گئیں تو جلد ہی تمہارا نام گمشدہ افراد کے بیورو کی فہرست میں دکھائی دے گا۔ جیسے کہ تمہارے بھائی کا نام۔"

"فلپ؟" اس نے خالی خالی نگاہوں سے مجھے گھورا۔ "کیا وہ لاپتہ ہے؟"

"مارتھا نے یہی بتایا ہے۔" میں نے کہا مگر مجھے اپنی ہی بات مدلل معلوم نہ دی۔ "کچھ سامان مثلاً بیگ وغیرہ ساتھ لے جانا چاہتی ہو؟"

"یہ کیا مذاق ہے مسٹر بانڈ؟" مشکوک انداز میں وہ مسکرائی۔

"کیا تم یہاں ایک قیدی نہیں ہو؟"

"کیا بے ہودہ خیال ہے۔" وہ پس و پیش کئے بغیر بولی۔ "میں یہاں قیدی نہیں.... تمہیں یہ خیال کیسے آیا؟"

"تم نہیں چاہتیں کہ یہاں سے تمہیں نکال لے چلوں؟"

"ہرگز نہیں۔"

بیرونی دروازہ کھلنے کے بعد ہال سے میں بھاری قدموں کی چاپ سنائی۔ پھر وہ موٹا پیٹ نمودار ہوا۔ مجھے دیکھ کر وہ میری طرف بڑھا۔ اس کے چہرے پر پھیلے ہوئے گدلے تاثرات سے اس کا ارادہ معلوم کرنا دشوار نہ تھا۔ پھر اس نے سلگتی ہوئی آواز میں اعلان بھی کر دیا۔ "گندی موری کے کیڑے ابھی تم سے نپٹ لیتا ہوں۔"

"پیٹ!" کلیمی چلائی۔ "کیا ہوا ہے تمہیں؟"

پیٹ یوں رک گیا جیسے گھوڑے کی باگ اچانک کھینچ لی گئی ہو۔ تاہم منہ زور گھوڑا دولتی جھاڑے بغیر نہ رہا۔ بھنچی بھنچی آواز میں وہ بل کھاتے ہوئے بولا۔

"لیکن مس ہیزلٹن یہ حرامزادہ زبردستی اندر گھس آیا ہے اور اس نے مجھے۔۔۔"

"مسٹر بائیڈ میری بہن کا دوست ہے اور مجھ سے ملنے آیا ہے" وہ بولی۔ "منہ کو لگام دو۔ تمہارے اس گستاخانہ اندازِ گفتگو پر میں سخت حیران ہوں۔ جاؤ چلے جاؤ ہمیں تنہا چھوڑ دو۔"

ایک طویل ساعت مجھے تک لے گھورتے وقت پیٹ کا چہرہ مسخ ہو کر رہ گیا کراری سی آواز میں کلیمی چلائی "پیٹ۔ سنا نہیں؟"

"ہاں سن لیا ہے" وہ برگشتگی سے بولا۔ اور پٹے ہوئے کتے کی طرح کمرے سے نکل گیا۔ اشتعال سے اس کی گدی کے بال سیہہ کی طرح کھڑے تھے۔

میری طرف دیکھتے ہوئے کلیمی کے چہرے سے دبا دبا جوش ظاہر ہو رہا تھا وہ بولی۔

"مجھے افسوس ہے مسٹر بائیڈ کبھی کبھی وہ بلا وجہ سمجھنے سے اکھڑ جاتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ وہ میرا محافظ اور باڈی گارڈ ہے۔ پتہ نہیں، میری ذات کے لئے وہ کس سے خطرہ محسوس کرتا ہے؟" ایک کے لئے وہ پھر اپنا نچلا ہونٹ چباتی رہی۔ "تو کیا تم واقعی سنجیدگی سے کہہ رہے تھے کہ مارتھا نے مجھے یہاں سے لے جانے کے لئے تمہاری خدمات حاصل کی ہیں!"

"ہاں وہ واقعی سنجیدہ تھی" میں نے جواب دیا۔

کلیمی کے چہرے پر سوچ ابھر آئی۔ "بے چاری مارتھا کبھی کبھی اپنے توہمات کو حقیقت سمجھ لیتی ہے مجھے بے حد افسوس ہے کہ تمہیں زحمت دی گئی مسٹر بائیڈ میں

اپنے والد سے ذکر کروں گی۔ مجھے یقین ہے کہ وہ تمہیں آنے جانے کا کرایہ مزید ادا کریں گے میں بدصورت سا بن کر اٹھ کھڑا ہوا۔" اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ اب واپس نیویارک جانے کے سوا چارہ نہیں کیا فلپ کی گمشدگی بھی مارتھا کا وہم ہے!"

"پچھلے دو تین دن سے اسے نہیں دیکھا" وہ بے فکری سے بولی: "مگر وہ اور والد چھٹی کے دن ہی یہاں آتے ہیں۔ اس لئے پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں۔ اگر اسے ڈھونڈ رہے ہو تو مجھے امید ہے کہ وہ تمہیں ہارلنگن کے بکلین پلیس میں مل جائے گا۔"

"اچھا تو میں مارتھا سے تمہارا سلام اور چند ضروری باتیں کہہ دوں گا۔"

"تمہیں جو زحمت ہوئی، اس پر میں دوبارہ اظہار افسوس کرتی ہوں" وہ بولی "مارتھا پر بگڑ نا مت۔ وہ بے چاری بے قصور ہے۔"

"اچھا۔ بائی۔" میں نے کہا اور کمرے سے ہال نما میں آیا اور وہاں سے بیرونی دروازے تک۔ جانے پیٹ کہاں غائب ہو چکا تھا۔ "بڑے بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے" کا ورد کرتے ہوئے میں باہر نکل آیا۔ اب کار میں بیٹھ کر مین ہٹن کی طرف روانگی کے سوا کیا چارہ تھا۔ ارادہ یہی تھا مگر کار تک پہنچا ہی تھا کہ ایک شے دیکھ کر ارادہ بدل لیا۔

یہ شے تھی ایک شعلہ بدن۔ اس نے تنکوں کا ہیٹ اور سفید سوتی قمیض زیب تن کر رکھی تھی۔ قمیض کے سامنے والے تین بٹن کھلے تھے اور گداز قوسوں کی نمائش کر رہے تھے نچلے دھڑ پر اس نے جلد کے ساتھ چپکی ہوئی سبز پتلون کسی ہوئی تھی۔ چال میں

وہ بانکپن اور شگفتگی بھی جو عورتوں کو مردوں سے امتیاز ودیعت کرتی ہے۔

اسے آتے ہوئے دیکھ کر میں نے بائیں کہنی کار کے سامنے والے فنڈر پر ٹیک دی اور مشتاق نگاہوں سے خرام ناز دیکھنے لگا۔ اسے بھی اپنی دلکش اور متوالی چال کا بخوبی احساس تھا چنانچہ وہ مزے سے چلتی رہی۔

موسم گرما میں سنٹرل پارک کی جھیل کی طرح اس کی آنکھیں نیلگوں اور جلد کی رنگت کالسی کے رنگ جیسی تھی۔ ابھرے ہوئے جبڑوں والے رخسار، تیکھی ناک، شہد آگیں ہونٹ، پتلی سوتی قمیص کے سینے سے دو تکونیں یوں تنی ہوئی تھیں کہ مصر کے اہراموں کی نوکیں بھی خجل ہو کر رہ جائیں۔ انہیں دیکھ کر خدشہ ہونے لگتا تھا کہ گلے ملنے والے کے سینے میں نیزے کی انی کی طرح اتر جائیں گی۔ مگر کون جانے کیف و سرور کے عالم میں یہ موم کی طرح پگھل کر رہ جائیں۔

"ہیلو" قریب آ کر اس نے مترنم آواز میں کہا۔ "کس سے ملنے آئے ہو؟ یا پہلے ہی مل چکے ہو؟"

"مل چکا ہوں" میں نے بتایا۔ "تمہیں دیکھنے سے پہلے خیال بھی نہ تھا کہ کسی اور سے بھی ملنا ہے۔"

"شاید تم کوئی سفری سیلز مین ہو۔" اس نے قاتل انداز سے پلکیں جھپکا کر کہا۔ "پاپا ایسے سفری سیلز مینوں کے متعلق بہت کچھ بتاتا رہا ہے مجھے۔"

"اگر تم کسی دہقان کی نور نظر ہو تو تمہارے لئے کھیتوں میں بلا معاوضہ ہل چلانے سے مجھے انکار نہ ہوگا۔"

مسکراہٹ کے انداز میں اس کے ہونٹ نیم وا ہو گئے اور سفید ہموار دانت

جھلکنے لگے۔ "پیٹ نے تمہارا ذکر کیا اور اسی لئے تم سے ملنے چلی آئی۔ یہاں پیٹ کی شہ زوری اور مردانگی کی بڑی دھوم مچی ہوئی ہے۔"

"کیا تم بھی یہاں ملازم ہو؟" میں نے سوال کیا۔

"میں سلویا ولیٹ ہوں اور معاون ہاؤس کیپر کے فرائض سر انجام دیتی ہوں یہ بھی میرا فرض ہے کہ کبھی کوئی کسی وقت تنہا نہ رہنے دوں۔"

"اگر وہ تنہائی محسوس کر کے بیکہین رہائش گاہ جانا چاہے تو کیا اس پر کوئی پابندی ہے؟"

"کوئی نہیں۔" اس نے ہموار انداز میں کہا۔ "لیکن اگر تم جیسے خوبرو ملاقاتی آتے رہیں تو وہ کبھی تنہائی کا شکار نہیں ہو سکتی۔ اپنے چہرے کا پہلا رخ ادھر رکھنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ بائیں رخ کو بھی دیکھا جائے تو اتنا برا نہیں۔"

"دراصل بات یہ ہے کہ میرا دایاں رخسار بائیں رخسار کی نسبت زیادہ پرکشش ہے۔" میں نے ایمانداری سے اعتراف کیا۔ "ویسے دونوں رخسار خاصے دیدہ زیب ہیں۔"

"صاف گو لوگوں کو میں بہت پسند کرتی ہوں۔" اس نے ایک لطیف آہ بھری۔ "تمہارے پرکشش اور گوارا دونوں رخساروں سے تعارف ہو چکا۔ پیٹ کی زبانی تمہاری شہ زوری کا حال بھی معلوم ہو گیا ہے۔ کیا اور کوئی ایسی بات ہے جس کا جاننا میرے لئے ضروری ہو۔"

"نام ڈینی بائیڈ ہے۔" میں بولا۔ "تھیا رک جانے کو تھا مگر اب ارادہ بدل دیا ہے۔"

"ارادہ بدلنے کی کوئی معقول وجہ ہو گی؟"

"تم سے بہتر اور کیا معقول وجہ ہو سکتی ہے؟"

گوشوں کے قریب اس کے لب کپکپائے۔ "اس موضوع کے متعلق میں بحث میں نہیں پڑنا چاہتی۔ کب تک ٹھہرنے کا ارادہ ہے؟"

"یہ تم پر منحصر ہے" میں نے کہا۔ "مجھے ہاؤس کیپر کی نہیں البتہ معاون یا مہربان ساتھی کی ضرورت ہے۔"

"تمہارے رکنے پر مجھے کوئی اعتراض نہیں" اس نے پر فکر انداز سے کہا۔ "البتہ پیٹ کو گوارا نہ ہوگا۔ وہ تمہارے خلاف بھرا بیٹھا ہے۔"

"ٹالنے کی کوشش نہ کرو" میں بولا۔ "جہاں تک پیٹ کا سوال ہے، اس کے متعلق فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں میں اس سے نپٹ سکتا ہوں۔"

"ہاں شاید" وہ کہنے لگی۔ "میرا خیال ہے اندر چل کر کلیمی کو بتا دینا چاہیئے کہ تم نے جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا ہے۔"

"پھر بتا دیں گے" میں نے کہا۔ "میں نے آج تک کسی فارم کی سیر نہیں کی۔ میرا خیال ہے پہلے مجھے فارم کی سیر کرا دو۔"

"یہ ٹیکساس نہیں ہے پارٹنر" اس نے مدھم لہجے میں کہا۔ "نہ ہی فارم میں کھانے کی کوئی چیز ہے۔ ایک حسین سوروں کا باڑا ہے۔ اگر وہ دیکھنا چاہو تو۔۔۔"

"اوہ۔ وہ تو میں ضرور دیکھوں گا۔ آج تک کبھی نہیں دیکھا" میں نے اشتیاق سے کہا۔ "وہ منظر خصوصیت سے دیکھنے کے قابل ہوگا۔ جب وہ مادہ کے اتصال کے لئے قطار لگا کر کھڑے ہوں گے۔ تمہاری رفاقت میں یہ منظر اور بھی دلچسپ ہوگا

یہاں کوئی جنگل بھی ہے جہاں تم شرط ہار کر لباس سے محرومی کی حالت میں بھاگ سکو۔"

"یہاں کوئی جنگل نہیں اور نہ ہی شرط بدلنا مجھے پسند ہے۔ کوئی سلیم الطبع لڑکی تمہارا پرکشش رخسار دیکھنے کے بعد شرط لگانا پسند نہیں کرے گی۔"

"مارتھا ہیرلٹن کے متعلق کیا خیال ہے؟ کیا وہ ایک سلیم الطبع لڑکی ہے؟" میں نے پوچھا۔

جواب گول کرتے ہوئے وہ بولی۔ "پہلے باڑا دیکھنا چاہتے ہو یا جھیل؟"

"جو کچھ بھی دکھا دو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ چاہو تو میرے ساتھ خشک گھاس کے ڈھیر پر لوٹیاں لگانا شروع کر دو۔ کھانے سے پہلے تھوڑی سی ورزش مفید رہتی ہے۔"

"اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سوجھی" اس نے کھلکھلا کر ہنستے ہوئے کہا۔ "مگر یہ وقت موزوں نہیں۔ پھر کسی وقت سہی۔"

گندم کے کھیت میں سے ہو کر ہم ایک جھیل کے کنارے پر پہنچے۔ جھیل میں دو جنگلی مرغابیاں تیر رہی تھیں۔ اس کے بعد باڑے کی باری آئی۔ باڑے میں سوکھی گھاس کا ایک بلند ڈھیر، ٹریکٹر اور کچھ اور زرعی آلات رکھے ہوئے تھے۔ کچھ جوڑے اور گائیں بھی تھیں۔ اس سیر کے دوران میرے جوتے کیچڑ سے لت پت ہو چکے تھے۔

آخری مرحلے میں ہم سوروں کے باڑے کی طرف گئے۔ سگریٹ سلگاتے وقت میں نے ایک مادہ سور اور اس کے نو بچوں کو خرمستیاں کرتے دیکھا۔ یہ منظر بڑا کریہہ تھا۔

چنانچہ میں نے سلویا ولیٹ پر توجہ دی۔ "معاون ہاؤس کیپر کے طور پر کب سے کام کر رہی ہو؟"

"دو ماہ سے۔ کیوں؟"

"یہ کام تمہیں کچھ جچتا نہیں۔ تمہارے لباس اور انداز و اطوار سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ تم اس گنوار اور دیہاتی ماحول کی عادی نہیں ہو۔"

"ڈیڈی یا پیڈ۔ نیو انگلینڈ میں من پسند ملازمت حاصل کرنا بہت مشکل ہے۔" توقف سے اس نے ایک سوال جڑ دیا۔ "تم بتاؤ۔ نیو یارک جیسی رنگین جگہ چھوڑ کر اس ویران جگہ کیا کرنے آئے ہو۔"

"جھک مارنے۔۔۔ اوہ میرا مطلب ہے مارتھا نے اپنی بہن کی خیر خیریت معلوم کرنے بھیجا ہے۔ مارتھا کو جانتی ہو؟"

"ہاں۔ اپنے والد کے ساتھ چند مرتبہ یہاں آتی رہی ہے پچھلے ویک اینڈ کو بھی آئی تھی۔"

"فلپ بھی ساتھ تھا؟"

"ہاں وہ بھی ساتھ آیا تھا۔"

کچھ سوچ کر میں نے پوچھا۔ "کیا وہ سب واپس شہر چلے گئے تھے؟"

"مارتھا اور مسٹر ہیزلٹن سوموار کی صبح گئے تھے۔" وہ بولی۔ "فلپ کے متعلق یقین سے نہیں کہہ سکتی۔ میرا خیال ہے وہ اتوار کی رات ہی چلا گیا تھا۔ سوموار کی صبح وہ یہاں نہیں تھا۔ یہ کیوں پوچھ رہے ہو؟"

"دو تین دن سے وہ لاپتہ ہے۔" میں نے احتیاط برتتے ہوئے کہا۔

معاً مادہ سور کے ساتھ والے باڑے سے بڑی مکروہ قسم کی حیوانی کراہ سنائی دی۔ میں نے قدم بڑھا کر دیکھا۔ اس باڑے میں ایک سور تنہا بند تھا۔ تھوتھنی کو سیاہ کیچڑ میں ڈبوتے ہوئے اور کیچڑ میں مارتے ہوئے وہ کافی طاقتور اور جسیم دکھائی دے رہا تھا۔ میں نے پوچھا۔ "یہ کیوں کھلا پھر رہا ہے؟ اسے تو مارکیٹ میں ہونا چاہیئے تھا۔"

"بڑا ہی بدمزاج اور منہ زور سور ہے۔ نسل کشی کے لئے رکھ چھوڑا ہے۔ اندر مت جانا۔ کہیں کاٹ نہ کھائے۔"

"بدمزاج نہ ہوتا تو شاید میں اس سے دوستی بڑھانے کی کوشش کر ہی لیتا۔" میں نے ہنس کر کہا۔

"اسے سویٹ ولیم کہتے ہیں۔" وہ مسکرا کر بولی۔ "بڑا نامراد ہے مگر سورنیاں اسے بہت پسند کرتی ہیں۔"

"اپنی کنگ سائز تھوتھنی سے کیچڑ اڑاتے ہوئے بھی چھٹا ہوا بدمعاش لگتا ہے۔" میں نے ناخوشگوار انداز میں کہا۔ "اس کی چڑچڑی جنگجویانہ ذہنیت دیکھ کر مجھے پیٹ یاد آ گیا۔"

"ایسا بھی کیا کینہ!" وہ بولی۔ "وہ تو محض اپنا فرض ادا کر رہا تھا۔"

"کون سا فرض؟ ملاقاتیوں کو دور رکھنے کا!" میں نے کہا۔ "آخر اس مقام کی ایسی خصوصیت کونسی ہے کہ تمہیں ایک پہلوان قسم کے آدمی کی ضرورت پڑ گئی۔ تاکہ کوئی اور آ کر یہ مقام نہ دیکھ سکے۔"

"مسٹر ہیزلٹن کی غیر معمولی احتیاط کہہ لو۔ وہ نہیں چاہتا کہ کوئی

شخص یہاں کے معاملات میں دخیل ہو اور خلوت کو مجروح کر سکے۔ اسی لیے اس نے پیٹ کو ملازم رکھ چھوڑا ہے تاکہ وہ اور اس کے اہل خانہ غیر مطلوبہ دخل اندازی سے محفوظ رہیں۔ سیدھی سی بات ہے؟

"ہاں واقعی جلیبی کی طرح سیدھی سی بات ہے۔" میں بولا۔ "مگر میرے لیے یہ وضاحت قابل قبول نہیں کیونکہ پیٹ ایک پیشہ ور غنڈہ ہے۔"

"کچھ اور سیر کرنا چاہتے ہو یا اب واپس گھر کی طرف چلیں؟" اس نے نرمی سے پوچھا "دوپہر کے کھانے کا وقت ہو رہا ہے اور کھانے سے پہلے میں ایک جام نوش کرنے کی عادی ہوں۔ کیا تمہیں بھی یہ عادت ہے؟"

"ہاں کچھ ہے ہی۔" میں نے جواب دیا۔

سلویا گھر کی طرف قدم بڑھانے لگی۔ میں بھی قدم اٹھانے کو ہوا معاً سویٹ ولیم نے اپنے تھوتھنی سے ایسی آوازیں نکالیں کہ میں نے پلٹ کر اس کی طرف دیکھا۔ میرا خیال تھا شاید اس نے کوئی مدفون خزانہ کھود نکالا ہے جبھی یوں پھنکار رہا ہے

وہ باڑے کے ایک گوشے کو بری طرح ادھیڑ رہا تھا اور تھوتھنی اور کانپوں سے کیچڑ لیوں ادھر ادھر پھینک رہا تھا جیسے یہ کدال سے پھینکا جا رہا ہو۔ چھ انچ گہرا وہ پہلے ہی کھود چکا تھا اور بڑے شد و مد سے پھنکارتے ہوئے اسے مزید گہرا کیے جا رہا تھا۔

میں بڑے اشتیاق سے یہ منظر دیکھنے لگا۔ پھر اچانک اس کی تندہی اور جوش و خروش کی وجہ میری سمجھ میں آ گئی ایک لمحہ کے لیے یقین نہ آیا اور میں باڑے پر سے جھک کر زیادہ غور سے دیکھنے لگا۔ اب جو کچھ دکھائی دیا۔ اس نے یقین دلا دیا۔

سویٹ ولیم نے تھوتھنی اور کانپوں کی مدد سے کھدائی کر کے انسانی جسم کے ہاتھ کا انگوٹھا اور انگشت شہادت کو بے نقاب کر دیا تھا۔ ایک لمحے کے لیے اس نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا، گویا اپنے کارنامے کی داد طلب کر رہا ہو۔ اس کی بھیگی بھیگی آنکھوں میں اطمینان کی جھلک تھی اور جبڑے ہولے ہولے یکسانیت کے ساتھ جنبش میں تھے پھر اس کے منہ سے اطمینان اور تسلی کی پھنکار ابھری۔ میں نے سلویا کی طرف دیکھا وہ بدستور گھر کی طرف گامزن تھی۔

میں نے دوبارہ سیاہ کیچڑ میں بنے ہوئے گڑھے پر نظر ڈالی اور غیر مرئی لعاب کا ایک گھونٹ سا نگلنے کی کوشش کی۔ انسانی جسم کی ایک انگشت شہادت کی آخری پور کٹی دکھائی دے رہی تھی۔

دور سے سلویا نے پکار کر کہا۔ "آؤ نا۔ وہاں کیا دیکھ رہے ہو؟"

میں نے سلویا کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے سوچا۔ اگر فلپ ہیملٹن فارم ہاؤس سے اتوار کی رات کو روانہ ہوا تھا تو یقیناً اسے دور جانا نصیب نہ ہو سکا

۳

سلویا مجھ سے پہلے گھر پہنچ گئی تھی۔ مجھے لونگ روم میں داخل ہوتے

دیکھ کر کلیمی کی آنکھیں چمک اٹھیں اور وہ بولی، "مجھے مسرت ہے کہ تم نے جانے کا ارادہ بدل دیا اور کچھ دیر رکنے پر آمادہ ہو گئے مسٹر بائیڈ۔ یہاں کوئی آتا ہے تو مجھے بڑی خوشی ہوتی ہے۔"

"تمہارے لئے جام بناؤں،" سلویا ولیسٹ نے پوچھا۔ "کیا پیو گے؟ سکاچ، رائی، ووڈکا، ہر چیز میسر ہے۔"

"سکاچ موزوں رہے گی۔" میں نے بتایا۔

سگریٹ سلگایا مگر اس کا ذائقہ بے حد تلخ محسوس ہوا۔ سلویا شراب کی تیاری میں مصروف تھی اور کلیمی گھٹنوں کے گرد ہاتھ باندھے غور سے میری طرف دیکھ رہی تھی۔ بولی۔ "یہاں کھانا کچھ ایسا ویسا ہی ہوتا ہے۔ شاید تمہاری پسند کے مطابق نہ ہو۔ ما حضر تناول کرتے ہوئے مائنڈ نہ کرنا۔"

"کوئی بات نہیں۔ اچھے برے کھانے کا عادی ہوں۔"

"یہ ضرور ہے کہ کھانے میں سب چیزیں فارم میں اگنے والی سبزیوں کی بنی ہوں گی۔ یہاں تک کہ لحم خنزیر بھی یہیں کے پلے ہوئے سور کا ہو گا۔"

سور کا خیال آتے ہی میرے معدے میں اینٹھن سی ہوئی اور میں نے کہا۔ "میری فکر نہ کرو۔ مجھے بھوک نہیں ہے۔"

سلویا نے ساقی گری کے فرائض ادا کئے اور میں خوراک سے بے نیاز ہو کر سکاچ کی چسکیاں لینے لگا۔

"کلیمی بتا رہی تھی۔ تم ایک پرائیویٹ جاسوس ہو ڈیئر۔" سلویا نے میرے خیالات کی دنیا درہم برہم کر دی۔ "میرا خیال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اتنے شکی مزاج

کلیمی نے فرط اشتیاق سے آنکھیں پھیلا کر کہا۔ "یہ جاسوسی کا کام بڑے مزے کا ہوتا ہے اور خطرناک بھی۔"

"ہاں مگر اس وقت تک کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔ جب تک سور کے باڑے کا جائزہ نہ لیا جائے۔" میں نے مسکرا کر کہا۔

"سور کا باڑا؟" کلیمی نے الجھ کر پوچھا۔ وہ کچھ بھی سمجھ پائی تھی۔

"اسے سویٹ ولیم کا باڑا دکھا لائی ہوں۔" سلویا نے ہنستے ہوئے وضاحت کی۔ "اسے قدرتی مناظر سے بڑا پیار لگتا ہے۔"

ایک اور جام لینے کا خیال آیا مگر پھر ترک کر دیا۔ ایسا کرتے ہوئے اس فلم ایکٹرس کا خیال آ گیا تھا جس نے کاوچ پر دراز ہونے سے پہلے کہا تھا۔ "پہلے کام، پھر جام۔" اور سکرپٹ پڑھنے کا مطالبہ کیا تھا۔

"میرا خیال ہے۔ لنچ کرتے ہوئے دیر ہو جائیگی۔" میں نے کلیمی سے مخاطب ہو کر کہا۔ "چلو کہیں راستے میں لنچ کر لیں گے۔"

"کیا کہا؟" اس نے خالی خالی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"بھئی تمہیں جاسوسی کا کام مزے کا اور خطرناک لگتا ہے۔ اگر لطف اندوز ہونے کا ارادہ ہو تو میرے ساتھ چلی چلو۔" میں نے مشورہ دیا۔ "دوسری بات یہ کہ ابھی ابھی میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تمہاری بہن پاگل نہیں اور تمہیں میرے ساتھ ضرور جانا چاہیئے اب اپنا بیگ اور چیزیں سمیٹنے کے لئے صرف دس منٹ دے سکتا ہوں۔"

"مذاق کر رہے ہو؟"

"ہرگز نہیں۔" میں نے تشویش زدہ انداز میں کہا۔ "میں عملی دنیا کا جاسوس

ہوں۔ ٹیلیویژن کا جاسوس نہیں جس کی جیب میں بیسیوں کہانیاں تحریری صورت میں موجود ہوتی ہیں۔ ان کے پاس وقت ہوتا ہے کہ وہ لمبے لمبے مکالمات لکھ سکیں مگر میرے پاس اتنا وقت نہیں۔ اچھا اب جلدی سے تیار ہو جاؤ۔"

"یہ کیا بے ہودہ مذاق ہے؟" سلویا نے درشتی سے کہا۔ "کیا سنجیدگی سے کلیمی کو ساتھ چلنے پہ اکسا رہے ہو۔"

"مجھے خوشی ہے کہ یہاں کے لوگ تیز فہم واقع ہوتے ہیں۔ اور فوری طور پر میری بات سمجھ لیتے ہیں۔" میں نے کہا۔ "ہاں میں کلیمی کو واقعی لے جانا چاہتا ہوں اور ہم ابھی رخصت ہو رہے ہیں۔"

کلیمی اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ اس کی آنکھیں کسی فوری فیصلے کی چمک سے فروزاں ہو گئی تھیں۔ "واقعی یہ بڑا شاندار اور سنسنی خیز تجربہ ہوگا۔ ایک جاسوس کے ساتھ فرار۔ مگر ہم جائیں گے کہاں؟"

"کسی ایسے مقام پر جہاں تم چند دن چھپ کر گزار سکو اور تمہاری زندگی کو کوئی گزند نہ پہنچے۔"

"کلیمی! پاگل ہو گئی ہو؟" سلویا نے تند و تلخ لہجے میں سرپرستانہ انداز سے کہا۔

"ہاں شاید" کلیمی نے مسرورانہ انداز میں میری طرف دیکھ کر آنکھیں جھپکائیں "لیکن اتنا جانتی ہوں کہ یہ موقع قسمت سے ہاتھ لگ گیا ہے اور اسے گنوا دیا تو زندگی بھر ایسے ہیجانی تجربے سے دوچار نہ ہو سکوں گی۔ اور کف افسوس ملتی رہوں گی۔" پھر اس نے تیزی سے میری طرف مڑ کر کہا۔ "ڈیڈی! میرے پاس صرف

ایک بیگ ہوگا۔ اور وعدہ رہا، دس منٹ سے زیادہ نہیں لگاؤں گی۔"

"بہت خوب۔" میں نے ستائشی لہجے میں کہا۔

وہ بھاگتی ہوئی کمرے سے نکل گئی اور جام اٹھاتے وقت میں نے سوچا۔ اب شاید دوسرا جام طلب کرنا پڑے۔

"تم ایسا نہیں کر سکتے۔" سلویا نے بھڑک کر کہا۔ "یہ اغوا ہوگا۔ اور میں پولیس کو بلواؤں گی۔"

"اس سے زیادہ اور موزوں کام یہ ہے کہ میرے لئے ایک اور جام تیار کر دو۔"

میں نے جام آگے بڑھا دیا۔

آتش بار نگاہوں سے چنگاریاں اچھالتے ہوئے اس نے جھٹکے سے جام تھام لیا اور غصے سے پیر پٹختی ہوئی بار کے پاس جا کر ایک اور جام بنانے لگی۔ پھر جام لا کر میرے حوالے کرتے ہوئے بولی۔ "تم پاگل ہو۔"

"شکریہ، ویسے میں پاگل نہیں بلکہ لومڑی کی طرح چالاک ہوں۔" یہ میرا جواب تھا۔

میرے سامنے کھڑے ہو کر مخدوش اور متفکر نگاہوں سے تکتے ہوئے اور زیر لب چند لمحوں تک چبانے کے بعد اس کے لب کھلے، مگر اب آواز نسبتاً مدھم تھی: "میں یہاں ہاؤس کیپر یا ساتھی کے فرائض ادا کرنے نہیں آئی۔ بلکہ ایک نرس ہوں۔"

"یہ تو اور بھی اچھی بات ہے۔" میں نے جواب دیا۔ "اب بالٹے کے سور چین کی نیند سو سکیں گے کیونکہ ایک نصف ڈاکٹر ان کے قریب ہی موجود ہے۔ مگر اس انکشاف سے میری صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔"

"مسٹر ہیزلٹن نے مجھے کلیمی کی دیکھ بھال کے لئے ملازم رکھا ہے۔" اس نے

تیزابی قسم کی سرگوشی کی۔ "یہ بات کلیمی کو معلوم نہیں۔ مسٹر ہیزلٹن کلیمی کی ذہنی صحت کے متعلق بڑا پریشان اور فکرمند ہے اور اسی لئے اس نے کلیمی کی دیکھ بھال کے لئے میری خدمات حاصل کی ہیں۔ کلیمی کے ذہن میں تجسس اور سنسنی خیزی کی آگ بھڑکا کر تم نے اسے جانے کے لئے آمادہ کر لیا ہے۔ لیکن اگر وہ چلی گئی تو سوچ لو، بعد میں جانے کیا کچھ ہو جائے۔"

"اور اگر وہ یہاں رہی تو پھر بھی جانے بعد میں کیا کچھ ہو جائے۔" میں نے کہا۔

"اُفوہ! میں تمہیں کیسے سمجھاؤں!" سلویا نے مایوسی سے کہا۔ "اس خاندان کے دماغی مریضوں کی اپنی ایک الگ داستان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کلیمی کے متعلق مسٹر ہیزلٹن اتنا متردد ہے۔"

"اس خاندان کی جائداد اور مالی امور کی بھی اپنی ایک الگ داستان ہے۔" میں بولا۔ "میں اس شخص ہیزلٹن سے ملنے کا بڑا متمنی ہوں۔ وہ واقعی ایک عجیب کردار ہے۔ مارتھا نے میری خدمات حاصل کیں اور اس شخص نے اپنا وکیل بھیج کر مجھے یہ ذہن نشین کرانے کی کوشش کی کہ مارتھا ذہنی مریض ہے۔ اپنی دوسری بیٹی کے لئے تمہاری خدمات حاصل کرتے ہوئے بھی اس نے یہی عذر پیش کیا۔ حیران ہوں کہ اس نے اپنا دماغی معائنہ کرانے کی ضرورت کیوں محسوس نہیں کی۔ میرا خیال ہے اسے یہ مشورہ کسی نے نہیں دیا۔"

مگر سلویا ولیٹ پر یہ گفتگو بے اثر رہی۔ میری ان سنی کر کے وہ بولی۔ "میں تمہیں ایسا نہیں کرنے دوں گی ڈیئر۔ اسے ہر قیمت پر تمہارے ساتھ جانے سے روکوں گی۔"

"ہر قیمت پر؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "گویا لڑنے مرنے پر آمادہ ہو۔ چلو۔ یونہی سہی۔ لو آؤ وار کرو۔ پہلا وار کرنے کا موقع دے دیتا ہوں۔"

ایک طویل لمحے تک خونخوار نگاہوں سے تکتے رہنے کے بعد وہ مڑی اور کمرے سے نکل گئی۔ قدموں کی چاپ ہال وے میں دھندلی پڑنے لگی۔ اور پھر بیرونی دروازہ زور سے بند ہونے کی آواز آئی۔ اس کے بعد دور سے اس نے چیخ چیخ کر پیٹ کو آوازیں دینا شروع کر دیں۔

میں نے مزے مزے سے چسکیاں لیتے ہوئے دوسرا جام ختم کیا۔ سلویا ولیٹ سے دنگے فساد اور کشتی کا مجھے کوئی ڈر نہیں تھا۔ بلکہ ایسا کرنا مسرت کا باعث ہوتا ہری ہری دوب سے لے کر بستر تک ہر محاذ پر اس سے دو دو ہاتھ کرنا کسی بھی مرد کے لئے خوشی کا موجب ہوتا۔ رہا پیٹ۔ تو اس کی مجھے رتی بھر پرواہ نہیں تھی۔ یقین تھا کہ وہ کسی الجھن کا باعث نہیں بن سکتا۔

چند منٹ بعد کلیمی تیار ہو کر آ گئی۔ ہینڈ بیگ کے علاوہ اس نے قدرتی جیب میں بھی ایک بٹوا ٹھونس رکھا تھا۔ وہ بولی۔ "لو۔ میں آ گئی۔ یہ سلویا کہاں گئی؟"

"اسے اچانک یاد آ گیا کہ اسے ایک شخص سے کسی اور شخص کے متعلق گفتگو مطلوب ہے۔ آؤ چلیں۔"

ہم دونوں گھر سے نکل آئے۔ باہر وہ دونوں منتظر تھے۔ تیز دھوپ میں پیٹ کار کے قریب، بازو باندھے کھڑا تھا۔ اس انداز سے اس کے بازوؤں کی مچھلیاں ابھر نمایاں ہو رہی تھیں۔ سلویا ایک طرف کھڑی تھی اور اس کا بدن غم و غصے سے تنا ہوا تھا۔

"کچھ گڑبڑ ہے کیا؟" کلیمی نے سرگوشی کی۔

"ہو بھی تو مجھے کوئی پروا نہیں۔ نپٹ لوں گا۔" میں نے جواب دیا۔ "میرے

ساتھ تمہیں جانے سے وہ روکنا چاہتے ہیں۔ کوئی فکر نہ کرو۔ مجھے ان سے سلٹنے دو اور کار میں بیٹھ کر میرا انتظار کرنا۔ سمجھیں؟"

اس نے سر ہلا کر کہا۔ "اچھا ڈیئر۔ جیسے تمہاری خوشی۔"

چلتے چلتے ہم ان دونوں تک جا پہنچے۔ پیٹ نے سانپ کی طرح پھنکار کر کہا۔

"دوست۔ تم نہیں جا سکتے۔ کم از کم مس ہیملٹن کو ساتھ نہیں لے جاؤ گے۔"

"پیٹ!" کیمی نے سرزنش کے انداز میں چیخ کر کہا۔ "کیا کہتے ہو؟ ہٹ جاؤ راستے سے۔ میں اپنی مرضی سے مسٹر ڈینی کے ساتھ جا رہی ہوں اور۔۔۔"

"ساری" پیٹ نے سرد مہری سے کہا۔ "مس ولیٹ تمہاری روانگی کو مناسب نہیں سمجھتی اور نہ ہی میں۔ اب واپس لوٹ جاؤ اور اس شخص کو میں سمجھا دیتا ہوں۔"

"ہوں تو یہ دم خم ہیں" میں بولا۔ "چلو پہل کرو۔ دیکھ لیتا ہوں، کتنے پانی میں ہو؟"

"اس دفعہ تم پہل کرو گے دوست۔" اس کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ آ گئی۔ "بڑھو۔ میں تیار ہوں۔"

اس نے ہاتھ پھیلا کر اپنے سامنے کر لئے یہ انداز اس کی تیاریوں کی غمازی کر رہا تھا ہاتھوں کو مٹھیوں کی صورت بند ہوتے ہوئے دیکھنے کے بعد میں نے اس کے چہرے پر نظر ڈالی۔ اور بھنوؤں کے اوپر ایسے سفید نشان دکھائی دیئے جیسے چار چشم کتے کی آنکھوں پر ہوتے ہیں۔ میں نے قدم بڑھایا اور وہ کسی بیلے ڈانسر کی طرح پورے کا پورا گھوم گیا۔ ظاہر ہوا کہ دو بدو جنگ کے تمام جائز اور ناجائز حربوں سے اچھی طرح آگاہ ہے۔

اب یا تو میں مکہ بڑھا کر بہترین مکہ باز ہونے کا ثبوت دینے کی کوشش کرتا مگر یوں کامیابی مشکل تھی۔ ممکن ہے۔ آمنے سامنے کی مکہ بازی میں وہ مجھ سے زیادہ پھرتیلا اور تیز طرار ثابت ہوتا۔ دوسرا طریقہ یہ تھا کہ مدافعانہ انداز سے اس کے چند ایک کے برداشت کروں اور جیسے ہی قریب تر ہو جاؤں۔ جوڈو کا وار کر کے یا کنڈی انگلیوں کی ٹپی ایسی رسید کروں۔ کہ اگلے چند دنوں تک بھلا نہ سکے۔ مگر دونوں صورتوں میں خود پٹ جانے کا بھی اتنا ہی امکان تھا۔

میں نے تیسرا اور سہل راستہ اختیار کیا۔ ہولسٹر میں ہاتھ ڈال اعشاریہ تین آٹھ نکالا۔ سیفٹی ہٹائی اور نال کا رخ اس کے پیٹ کی طرف موڑ دیا۔ "تھم جاؤ دوست۔ ورنہ جس ناف کے راستے ماں کا خون پی کر پلتے رہے ہو، اسی میں گولی مار کر سارا خون باہر نکال دوں گا۔"

گن کو گھورتے ہوئے ایک لمحہ کے لئے وہ پتھر بن کر رہ گیا۔ پھر سر اٹھا کر میرے چہرے کا جائزہ لیا۔ شاید چہرے کے تاثرات سے ارادہ تاڑنا چاہتا تھا۔ میں نے پہلے سے کسی پیشہ ور قاتل کا نقاب چہرے پر اوڑھ رکھا تھا۔ اور چہرے کی ہر سلوٹ اور ہر شکن پکار پکار کر کہہ رہی تھی کہ میں گولی مارنے میں ذرا تامل نہ کروں گا۔

"بکتے ہو" آخر کار وہ بولا۔ "ایسی دھمکیاں ہزاروں بار سن چکا ہوں۔ تم گن استعمال نہیں کرو گے۔"

"استعمال نہ کرنا ہوتا تو فالتو بوجھ کیوں اٹھائے پھرتا؟" بڑے سرد اور پرسکون انداز سے میں نے کہا۔ "آزمانا چاہو تو ہاتھ اٹھا کر دیکھ لو۔"

"تم ایسا نہیں کرو گے۔" وہ بڑبڑایا مگر اب کے اس کا اعتماد مفقود تھا۔

"کلیمی! جلدی کار میں بیٹھو!" کلیمی کی طرف دیکھے بغیر میں نے کہا۔ میری آنکھیں خونخوار انداز میں پیٹ پر مرکوز تھیں۔

"تم مجھے شوٹ نہیں کر سکتے۔ یہ قتل ہوگا!" پیٹ نے الجھے الجھے اور اکھڑے ہوئے انداز میں کہا۔ "دوست! دو گواہوں کی موجودگی میں مجھے قتل کر کے تم کبھی بچ نہیں سکتے۔"

"ضروری نہیں کہ قتل کروں پیٹ۔" میں نے عام بول چال کے لہجے میں کہا۔ "گولی سے گھٹنے یا کلائی کا جوڑ ہمیشہ کے لئے بیکار کر سکتا ہوں۔"

اس کا دماغ ایسے زیادہ خیالات کی گنجائش کا حامل نہیں تھا اور یہ ایک نیا آئیڈیا تھا۔ وہ سوچ میں پڑ گیا۔ دریں اثنا دو قدم بڑھ کر میں اس کے قریب جا پہنچا۔ "پیٹ! دور دراز کی باتیں مت سوچو۔ ایک حل یہ بھی ہے۔" یہ کہتے ہوئے میں نے ٹریگر سے انگلی ہٹا کر پوری قوت سے گن کی نال اس کے پیٹ میں چبھو دی۔ گن کی بیرل پسلیوں کے پنجر کے نیچے نرم جگہ میں کھبتی چلی گئی۔ اور اس کے منہ سے کراہنے جیسا سانس کا بگولہ خارج ہوا۔ جونہی وہ آگے کی طرف دہرا ہوا۔ میں نے جلدی سے ریوالور کھینچ کر نال اس کی کن پٹی پر رسید کی۔ ضرب پڑتے ہی ہٹنا کا سا ہوا اور وہ منہ کے بل زمین پر گر کر بے سدھ ہو گیا۔

"ایسی وحشیانہ حرکت زندگی میں پہلی مرتبہ دیکھی ہے۔" وہ پھنسی پھنسی آواز میں ہونٹوں سے بولی۔ "تم انسان نہیں، وحشی درندے ہو۔"

اس کا خطاب نظر انداز کر کے میں نے کہا۔ "کلیمی کو کسی ایسی محفوظ جگہ لے جا رہا ہوں، جہاں وہ اپنی والدہ کی وصیت کے آخری مرحلے تک قیام رکھے گی۔ بڈھے ہیملٹن کو بتا دینا اور یہ بھی کہہ دینا کہ کلیمی کو ڈھونڈنے کی کوئی کوشش بار آور

نہ ہو گی۔"

"زیادہ دور نہ جا سکو گے۔" سنسناتی ہوئی آواز میں وہ بولی۔ "میں ابھی پولیس کو فون کرتی ہوں۔"

"بڑے شوق سے۔" میں نے جواب دیا۔ "اور پولیس کو اس نئی خوراک کے متعلق بھی بتا دینا۔ جو سویٹ ولیم کو کھلا رہی ہو۔۔۔ اب اس نئی خوراک کی وضاحت کرتے ہوئے تم بوکھلا جاؤ گی۔"

"کیا کہہ رہے ہو؟" اس نے حیرت سے پوچھا۔

"تو گویا تمہیں واقعی کچھ معلوم نہیں؟" میں نے ذو معنی انداز سے سر کو جنبش دی۔ "اگر یہ سچ ہے تو جا کر ایک نظر دیکھ لو۔ آجکل سویٹ ولیم کی نئی خوراک کیا ہے۔"

میں مڑا اور کار میں سٹیئرنگ وہیل کے پیچھے جا بیٹھا۔ کلیمی نے میری طرف دیکھا اس کی آنکھوں میں حیرت و استعجاب کی قندیلیں روشن تھیں۔ "زندگی میں ایسے سنسنی خیز لمحات کبھی نہیں آئے۔" اس کی آواز میں مارے اضطراب کے خفیف سی لرزش عود کر آئی۔ "ڈیڈی؟ کیا وہ مر گیا؟"

"تردد کی ضرورت نہیں اور نہ ہی ہیجان میں آنے کی۔ وہ صرف بے ہوش ہوا ہے۔"

میں نے کار سٹارٹ کی اور گیٹ کا رخ کرتے ہوئے سگریٹ کی تلاش میں جیب ٹٹولی۔

"میں تو ڈر رہی تھی کہ کہیں تم پٹ نہ جاؤ۔" وہ بولی۔ "وہ لمبا ہٹا کٹا اور مشٹنڈا ہے۔ لیکن جب تم نے گن نکال لی تو مجھے اطمینان ہوا کہ اب سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"مجھ پر اعتماد رکھنے کے لئے شکریہ۔" میں نے جواب دیا۔ "تمہارے اس اعتماد

سے مجھے بڑی تقویت رہی۔ گاڑی اب کچی سڑک سے پکی سڑک کی طرف مڑ گئی اور ڈینی
نے گیس پیڈل پر دباؤ بڑھا دیا۔ کار کا رخ مین ہٹن کی جانب تھا۔
"ڈینی۔ اگر بات نہ بنتی تو کیا اسے شوٹ کر دیتے؟" کلیمی نے الجھی ہوئی آ
میں پوچھا۔
"ہاں۔ شاید" میں نے جواب دیا۔
"تم ضرور اسے قتل کر دیتے۔" اس نے وجد انگیز انداز سے کہا۔ "مجھے معلوم ہے
اور اس دوران میں اپنے آپ سے یہی کہتی رہی کہ تم ایسا کر گذرو گے۔ ڈینی اسے گولی ما
دے گا۔ ڈینی اسے گولی مار دے گا۔ کاش تم سچ مچ اسے گولی مار دیتے!"
"کیا؟" میں نے گلا پھاڑ کر پوچھا۔
"کاش تم اسے شوٹ کر دیتے ڈینی!" اس نے بڑی حسرت سے کہا۔ "میں نے آ
تک کسی کو قتل ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔"
"بلوغت کو پہنچنے والی ہر لڑکی کے لئے یہ ضروری تو نہیں کہ وہ کسی کا خون ہوتے
ہوئے دیکھے۔"
"مگر یہ منظر کسی کو بھی فوری طور پر بلوغت کی حدوں سے آگے پختگی کی منزل
تک پہنچا دیتا ہے۔" اس کی آواز آرزو مندی میں بھیگی ہوئی تھی۔ "جیسا کہ سانڈوں
کی لڑائی میں ایک نکتہ عروج آتا ہے۔ لیکن وہاں تو سانڈ ہلاک ہوتا ہے اور
یہاں ایک آدمی کے ہاتھ سے ایک آدمی نے قتل ہونا تھا۔" اس کی آواز اچانک
رندھ گئی اور ہولے ہولے سسکیاں لیتے ہوئے وہ میرے کندھے پر آہستہ آہستہ
مکے برسانے لگی۔ سسکیوں میں ڈوبتی ابھرتی آواز میں وہ ایک ہی فقرہ دہرا رہی

تھی۔ "ڈینی۔ کاش تم اس کا خون کر دیتے؟"
تین منٹ بعد سڑک کے کنارے ایک ریسٹورنٹ کے قریب کار رکی اور ہم
دونوں اندر چلے گئے۔ ہیسٹیریا کے دورے کے بعد زیادہ وقت کلیمی خاموش اور
چڑچڑی سی دکھائی دیتی رہی تھی۔ مگر کھانے کا نام سنتے ہی چمک اٹھی۔ میں
نے گائے کے گوشت کے سینڈوچز اور کافی کا آرڈر دیتے ہوئے سور کا گوشت
بھننے کی مہک بری طرح محسوس کی جو زبردستی میرے نتھنوں میں سمائی جا رہی تھی۔
"واقعی بڑا لطف آ رہا ہے ڈینی" کلیمی نے بلند آواز سے گویا میرے کان
میں سرگوشی کی۔ "آج تک ایسا کبھی نہیں کیا میں نے۔"
"کیا مطلب؟ لوگ اکثر ریسٹورنٹ میں کھانا کھاتے رہتے ہیں۔"
"پگلے۔ میرا مطلب ہے۔ آج تک مجھے کبھی اغوا نہیں کیا گیا۔ یہ پہلا تجربہ
ہے۔" اس مرتبہ اس کی سرگوشی اتنی بلند تھی کہ دیواروں تک میں لرزش سی ہونے
لگی۔ ایک ٹرک ڈرائیور نے آہستہ آہستہ گردن موڑی اور بدگمان نگاہوں سے
ہم پر توجہ کی چنگاریاں پھینکنے لگا۔ وزن دو سو پاؤنڈ سے زیادہ اور کم بخت
سارے کا سارا ٹھوس گوشت کا بنا ہوا لگتا تھا۔ خیال آیا۔ اس پہلوان کا ٹرک جب
کبھی خراب ہوتا ہوگا۔ تو یہ اسے ایک ہاتھ سے اٹھا کر گھر لے جایا کرتا ہوگا۔
"اتنی بلند سرگوشی میں اعلان کی ضرورت نہیں۔" میں کلیمی سے مخاطب ہوا۔
"ہم اب واپس اپنے گھر نیویارک جا رہے ہیں۔"
"تمہارے گھر؟" وہ خوشی سے چہچہائی۔ "تو کیا اب گھر میں مجھے بند رکھو
گے اور باہر سے تالا لگا جایا کرو گے ڈینی؟ شاید میرے کپڑے بھی اتار لو گے تاکہ

بھاگنے کی کوشش نہ کروں۔"

ٹرک ڈرائیور کی آنکھیں چمک کر پھیلنے لگیں اور وہ میری طرف اتنا جھکا کہ اس کا چہرہ میرے چہرے سے صرف چھ انچ دور رہ گیا۔ پھر وہ کسی بم کی طرح پھٹتے ہوئے بولا۔ "میں نے سب باتیں سن لی ہیں اور میرا ارادہ ہے کہ تمہیں۔۔۔۔"

"سنو سنو۔" میں نے جلدی سے اس کا فقرہ قطع کیا۔ "تم غلط سمجھے ہو۔ یہ میری بہن ہے ایمان قسم اور ہم اپنے گھر جا رہے ہیں۔ یہ تو یونہی مذاق کر رہی ہے۔"

دو تین سیکنڈ تک اس نئے انکشاف پر غور کرنے کے بعد اس نے کلیمی کی طرف دیکھا۔ "بانو۔ کیا یہ ٹھیک کہہ رہا ہے؟"

"ہرگز نہیں۔" کلیمی نے معصوم بڑی بڑی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے تردید کی۔ "یہ میرا بھائی نہیں بلکہ میرے بھائی کا ایک دوست ہے۔ میرا بھائی سو ڈالر کا مقروض ہے اور کوشش کے باوجود یہ رقم ادا نہیں کر سکا۔ چنانچہ ڈینی نے، یعنی اس شخص نے۔" کلیمی نے شیریں انداز سے مسکرا کر میری طرف انگلی اٹھائی۔ "اس شخص نے مجھے کہا کہ اگر میں نیویارک جا کر اس کے گھر ایک ہفتہ گزاروں تو یہ مجھے کسی جنت کی سیر کرائے گا۔ اور میرے بھائی کو دی ہوئی رقم بھی فراموش کر دے گا۔"

اس انکشاف پر ڈرائیور چوڑے چوڑے نتھنوں کی راہ سانس کے بگولے سے چھوڑنے لگا۔ پھر پانچ فولادی انگلیوں سے بنا ہوا دو ٹن وزنی پنجہ میرے کندھے پر رکھ کر گرجتے ہوئے بولا۔ "ہوں تو یہ بات ہے۔ ذلیل شخص! تم اس بھولی بھالی لڑکی کو تجارت کا مال سمجھ کر ورغلا رہے ہو اور وہ بھی صرف ڈالر کے لئے۔ بڑا سستا سودا کر رہے ہو۔ لو اب میں تمہیں ایک اور سودا کرنا سکھاتا ہوں۔"

اس کا پنجہ میرے کندھے پر سے ہٹ گیا اور انگلیاں مڑ کر سویٹ ولیم کی ٹھوڑی جتنا موٹا گھونسہ بن گئیں۔

"گن نکالو۔ ڈینی۔" کلیمی نے بھنچی ہوئی چیختی آواز میں کہا۔ "جلدی کرو۔ گن نکالو اور اسے مار ڈالو۔ اگر ایسا نہ کیا تو یہ تمہیں مار دے گا۔"

گھونسہ فضا میں بلند ہو کر ایک دو سیکنڈ تک وہیں معلق رہا۔ اور پھر کپکپانے لگا۔

کلیمی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ ہیجان اور اضطراب کی شدت سے آنکھیں بند اور اس کا پورا جسم برگ خزاں دیدہ کی طرح کانپ رہا تھا۔ معاً بھنچے ہوئے دانتوں میں سے اس کی لرزیدہ آواز پھر سنائی دی۔ "مار ڈالو اسے ڈینی۔ پیٹ میں گولی مارنا۔ اس کی یہی سزا ہے۔"

ٹرک ڈرائیور کا گھونسہ بے جان ٹہنی کی طرح اس کے کولہے سے جا لگا۔ اور اس نے غور سے کلیمی پر نگاہ کی۔ ایک گال پر پسینے کی دھار بہہ اٹھی تھی جسے ہاتھ کی پشت سے اس نے صاف کیا۔ اور میری طرف دیکھ کر بولا۔ "یہ کیا چکر ہے؟ یہ لڑکی کریک تو نہیں؟"

میں نے کوٹ کے بٹن کھول دیئے تاکہ اعشاریہ تین آٹھ کا پٹ ہولسٹر میں سے جھانکتا ہوا بخوبی دکھائی دے جائے۔ پھر آنکھیں گھما کر اور دیدے مٹکا کر جارحانہ آواز میں کہا۔ "ایسی کوئی بات نہیں۔ خوش قسمت ہو جو بچ گئے ہو۔ ورنہ کھوپڑی کے پرزے اڑ کر یہاں وہاں گرے ہوتے ابھی۔"

اب تو پسینے کی متعدد دھاریں اس کے چہرے سے پھوٹ رہی ہیں۔ لڑکھڑا کر دو

ایک قدم یوں اچانک پسپا ہوا کہ ایک گذرتے ہوئے شخص سے ٹکرا گیا۔ پھر کانپتی ہوئی
آواز میں بولا: "میرا خیال ہے، مجھی سے غلطی ہوئی۔ بہر حال مجھے ندامت ہے۔" یہ کہہ کر
لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا وہ دروازے کی طرف چلا گیا۔

کلیمی غٹرغوں غٹرغوں کر کے ہنستے ہوئے بولی۔ "یقین تھا کہ تم اسے شوٹ نہیں
کرو گے ڈیئر۔ محض ہلکی سی امید تھی۔"

"جی چاہتا ہے۔ تمہارے ہاتھ پاؤں باندھ کر کاؤنٹر کے پیچھے پھینک جاؤں۔"
میں نے بگڑ کر کہا۔

دلچسپی کی ایک لہر اس کی آنکھوں میں تیر گئی: "پھر تو اور بھی مزا ہوگا۔ ویسے بڑا
مزا آیا ہے۔ وہ تو یوں بھاگا جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔"

مزید بک بک بیکار تھی۔ اتنے میں سینڈوچ آ گئے اور وہ ان پر یوں ٹوٹ پڑی
جیسی مدتوں سے بھوکی ہو۔

"ایک فون کال کرنے جا رہا ہوں۔" میں نے کہا۔ "کوئی ایسی ویسی حرکت نہ کرنا
اور نہ کسی اور ٹرک ڈرائیور پر ڈورے ڈالنے کی کوشش کرنا۔ یہ سب شادی شدہ ہوتے
ہیں اور گلے گلے تک اپنی بیویوں کی محبت میں ڈوبے ہوتے ہیں۔"

"تمہارا سینڈوچ ٹھنڈا ہو جائے گا۔" منہ میں نوالہ ہونے کے باعث اس
کی آواز بمشکل منہ سے نکلی۔ "مگر خیر، فکر نہ کرو۔ ٹھنڈا ہونے سے پہلے ہی اسے بھی
چاٹ لوں گی۔"

"بدہضمی نہ ہو جائے کہیں۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔

فون بوتھ میں جا کر میں نے دروازہ بند کر لیا اور ڈائریکٹری دیکھی۔ پھر سینٹ

لیس ہیڈ کوارٹرز کا نمبر ڈائل کر کے کہا کہ ایک قتل کی رپورٹ کرنا چاہتا ہوں۔ فارم
نام اور محل وقوع بتانے کے بعد بتایا کہ ایک سور سویٹ ولیم کے باڑے میں ایک لاش
ی ہے۔ فارم گلبرتھ ہیزلٹن کا ہے اور مجھے شبہ ہے کہ لاش اس کے بیٹے فلپ ہیزلٹن
ی ہے۔

لائن کی دوسری سمت پولیس افسر بڑی دلچسپی سے ساری داستان سنتا رہا۔
ر بڑے اشتیاق سے بولا: "جناب عالی۔ آپ کا نام کیا ہے؟"
"باسٹن۔" میں نے جواب دیا۔ "میں مسٹر گلبرتھ ہیزلٹن کا نجی وکیل ہوں۔"
میں نے ریسیور رکھ دیا۔

میرے اس اعلان کی وجہ ظاہر ہے۔ یہ دنیا بڑی سفاک اور بے رحم ہے۔
ب کا جواب پتھر سے نہ دیا جائے تو اینٹوں کی ژالہ باری شروع ہو جاتی ہے۔ وہ زمانے
لد گئے جب دوسرا رخسار آگے کر دینے پر تھپڑ مارنے والے کا ہاتھ جھک جاتا تھا۔ فون
بھ سے باہر نکلتے ہوئے احساس ہو رہا تھا کہ آج کا باسٹن کا حساب بڑی صفائی
ے بےباق کر دیا ہے۔ اگر وہ واقعی مصیبت میں پھنس گیا تو بڑی خوشی سے کسی اچھے
یل کے نام سفارشی خط لکھ دوں گا۔ کہ اس کی وکالت کرے۔

کلیمی کے قریب آیا۔ وہ اس وقت میرے سینڈوچ کے آخری لقمے کے ساتھ
ی سے انصاف کر رہی تھی۔ سور کا گوشت بھونے جانے کی مہک پھر میرے نتھنوں
یں در آئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بھوک مر گئی اور میں نے کافی پینے پر اکتفا کی۔

۴

نیو یارک پہنچے تو سہ پہر کے سائے ڈھل چکے تھے۔ وقت ساڑھے پانچ تھا۔ سنٹرل پارک میں مخصوص مقام پر کار پارک کرکے میں نے کلیمی کا بیگ اٹھا لیا اور عمارت تک ایک قلی نے فرائض سرانجام دیئے۔

گھر پہنچ کر وہ کھڑکی کے سامنے جا کھڑی ہوئی یہاں سے عمارت کا عقبی حصہ یا بالقول کسے سنٹرل پارک خوبصورت منظر پیش کرتا ہے۔ وہ بولی "بڑا پیارا منظر ہے۔ مجھے تو سچ بڑا پسند آیا ہے۔"

"شکریہ۔ اچھا میں تمہارے لئے ایک جام شراب تیار کر لاؤں۔"

کچن کی طرف جا رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بے سرا راگ الاپنے لگی۔ ریسیور اٹھاتے ہی سرد مہر اور خنک سی آواز کان پڑی۔ "تو آوارہ گرد چھوکرا گھر پہ گیا ہے اور میں یہاں کسی فرض شناس سیکرٹری کی طرح چپکی بیٹھی ہوں۔ کوئی کام ہو تو بتاؤ۔ ورنہ میں بھی چھٹی کروں۔"

"کوئی کام نہیں فران۔" میں نے جواب دیا۔ "کوئی کال یا کوئی ملاقاتی آیا تھا۔؟"

"دہی بتانے کو تھی۔" وہ کہنے لگی۔ "صبح وہ شخص ہاسٹن نازل ہوا۔ تمہاری

واپسی کے متعلق میری لاعلمی پر کافی چراغ پا ہوا۔ پھر آج دوپہر کے بعد ایک شخص مسٹر کارل ٹالور تمہیں ملنے آ گیا۔ اس نے کہا تھا کہ وہ کل پھر آئے گا۔"

"ٹالور؟ یہ نام اجنبی ہے۔"

"اس نے بتایا کہ تم اور وہ ایک ہی کاروبار کرتے رہے ہیں۔ شکل وصورت سے بردہ فروش جان پڑتا تھا۔ اگر مجھے کسی مشرقی کے ہاتھ بیچنے کا منصوبہ بنائے ہو تو جان لو کہ خسارے میں رہو گے۔ شاید دس فیصد کمیشن بھی مشکل سے نصیب ہو۔"

"کوئی فون کال؟" اس کا مزاحیہ تبصرہ نظر انداز کرکے میں نے پوچھا۔

"یہ بھی بتانے کو تھی۔" اس نے اکتائی ہوئی آواز میں کہا۔ "اور یہ خبر سننے سے پہلے کلیجہ تھام لو۔ کہیں خوشی سے بے ہوش نہ ہو جانا۔ پچھلے ایک گھنٹہ میں کتیا جیسی باریک آواز والی کوئی لڑکی تین مرتبہ تمہارے متعلق پوچھ چکی ہے۔ نام بتلاتے ہوئے شرماتی تھی۔ آخری مرتبہ اس نے پیغام دیا کہ کل والی بار میں ساڑھے چھ بجے تک تمہاری منتظر رہے گی۔ کچھ سمجھے؟"

"ہاں۔ سمجھ گیا۔"

"مجھے خوشی ہے ڈیئی بوائے کہ تمہاری یہ شام مسرور اور شادماں گذرے گی۔" فران نے نرمی سے کہا۔ "لیکن ساتھ چابک لے جانا۔" اس کی آواز سے یوں ظاہر ہو رہا تھا کہ موقع ملنے پر کاٹ کھائے گی۔ ایسی لڑکیوں سے میں پہلے بھی مل چکی ہوں۔"

"اس مفید مشورے کے لئے شکریہ فران۔" میں بولا۔ "بھولوں گا نہیں اور اب صبح ملاقات ہو گی۔"

"میری طرف سے بھی اس گمنام حسینہ کو ایک چابک رسید کر دینا۔"

"اگر وہ ایسی ہی خطرناک ہے تو چابک کی جگہ موٹا ڈنڈا لے جاؤں گا۔
ٹھیک ہے نا؟" میں نے کہا اور فون بند کر دیا۔

کچن میں جا کر دو جام بنائے اور انہیں اٹھائے لونگ روم میں آ گیا۔ ہلکے اور سبک سے گھونٹ بھرتے ہوئے کلیمی نے بیرونی منظر کی بجائے مجھے دیکھنا شروع کر دیا چند لمحوں بعد وہ بولی۔ "ڈینی! یہ تو بے صبری کی بات ہے۔ مگر وحشی جست کرنے کا بھی ارادہ ہے یا رات پڑنے کا انتظار کرنا چاہتے ہو؟"

"ابھی تو باہر جا رہا ہوں۔" اس کی انگلیوں پر پانی پھیرتے ہوئے میں نے کہا۔ "بہر حال ایک گھنٹے میں آ جاؤں گا۔ اور تب تمہاری تشنگی کا علاج سوچوں گا۔"

اس نے منہ بنا لیا۔ "تمہاری عدم موجودگی میں ڈنر تیار کر رکھوں یا شب خوابی کا لباس پہن کر انتظار کروں؟"

"ڈنر کا آئیڈیا بڑا جاندار ہے۔ کچھ شیر بھوکے ہوں تو زیادہ جان توڑ کر لڑتے ہیں۔ اور کچھ پیٹ بھرنے کے بعد تندہی سے شکار کرتے ہیں۔ میں آخری قسم کے شیروں میں سے ہوں۔" اس کے نوخیز شباب کو نگاہوں سے سجدۂ تحسین ادا کرتے ہوئے میں نے جواب دیا۔ "فرج میں وافر اشیائے خورد و نوش موجود ہیں۔ یوں تمہیں انتظار کی کوفت بھی نہیں ہو گی۔"

"واپسی پر شیمپین بھی لیتے آنا۔ اس کا سرور مجھے وارفتہ کر دیا کرتا ہے۔"

"بہت اچھا۔ یاد رکھوں گا۔" میں نے کہا۔ "ایک بات کا خیال رکھنا۔ اگر فون کی گھنٹی بجے تو جواب ہرگز نہ دینا۔ اگر مجھے فون کرنے کی ضرورت ہوئی تو تین مرتبہ گھنٹی بجنے کے بعد بند کر دوں گا اور فوراً ہی دوبارہ فون کروں گا۔ پھر بے شک جواب دے دینا۔"

"سکول میں ایک دفعہ ایسی ہی سنسنی کی لہر جسم میں اٹھتی محسوس ہوئی تھی۔ اس دن ایک مالی نے جھاڑیوں میں میرا پیچھا کیا تھا۔"

"تو کیا پکڑ لیا تمہیں؟" میں نے سوال کیا۔

"نہیں۔" اس نے پشیمانی کی افسردہ آہ بھری۔ "اس میں میرا قصور نہیں تھا۔ میں انتہائی آہستگی سے بھاگنے لگ گئی تھی۔ مگر عین وقت پر فرانسیسی استاد کی بیوی جھاڑیوں میں دکھائی دے گئی اور مجھے چھوڑ کر مالی نے اسے دبوچ لیا۔ اس کے بعد مالی کی حالت بدل گئی۔"

"اسے نوکری سے جواب دے دیا گیا ہو گا؟"

کلیمی نے منفی انداز سے سر ہلایا۔ "نہیں۔ مالی نے خود ہی استعفیٰ دے دیا اور فرانسیسی استاد کے گھر میں نوکر ہو گیا۔"

میں ہنستے ہوئے باہر نکل گیا۔

پونے چھ بجے بار میں کافی ہجوم تھا۔ اس ہجوم میں مارتھا ہیزلٹن کو ڈھونڈنے میں ذرا دقت پیش آئی۔ تاہم ایک گوشے میں اسے بیٹھا دیکھ کر اس کے قریب چلا گیا۔ سیاہ اور سفید ریشمی کاک ٹیل ڈریس میں ملبوس مارتھا نے گلے میں بیضوی جڑاؤ ہار پہن رکھا تھا کندھوں پر زریں چنٹوں والی قیمتی شال اوڑھ رکھی تھی۔ اس کے قریب اطمینان سے بیٹھتے وقت میں نے ویٹر کو اشارہ کیا۔

"تمہارے آنے سے مایوس ہو چلی تھی۔" مارتھا نے کہا۔ "تمہاری سیکرٹری کو تین مرتبہ فون کیا مگر اس نے کچھ بتایا ہی نہیں کہ کہاں گئے ہو اور کب تک لوٹو گے؟ کیا بوڑھی تمہاری سیکرٹری ہے؟"

میں دل ہی دل میں ہنس دیا۔ عورتیں اپنی ہی جنس سے کس قدر حسد کرتی ہیں اور کوئی نہ کوئی خطاب عطا کرنے میں ذرا بخل سے کام نہیں لیتیں۔ میں نے جواب دیا: "میں اسے بتا کر نہیں گیا تھا۔ اس ملاقات کو بھی پہلے کی طرح خفیہ رکھنے کی خواہش مند ہو؟"

"ہاں۔"

ویٹر منڈلانے لگا۔ اور میں نے جن اینڈ ٹانک کا آرڈر دیا۔ مارتھا کے سامنے رانی کا جام پڑا تھا جسے ابھی تک چھونے کی نوبت نہ آئی تھی۔

ویٹر کے جانے کے بعد مارتھا نے بے تابی سے سوال کیا۔ "ہاں تو کہاں تک پہنچے؟"

"کلیمی کو اپنے گھر چھوڑ کے آ رہا ہوں۔"

"سچ!" اس نے ایک تیز سانس لی۔ "مگر وہ جگہ محفوظ تو ہے نا؟"

"کوئی وجہ نہیں کہ محفوظ نہ ہو۔" میں نے کہا۔ "اسے کہیں اور پہنچانے سے پہلے تم سے ملنا چاہتا تھا۔ کوئی محفوظ مقام تمہاری نظر میں ہو؟"

"میں کیا بتاؤں! جہاں جی چاہے رکھو مگر سلامت اور محفوظ و مامون رہے۔" وہ بولی: "میرا خیال ہے۔ یہ بات پہلی ملاقات میں واضح کر چکی ہوں۔"

"خفیہ کمین گاہ ڈھونڈنا کچھ آسان نہیں۔" میں نے جواب دیا۔ "نیویارک اس لئے محفوظ تصور کرتا ہوں کہ یہاں وہ میری نظر میں رہے گی۔ شاید میری سیکرٹری کا اپارٹمنٹ محفوظ ترین مقام ثابت ہو۔"

"جیسا مناسب سمجھو کرو۔ تمام اخراجات میں ادا کروں گی۔ فارم پر کیا واقعات پیش آئے؟"

میں نے تمام واقعات سنسر کر کے گوش گذار کر دیئے اور وہ یوں کہ سویٹ ولیم

اور کیپر میں دفن لاش کا ذکر گول کر گیا۔ یہ باتیں خود ہی اسے معلوم ہوتی رہیں گی۔

"پیٹ ایک پیشہ ور غنڈہ ہے جسے میرے والد نے نوکر رکھا ہوا ہے۔" میری بات ختم ہونے کے بعد اس نے کہا۔ اب مجھے جن اینڈ ٹانک کے چند گھونٹ پینے کی مہلت ملی۔

"مجھے شبہ تھا کہ اس عورت سلویا ولیٹ کو محض ہاؤس کیپر کے طور پر ملازم نہیں رکھا گیا۔ حالانکہ والد نے یقین دلانے کی بہت کوشش کی تھی۔ بہرحال کلیمی اب ان کے شکنجے سے دور اور محفوظ ہے۔ مجھے یقین ہے وہ محفوظ رہے گی مسٹر بائیڈ۔"

اس نے پرس کھول کر تہہ کیا ہوا ایک چیک میری طرف بڑھایا۔ "یہ لو دو ہزار ڈالر کا چیک۔ ضرورت ہو تو مزید رقم طلب کر لینا۔ معاوضہ کی ادائیگی کے سلسلے میں مجھے ہر طرح فراخدل پاؤ گے مسٹر بائیڈ۔"

"کاش تم دیگر معاملات میں بھی فراخدل ثابت ہوتیں۔" میں نے ستائشی نگاہوں سے اس کے گداز بدن کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا۔ "یہ لباس تمہارے لئے بڑا موزوں ہے۔ پچھلی مرتبہ جو چیتے کی کھال کی جیکٹ پہن رکھی تھی۔ اس میں تو جسم کی قوسیں اور دائرے نمایاں ہی نہ ہوتے تھے۔"

اس کے ہونٹ سختی سے بھینچ گئے اور وہ ناگواری سے بولی۔ "یہ پریم لیلا کسی اور کو سنانا مسٹر بائیڈ مجھے معاف ہی رکھو۔ اب اگر اور کوئی قابل ذکر بات نہیں تو میں چلتی ہوں۔ ڈنر کو پہلے ہی دیر ہو چکی ہے۔"

سگریٹ سلگا کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے میں نے حیرانی سے سوچا۔ اس میں اور کلیمی میں جنسی طور پر کتنا فرق اور بُعد ہے۔ وہ سلگتا ہوا الاؤ ہے تو یہ برف کی ٹھوس چٹان۔ بالکل چکنا گھڑا، جس پر بوند پانی کی نہ ٹھہرے۔ میں نے پوچھا

"اس مرتبہ بھی تمہارا پیچھا کیا گیا ہے؟"

"یقینی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتی۔" وہ بولی۔ "شاید نہیں کیا گیا۔ کیوں؟"

"کل اپنے تعاقب کے متعلق تمہارا خیال ٹھیک تھا۔" ایک طویل کش لگا کر میں نے جواب دیا۔ "تمہارے والد کا وکیل ہاسٹن کل سہ پہر مجھ سے ملنے آیا۔ اسے میری اور تمہاری یہاں ملاقات کی ہر تفصیل معلوم تھی یہاں تک کہ میں نے کتنے جام نوش کئے اور کتنی دیر تم سے باتیں کرتا رہا۔"

"وہ کیا کرنے آیا تھا؟" مارتھا نے لب سکیڑ کر پوچھا۔

"چاہتا تھا کہ میں اس کیس سے کنارہ کر لوں۔" میں بولا۔ "اور اس حد تک تم آیا کہ ایک ہزار ڈالر کی پیش کش کر دی، تاکہ تمہارے کام سے ہاتھ اٹھا لوں۔"

"خوشی کی بات ہے کہ تم نے مجھے بتا دیا۔" وہ کہنے لگی۔ "خیال نہیں تھا کہ معاملہ اس ناگوار حد تک پہنچ چکا ہے۔ وفادار رہنے کے لئے شکریہ مسٹر بائیڈ۔"

"تم سے زیادہ تمہاری رقم کا وفادار ہوں۔ تمہاری رقم ہاسٹن کی پیش کش سے دگنی ہے۔ فلپ کا کچھ پتہ چلا؟"

"ابھی تک کوئی خبر سننے میں نہیں آئی۔" اس نے مایوسی سے سر جھکا کر کہا: "خدا کا شکر ہے کہ تم کلیمی کو بچا لائے۔"

اپنا جام ختم کرنے کے بعد میں نے ایک اور کیلئے آرڈر دیا۔ مارتھا نے اپنا گلاس اب تک نہ چھوا تھا۔ وہ کسی گہری سوچ میں غرق دکھائی دے رہی تھی۔ میں نے کہا۔

"تمہارا خیال ہے کہ فلپ کو کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش آ چکا ہے اور اسی لئے کلیمی کو کسی محفوظ پناہ گاہ تک پہنچانے کے لئے تم نے میری خدمات حاصل کیں۔ مگر اپنے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ اپنے آپ کو محفوظ تصور کرتی ہو؟"

"ہاں۔" طویل لمحے تک توقف کے بعد بولی۔ "مسٹر بائیڈ۔ میں اپنے آپ کو محفوظ سمجھتی ہوں اور اسی لئے نیویارک آ گئی۔ فارم پر ہوتی تو یقیناً خطرہ تھا۔ دیکھ ہی آئے ہو۔ وہ جگہ کتنی الگ تھلگ واقع ہے۔ اور اب اس لئے بھی محفوظ رہوں گی کہ والد کو پتہ چل گیا ہے۔ کہ میں نے تمہاری خدمات حاصل کر لی ہیں اور کلیمی ان کی دسترس سے دور ہو گئی ہے۔ ان باتوں کی وجہ سے وہ مجھے قتل کرنے کی جسارت نہیں کرے گا۔

ہیں تا ؟"

"ہاں منطق تو یہی کہتی ہے۔" میں نے جواب دیا۔ "مگر یہ سوچ لو کہ جب قاتلوں اور بالخصوص سفاک قاتلوں کی بات ہو رہی ہو تو وہ ایسی دلیلوں کی ذرا پرواہ نہیں کرتے اور من مانی کر گزرتے ہیں۔ تمہارے اور ان کے انداز فکر میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ یہ بتاؤ، تمہاری والدہ نے وصیت میں جو ٹرسٹ چھوڑا ہے اس کے معاملات کی جانچ پڑتال کے لئے تم نے کوئی وکیل بھی رکھا ہے؟"

"نہیں۔" اس نے منفی انداز سے سر کو جنبش دی۔ "سارے خاندان کی نمائندگی ہاسٹن کے سپرد ہے۔ آج تک کبھی کوئی جھگڑا ہی نہیں ہوا مسٹر بائیڈ۔ اور اس وقت تک جھگڑا ہونے کی توقع بھی نہیں جب تک والد کا غبن ظاہر نہیں ہوتا۔"

"اور فی الحال غبن ثابت کرنے سے قاصر ہو۔ محض شبہ ہے کہ تمہارا والد خیانت کا مرتکب ہوا ہے؟"

اس نے ہولے سے سر ہلایا۔ "اس صورت حال یہی ہے۔ فی الحال قانونی چارہ جوئی سے کچھ فائدہ نہیں۔ الٹا اس اقدام سے تعلقات اور بگڑنے کا امکان ہے۔"

اس کے چہرے پر سیاہ سایہ سا لہرا گیا۔ "میرا والد بڑا جابر اور جسمانی طور پر کافی

شرمندہ ہوں ڈیڈی۔"

"کوئی بات نہیں۔" میں نے فراخدلی سے معاف کرتے ہوئے کہا۔ "یہ لو اپنی شمپین۔" اور یہ کہتے وقت شمپین کی بوتلی اس کی گود میں رکھ دی۔

پھر اس شخص کی طرف دیکھا۔ جو ریوالور تھامے محفوظ فاصلے پر کھڑا تھا۔ متوسط قامت، مضبوط اور پھیلے ہوئے کندھے، ڈھیلا ڈھالا لباس، میری عمر کا یا ایک دو سال بڑا ہوگا۔ چھوٹے چھوٹے سیاہ بال سر پر سوئیوں کی مانند کھڑے تھے اور لمبے دبلے چہرے پر بھوکے بھیڑیے کا گمان ہو رہا تھا۔ آنکھیں اخروٹ کی مانند بھوری اور آنکھوں کی پتلیوں میں سرخ سرخ سے نکتے جھلک رہے تھے۔ ہر انداز سے جارحیت ہویدا تھی اور ریوالور تھامنے کے انداز سے ظاہر تھا کہ اس کے استعمال پر پوری طرح قادر ہے۔

"پائیڈ!" ہاسٹن نے سلسلہ گفتگو کا آغاز کیا۔ "یہ مسٹر کارل ٹالو ہے۔ برسبیل تذکرہ یہ بھی بتا دوں کہ تمہارا بھائی پنڈ لینی ایک پرائیویٹ جاسوس ہے۔"

"جاسوسی کے شہد پر بہت سی مکھیاں بھنبھنانے لگی ہیں آجکل!" میں نے تبصرہ کیا

میرا دوال تبصرہ نظر انداز کرتے ہوئے ہاسٹن نے کہا۔ "تمہیں احساس ہوگا کہ اغوا ایک سنگین جرم ہے اور تم اس جرم کے مرتکب ہو چکے ہو۔"

"کلیمی برضا و رغبت میرے ساتھ آئی ہے۔" میں نے بتایا۔ "اس لئے مجھے یوں ہراساں کرنے کا تکلف نہ کرو ہاسٹن۔ تمہارے چہرے سے ظاہر ہے کہ اغوا کیا الزام کو خود بھی بے بنیاد سمجھ رہے ہو۔"

"آج سہ پہر کسی نے سٹیٹ پولیس کو فون کیا۔" اس نے یوں کہا جیسے میری بات ہی نہ

سنی ہو۔ "اور فادم کے ایک مخصوص باڑے میں کسی لاش کے مدفون ہونے کی بے سرو پا داستان سنائی۔ یہی نہیں، مخبر کے طور پر میرا نام لے دیا۔ اس بارے میں تمہیں کچھ بھی علم نہیں ہوگا۔ مسٹر پائیڈ؟" اس نے یوں سوال کیا جیسے میرا جواب اسے پہلے سے معلوم ہو۔

"لاش کس کی تھی؟" میں نے اشتیاق سے پوچھا۔

"یہ بتانا لاحاصل ہے کہ سور کے باڑے میں سرے سے کوئی لاش ہی نہیں ملی۔" اس نے تلخی سے کہا۔ "لیکن پولیس کے ساتھ پندرہ منٹ کی بک بک جھک جھک کے بعد میں یہ یقین دلا سکا کہ سارا دن میں ہٹن میں رہا ہوں۔ اور قدرتی بات ہے کہ لمبے فاصلے کی کال کے بغیر پولیس کو ہرگز مطلع نہ کر سکتا تھا۔ پولیس نے یہ سراغ لگا لیا تھا کہ کال رہوڈ آئیلینڈ سے کی گئی تھی۔"

"پولیس سے پہلے لاش کون لے اڑا!" میں نے پوچھا۔

"بیکار کی بکواس بند کرو۔" اس نے سلگتے ہوئے کہا۔ "پولیس پہلے ہی میرا مغز چاٹ چکی ہے۔ قصہ مختصر کرتے ہوئے بتاتا ہوں کہ اغوا کے معاملے میں میں نے مسٹر ہیزلٹن سے تفصیلی بات چیت کی اور اس نے فراخدلی کا ثبوت دیتے ہوئے تمہیں مقدمے میں الجھانا گوارا نہیں کیا۔ تاہم آخری بار خبردار کر رہا ہوں کہ آئندہ مار تھا یا کلیمی سے ملنے کی کوشش کی تو ان کے والد کی طرف سے کسی نرم رویے کی توقع نہ رکھنا۔ خوش نصیب ہو جو مسٹر ہیزلٹن ایسے صاحب حوصلہ انسان سے تمہارا پالا پڑا ہے۔"

وہ کاؤچ کے قریب آیا اور کلیمی کا بازو تھام کر اسے اٹھنے میں مدد دی۔ پھر اسے ساتھ لیے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے کے قریب رک کر کلیمی نے میری طرف دیکھا اور مسکرانے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکی۔

ہاسٹن نے ٹالور کی طرف دیکھا۔ "مسٹر ٹالور۔ باقی معاملات طے کرنے کیلئے تمہیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ میرے پاس تفصیلات میں جانے کے لئے ذرا بھی وقت نہیں۔"

"ٹھیک ہے۔" ٹالور نے سر ہلایا۔ "تفصیلات میں خود طے کر لوں گا۔ میرے پاس کافی وقت ہے۔"

"خوب۔" ہاسٹن نے سنجیدگی سے تائید کی۔ "صبح ایک کار اور قابل اعتماد ڈرائیور کا انتظار کر دینا تاکہ مس ہیزلٹن کو واپس فارم پر پہنچا دیا جائے۔"

"بہت بہتر۔" ٹالور نے دوبارہ سر ہلایا۔ "نو بجے صبح حاضر ہو جاؤں گا"

کلیمی کو ساتھ لئے ہاسٹن لونگ روم سے باہر نکل گیا۔ دو سیکنڈ بعد بیرونی دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی اور ٹالور مزے مزے چلتا ہوا کاوچ کے قریب آ گیا۔ "رہنے کے لئے بڑی اچھی جگہ ہے تمہارے پاس بائیڈ۔ غالباً کافی کچھ کما لیتے ہو!"

"ہاں گذارہ ہو جاتا ہے۔" میں نے جواب دیا۔ "کچھ پینے پلانے کے متعلق خیال ہے؟"

"ابھی نہیں۔" اس نے جواب دیا۔ "میرا اصول ہے۔ کام کے دوران پینے پلانے سے گریز کرتا ہوں اور ہاسٹن کی خواہش پر جانے سے پہلے چند باتیں واضح کر دینا چاہتا ہوں!"

"شروع ہو جاؤ۔" میں بولا۔ "تم نے پہلے ہی مجھے ذکی الحس بنا دیا ہے۔"

"ہوں۔" اس نے کسی قدر بوریت سے کہا۔ "پہلی بات تو یہ ہے کہ ۔۔"

ریوالور فضا میں رقص کرتا ہوا اٹھا اور پھر اس کی نال چابک کی طرح میرے منہ کے بائیں طرف اس زور سے پڑی کہ میں بیٹھے بیٹھے جھول گیا۔

"کہ پولیس کو لاش کی بے سر و پا اور فرضی داستان سنانے کے بعد ہاسٹن کا نام لے دینا اسے کچھ اچھا نہیں لگا۔" ٹالور معمول کے انداز میں کہہ رہا تھا۔ "اور دوسری بات یہ کہ ۔۔"

نال میرے دوسرے رخسار پر دوبارہ پڑی اور میں سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"کہ وہ تمہیں ذہن نشین کرا دینا چاہتا ہے کہ وہ واقعی ہیزلٹن خاندان کے معاملات میں تمہاری مداخلت کو پسند نہیں کرتا۔ تمہاری مداخلت بے جا کے بغیر بھی اس خاندان کو اور ہزاروں الجھنیں درپیش ہیں۔"

اپنے دونوں رخسار سرخ شعلوں کی طرح جلتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔ ٹالور واضح طور پر دکھائی نہ دیا۔ بلکہ اس کا خاکہ دھندلی آنکھوں کے سامنے کپکپاتا نظر آیا۔ اس کی آواز بھی بہت دور سے آتی ہوئی محسوس ہوئی تاہم الفاظ سمجھ میں آ رہے تھے

اس کے بعد اس نے تابڑ توڑ وار شروع کر دیئے۔ سر اور منہ کی دھنائی سے فارغ ہو، تو میری گردن اور کندھوں کو تختہ مشق بنا لیا۔ کاوچ سے لڑکھڑا کر میں نیچے فرش پر جا گرا۔ اسی وقت ایک بھرپور ٹھوکر پسلیوں میں نصیب ہوئی اور میں بے ہوش ہو گیا۔

جانے کتنی دیر بعد ہوش آیا۔ ٹالور رخصت ہو چکا تھا اور میرا سارا جسم پکے پھوڑے کی طرح کراہ رہا تھا۔ جیسے تیسے گھسٹتے اور رینگتے ہوئے غسل خانے میں گیا اور اپنے جسم کی مرمت میں مصروف ہو گیا۔

ایک گھنٹے بعد فارغ ہو کر نقصان کا اندازہ لگایا۔ آئینے میں صورت دیکھی تو

پتہ چلا کہ ٹالور نے بڑے فنکارانہ انداز میں چوٹیں لگائی ہیں۔ اور اس بات کا خیال رکھا ہے۔ کہ میرا حلیہ مسخ نہ ہونے پائے اور کوئی واضح زخم نہ دکھائی دے۔ اس پٹائی کے دوران ایک رخسار کی مربع انچ جلد پھٹنے کے سوا باقی ہر طرح میری تھوتھنی ہمیشہ کی طرح ٹھیک ٹھاک تھی۔ چہرے پر جا بجا بدرنگ سے سرخ دھبے تھے لیکن موسم گرما کے آخری گلاب کی طرح انہیں غائب ہوتے دیر نہ لگتی۔

سینے اور کندھوں پر پٹائی کے نشان ابھر آئے تھے اور پسلیوں میں سوزش ہو گئی تھی لیکن ٹوٹنے سے بچ رہی تھیں۔ بائیں گردے میں بھی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔ مگر کوئی ناقابل تلافی نقصان نہ ہوا تھا۔

ایک گلاس میں تھوڑی سی فرانسیسی برانڈی انڈیلی، سگریٹ سلگایا اور اپنا ریوالور ڈھونڈنے کی کوشش کی مگر ریوالور کہیں دکھائی نہ دیا۔ میں نے جو بوتل کلیمی کے حوالے کی تھی؛ وہ کاؤچ پر موجود تھی۔ گویا ٹالور نے اسے لے جانے کے قابل نہ سمجھا۔ البتہ کم بخت کا بچہ میرا اعشاریہ تین آٹھ ضرور لے گیا۔ مصیبت یہ تھی کہ پرائیویٹ جاسوسوں کی کوئی یونین نہ تھی ورنہ میں شکایت کر کے ٹالور ایسے ذلیل شخص کو یونین کی رکنیت سے ضرور محروم کرا دیتا۔ اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا کہ صبر کے گھونٹ پی کر انتظار کروں اور وقت آنے پر جاسوسی کے معزز پیشے پر دھبہ لگانے والے ٹالور کا حساب مع سود کے ادا کر دوں۔

فرانسیسی برانڈی کے دوسرے جام کے بعد کچھ افاقہ سا محسوس ہونے لگا اور میں نے اپنے آپ کو سمجھایا۔ ڈیر ڈینی بوائے! گرے ہوئے دودھ پر کف افسوس ملنے کا فائدہ؟ چڑیاں کھیت چگ گئیں تو اب رونے سے کیا حاصل؟ جاسوسی کے پیشے

میں مرمت اور پٹائی تو ہوتی ہی رہتی ہے۔ اب یہی بہتر ہے کہ گذشتہ را صلواۃ آئندہ را احتیاط، کے مصداق یہ معلوم کرنے کی کوشش کرو کہ سویٹ ولیم کے بارے میں سے لاش کس نے اڑائی۔ پھر کلیمی کو لا کر کسی بہتر محفوظ مقام پر چھپاؤ۔ ہاں ہاسٹن اور ٹالور جیسے بدنہاد لوگوں سے بچتے رہنا۔ اب اٹھو، ایک اور ریوالور حاصل کرو۔ اور جا کر ٹھاہ ٹھاہ شروع کر دو۔

مگر نہیں۔ پہلے نیند ضروری ہے اپنے آپ نے مجھے سمجھایا۔ چنانچہ میں بستر پر جا لیٹا۔

۵

صبح کا اجالا نمودار ہوتے ہی رات بھر کے مبہم اور ناقص خیالات یوں اڑ جاتے ہیں۔ جیسے سورج کی کرنیں پڑتے ہی شبنم (پاکستانی فلمی اداکارہ شبنم نہیں۔ سورج کی کرنوں میں اس کا گندمی رنگ تو اور چمک اٹھتا ہے) رات سونے سے پہلے سوچا تھا کہ صبح چاق و چوبند اور ہشاش بشاش حالت میں بستر سے اٹھوں گا۔ اور پوری تیاریوں کے بعد کلیمی ہیز لٹن کی روانگی سے پہلے ہی وہاں جا پہنچوں گا۔ پھر کسی فلمی ہیرو کی طرح کلیمی کو بدمعاشوں کے نرغے سے یوں نکال لاؤں گا۔ جیسے دودھ میں سے مکھی نکال

لی جاتی ہے۔

دن کی روشنی میں کھڑکی سے باہر نظر ڈالی اور چشمِ تصور نے یہ منظر دیکھا کہ میں اور ٹامو ایک دوسرے پر گولیاں برسا رہے ہیں۔ کلیمی کار میں بیٹھی واویلا کر رہی ہے اور حلق پھاڑ کر بوڑھا ہیزلٹن چلا رہا ہے: "اغوا کنندہ"۔ مگر دن کی روشنی نے اس تصور کے بخیے ادھیڑ کر رکھ دیئے۔ کافی دھوپ پھیلی ہوئی تھی۔ اور دس بجے تھے۔ گویا کلیمی آدھ پون گھنٹہ پہلے فارم کی طرف بھیج دی گئی تھی۔ یوں دن کی روشنی نے رات کی سوچ کا لیاڈا کر کے رکھ دیا۔

رات بھر میں جسم کی خراشیں سیاہ پڑ گئی تھیں۔ چہرہ سوج کر کچھ زیادہ موٹا اور حسین ہو گیا تھا۔ البتہ گھٹنے کی ٹیسیں ناپید تھیں۔ تیار ہو کر تفریحی مہم پر نکلا تو ساڑھے گیارہ بجے تھے۔ ہیزلٹن کی نیویارک والی رہائش گاہ بیکمین پلیس جانے کے لئے موزوں اور مناسب وقت تھا۔ روانگی سے پہلے ٹیلیفون ڈائریکٹری میں سے بیکمین پلیس کے پتے کی پڑتال کر لی تھی۔

دوپہر زوال پذیر ہوئی ہی تھی کہ بیکمین پلیس کا دروازہ کھلا اور گہرے رنگ کے سوٹ میں ملبوس ایک شخص نے یوں ناگواری سے مجھ پر نظر ڈالی گویا میں وہ ویٹر ہوں جو غیر مطلوب شے لے کر وارد ہوا ہو۔

"ہاں مسٹر؟" اس نے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں سوال کیا۔

"مسٹر ہیزلٹن سے ملنا ہے؟" میں نے بتایا۔

"کیا اسے تمہارا انتظار ہے؟"

"ملنے کے بعد معلوم کر دوں گا۔" میں نے بیزاری سے کہا: "جاؤ اسے بتاؤ میں ملنے

آیا ہوں۔ نام بائیڈ ہے۔ ڈینی بائیڈ۔"

اس نے ہوتے ہوئے سر کو جنبش دی۔ "مجھے افسوس ہے۔ مسٹر ہیزلٹن پہلے سے اپائنٹمنٹ کے بغیر نہیں ملا کرتے۔"

"میں اس پابندی سے مستثنیٰ ہوں۔ جاؤ۔ پوچھ کر دیکھ لو۔" میں نے رعونت سے پھنکار کر کہا۔

وہ دروازہ بند کرنے لگا۔ مگر میں نے لپک کر اس کے کوٹ کے کالر دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اسے زمین سے چار پانچ اوپر اٹھا لیا اور اندر لے گیا۔ پھر آرام سے اسے کھڑا کرنے کے بعد دروازہ بند کیا اور ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔ "جا کر اسے بتا دو تو سہی۔" میں نے کہا: "یا اس کے مقروض ہو اور سامنا کرنے سے ڈرتے ہو؟"

"میں.... میں...." غصے اور ندامت سے وہ کانپ رہا تھا اور بولنا دشوار ہو رہا تھا۔

"ہیرس!" لونگ روم میں سے کسی کی آواز آئی۔ "کیا بات ہے؟"

"جناب۔" ہیرس نے معمول سے بلند آواز میں کپکپاتے ہوئے کہا۔ "ایک شخص.... مسٹر بائیڈ ملنے آیا ہے۔"

"بائیڈ۔" لونگ روم والے نے یوں چلا کر کہا گویا گالی بک رہا ہو۔ "مگر کیا...."

چند سیکنڈ بعد وہ شخص ہال وے میں نظر آیا۔ کشیدہ قامت، بھاری جثہ، بھرا بھرا بدن، بالوں سے محروم سر اور چمکتی ہوئی بھوری مونچھیں۔ مجھے دیکھتے ہی مونچھیں پھڑکا کر بولا۔ "نکل جاؤ یہاں سے ورنہ پولیس بلا کر گرفتار کرا دوں گا۔"

"پہلے گمشدہ افراد کے شعبے پر فون کر لینا۔" میں نے سکون سے کہا۔ "ایسا نہیں

کرو گے تو یہ مطلب ہوگا کہ اپنے بیٹے کے متعلق پولیس کو زحمت نہیں دینا چاہتے۔"

"فلپ؟" اس کی گھنی بھنویں پھڑپھڑائیں۔ "کیوں، فلپ کو کیا ہوا؟"

"گلبرٹ ہیزلٹن تمہی ہو؟" میں نے تصدیق حاصل کرنا ضروری جانا۔

"ہاں۔" اس نے بے تابی سے کہا۔ "میرے سوال کا جواب دو!"

"اتوار کی رات کے بعد وہ دکھائی نہیں دیا۔" میں نے جواب دیا۔ "آخری مرتبہ فارم پر سوروں کو چارہ ڈالتے دیکھا گیا تھا۔"

ایک طویل لمحے تک مجھے گھورنے کے بعد وہ خادم کی طرف مڑا۔ "ٹھیک ہے ہیرس! تم جاؤ۔ ضرورت ہوئی تو بلوا لوں گا۔"

"بہتر جناب۔" ہیرس یہ کہہ کر دبے پاؤں ہال وے میں چل دیا۔

"لونگ روم میں آجاؤ بائیڈ۔" ہیزلٹن مجھ سے مخاطب ہوا۔ "تاکہ وضاحت کر سکو۔"

اس کے پیچھے میں ایک وسیع و عریض کمرے میں داخل ہوا۔ آتشدان سفید پتھر کا بنا ہوا تھا اور سارا ساز و سامان اور فرنیچر ہر شے پر قدامت کی مہر لگی ہوئی تھی۔

"میرے پاس فالتو وقت نہیں۔" وہ اچانک بولا۔ "اور تم جیسے لوگوں سے بات کرنا بھی میری شان کے خلاف ہے۔ اس لئے فلپ کے متعلق جو کچھ کہنا ہے، اس کی جلدی سے وضاحت کرو اور پھر دفع ہو جاؤ۔ سمجھے؟"

میں نے اندازِ بے نیازی سے سگرٹ سلگایا اور جان بوجھ کر بجھی ہوئی دیا سلائی ایش ٹرے میں ڈالنے کی بجائے قالین پر پھینکتے ہوئے کہا۔ "سمجھ گیا۔ صورت حال بتا چکا ہوں کہ اتوار کی رات فلپ فارم پر دکھائی دیا تھا۔ اور پھر اسے کسی نے نہیں دیکھا

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ کہاں ہے؟"

"وہ جانے اور اس کا کام!" ہیزلٹن نے ٹھنڈے انداز میں کہا۔ "تمہیں کیوں شہر کی فکر پڑی ہے قاصی بائیڈ؟ ہاسٹن نے کل کی ساری باتیں بتائی ہیں اور اس کا کہنا ہے کہ تم لاتوں کے بھوت ہو، باتوں سے نہیں مانو گے۔ اب خیال ہو رہا ہے کہ وہ ٹھیک ہی کہتا ہے۔ پہلے مارتھا کا معاملہ ہوا۔ پھر کیپی کا اور اب تم میرے بیٹے کے معاملات میں دلچسپی لے رہے ہو۔"

"مارتھا نے اپنے مفادات کی نگرانی کے لئے میری خدمات حاصل کیں، نیز اپنی بہن کے مفادات بھی اسے عزیز ہیں۔" میں نے جواب دیا۔ "اور میں وہی کر رہا ہوں، جو ان حالات میں میرا فرض ہے۔ میرا یہ بھی خیال ہے کہ فلپ ناگوار صورت حال سے دوچار ہو چکا ہے۔ تم نے جس ردعمل کا اظہار کیا، اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یا تو تمہیں اپنے بیٹے کی کوئی پروا نہیں۔ ورنہ پھر تمہیں علم ہے کہ اس کے ساتھ کیا بیتی ہے اور شاید تمہاری ہی وجہ سے بیتی ہو۔"

اس مرتبہ آنکھوں کے ساتھ اس کی مونچھیں بھی سلگ اٹھیں۔ میں منتظر رہا، ابھی دھماکا ہوگا۔ اور ہیزلٹن کے پھٹنے والے بم سے مہلک ٹکڑے پوچھاڑ کی صورت میں برسنے لگیں گے۔ مگر اس نے بے حساب کوشش کے بعد اپنے آپ پر قابو پا لیا۔ پھر جب اس کی زبان کھلی تو آواز بے حد نرم تھی۔ "میرا خیال ہے، تمہارا نکتہ نظر سمجھنے کی کوشش کروں بائیڈ۔ تمہارا کہنا ہے کہ مارتھا نے میرے خلاف اپنے مفادات کی نگرانی کے لئے تمہیں ہائیر کیا ہے؟ چلو مانا۔ یہ ٹھیک ہے لیکن اس نے تمہیں کیا بتایا ہوگا؟ یہی کہ اس کے خلاف سازش کی گئی ہے اور میں نے اس کی والدہ کے ٹرسٹ فنڈ

میں سے رقم خورد برد کی ہے؟ یا پھر یہ کہ اسے اور کلیمی کو جان کا خطرہ ہے؟"

"ہو سکتا ہے تمہارے قیاسات ٹھیک ہوں۔" میں بولا۔ "مگر انہیں غلط ثابت کرنے کے لئے ابھی تک تم نے کچھ نہیں کیا۔"

"میری اہلیہ نے جو ٹرسٹ چھوڑا ہے۔ وہ اتنا بڑا اور اس میں سے مختلف انواع و اقسام کی سرمایہ کاری جس انداز سے کی گئی ہے، اس کا حساب کتاب چیک کرنے کے لئے دو ماہر حساب دانوں کو پورا مہینہ لگ سکتا ہے۔" وہ بولا۔ "اگر دو ماہر اکاؤنٹنٹ مہیا کر سکتے ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ سارے کھاتے دکھانے پر دل و جان سے آمادہ ہوں۔"

"ہوں۔ بات جی کو لگتی ہے۔ مگر یہ فارم پر کیا ہو رہا ہے؟" میں نے پوچھا۔ "وہ باڈی گارڈ جو کسی ملاقاتی کو فارم پر چھوڑنے کا روادار نہیں اور وہ ہاؤس کیپر اور معاون جو اپنے آپ کو نرس بتاتی ہے! کیا انہیں اس لئے فارم پر رکھا ہے کہ فصل کو پھلتے پھولتے دیکھ سکیں یا ایسی ہی کسی اور بات کے لئے؟"

"بیٹھ جاؤ۔" اس نے اچانک کہا۔

میں بیٹھ گیا۔ اس نے میز پر پڑے ہوئے سگار بکس میں سے ایک سگار اٹھایا اور احتیاط سے سلگانے کے بعد بولا۔ "کسی قدر بے تکلف ہونے چلا ہوں بائیڈ، امید ہے میرے اعتماد کو دھوکہ نہیں دو گے۔"

"وعدہ نہیں کر سکتا۔" میں نے بھی بے تکلف ہو کر کہا۔

"بات یہ ہے کہ اس خاندان میں پاگل پن موروثی طور پر منتقل ہوتا رہا ہے۔" وہ بولا۔ "میری بیوی نے بھی دیوانگی کے عالم میں خودکشی کی اور یہ سلسلہ پچھلی چار

پانچ نسلوں سے چلا آ رہا ہے۔ ایسا کبھی ہوا کہ ایک آدھ نسل دیوانے پن سے محفوظ رہی اور میری دعا ہے کہ میرے بچے بھی اس ورثے سے محفوظ رہیں۔"

"کیا یہ ظاہر کرنا چاہتے ہو کہ وہ موروثی دیوانگی میں مبتلا ہیں؟" میں بولا۔ "یعنی وہ پاگل اور دیوانے ہیں تینوں کے تینوں۔"

ہیرلسن چند سیکنڈ تک سگار کے جلتے ہوئے سرے کو بغور دیکھتا رہا۔ "فلپ میں مجھے کوئی خرابی نظر نہیں آئی۔ وہ اب تک بالکل نارمل رہا ہے۔" وہ ہولے ہولے کہنے لگا۔ "دونوں لڑکیاں بھی لڑکپن اور بچپن کے مرحلوں سے بخیر و خوبی گذر گئیں۔ مگر جوانی میں ان کی عادات و اطوار میں تبدیلیاں پیدا ہونے لگیں۔"

"کیا وہ کسی معالج کے زیر علاج ہیں؟" میں نے سوال کیا۔ "کیا کوئی دماغی ڈاکٹر تمہارے بیان کی تصدیق کر سکتا ہے؟"

"نہیں۔" اس نے سر کو جنبش دی۔ "ابھی نہیں۔ ذرا میری حالت پر غور کرو۔ انہیں کسی دماغی معالج کے پاس لے جاؤں تو خاندان کی موروثی دیوانگی کو بے نقاب کرنا پڑے گا۔ یوں وہ سوسائٹی میں بدنام ہو کر رہ جائیں گی اور اگر وہ صحیح الدماغ ہیں تو اس کا اثر یہ ہوگا کہ وہ سچ مچ دیوانگی میں مبتلا ہو جائیں گی۔ یوں دو معصوم زندگیاں تباہ ہو کر رہ جائیں گی۔ فی الحال میں ایسا نہیں کر سکتا۔ ہاں جب کوئی اور صورت نہ رہی تو آخری چارہ کار کے طور پر یہ بھی کر گذروں گا۔"

"تو گویا مارسھتا کا یہ خیال محض وہم ہے کہ تم نے ٹرسٹ کی رقم خورد برد کی؟" میں بولا۔ "یہ بھی اس کا وہم ہے کہ تم نے کلیمی کو فارم پر قید کر رکھا ہے؟" — "یہ بھی اس کے پاگل ذہن کی کرشمہ سازی ہے کہ پچھلے چند دنوں سے اس نے فلپ کو نہیں

دیکھا؟ لیکن اس وقت اسے وہم نہیں ہوا تھا جب اس نے مجھے بتایا کہ بار تک اس کا تعاقب کیا گیا ہے۔"

"مارتھا نے پہلی مرتبہ تمہیں فون کیا تو ہیرس نے سن لیا۔" ہیزلٹن نے بھاری اور بوجھل آواز میں کہا۔ "ہیرس نے آ کر مجھے بتا دیا۔ چنانچہ میں نے ہاسٹن سے بات کر کے اسے ہدایت کی کہ معلوم کرنے، مارتھا نے کس ارادے سے تمہیں فون کیا ہے بایڈ مارتھا کی اس حرکت سے قیاس کر سکتے ہو کہ وہ ذہنی اذیت میں مبتلا ہو چکی ہے۔ وہ مفروضات قائم کرنے لگی ہے کہ لوگ اس کے خلاف سازش کر رہے ہیں اس نے مجھے یعنی اپنے والد کو بھی سازشیوں کے گروہ میں تصور کر لیا ہے۔"

"ہوں۔" میں بولا۔ "کلیمی کے متعلق کیا خیال ہے؟ وہ ذہنی الجھاؤ کی کس منزل میں ہے؟"

کلیمی نے صرف تین ماہ سے دیوانگی کے آثار ظاہر کرنا شروع کئے ہیں" وہ بولا۔ "کھوئی کھوئی رہنا اور کبھی اچانک تشدد پر اتر آنا۔ کبھی سارا سارا دن کمرے میں بند ہو کر بیٹھی رہتی ہے اور کسی سے بات تک کی روادار نہیں ہوتی۔ پھر دوسرے دن باتیں کرتے اور قہقہے لگاتے نہیں تھکتی اور کوشش کے باوجود کوئی اسے روک نہیں سکتا۔ اسی لئے میں نے اسے فارم پر بھجوا دیا۔ وہاں سکون اور خاموشی ہے۔ خاندان کو بدنامی سے بچانے کے لئے پیٹ کو ملازم رکھا تا کہ وہ دخل درمعقولات کرنے والے متجسس لوگوں کو کلیمی سے دور رکھے۔ نرس کی بھی اسی لئے ضرورت ہوئی تا کہ اس کے دماغی الجھاؤ کا خیال رکھے اور دیکھ بھال کرتی رہے۔ اب اس کے سوا میں اور کیا کرتا؟"

"مگر پھر وہی سوال پیدا ہوتا ہے۔ آخر فلپ کہاں گیا؟ اس کے ساتھ کیا بیتی؟" میں نے کہا۔

"معلوم نہیں، اس وقت وہ کہاں ہے۔" اس نے جواب دیا۔ "جہاں تک میرا علم ہے وہ سوموار کو اس وقت فارم پر تھا جب میں اور مارتھا وہاں سے روانہ ہوئے۔ ہو سکتا ہے کسی دوست کے پاس چلا گیا ہو یا اپنے بجرے پر سمندر کی سیر کے لئے نکل کھڑا ہوا ہو۔ وہ بالغ ہے اور من مانی کرنے کے لئے آزاد ہے۔ میں اس کی سرگرمیوں میں ہرگز مخل نہیں ہوتا۔ چند ماہ تک وہ دفتر آ کر سرمایہ کاری کے سلسلے میں میرا ہاتھ بٹایا کرے گا۔ اور مجھے یقین ہے جلد ہی یہ کام سیکھ لے گا۔ اس نے وعدہ کر رکھا ہے۔ البتہ اس وقت تک اسے پوری آزادی حاصل ہے۔"

"لمبا بورکو کس نے ملازم رکھا؟"

"لمبا بور؟" اس نے سوالیہ انداز سے سوال دہرایا۔

"وہ جاسوس جو کل رات ہاسٹن کے ساتھ کلیمی کو میری قیام گاہ سے لینے آیا تھا۔" میں نے وضاحت کی۔

"یہ ہاسٹن کا اپنا معاملہ ہے۔" اس نے تن کر کہا۔ "بایڈ میں نے بڑی صاف گوئی سے گفتگو کی ہے تمہارے ساتھ۔ اب سوچ سکتے ہو کہ تمہاری مداخلت میری دونوں بچیوں کے لئے کتنی نقصان دہ ہو سکتی ہے۔"

"اس وقت مارتھا کہاں ہے؟"

"اسے صبح کلیمی کے ساتھ فارم پر بھیج دیا ہے۔" وہ بولا۔ "کیا اب توقع رکھوں کہ تم اس کیس سے دستکش ہو جاؤ گے اور لڑکیوں کو فراموش کر دو گے؟"

اس نے بے چینی سے سگار کے سرے پر جمی ہوئی ایک انچ راکھ جھاڑی۔ ظاہر تھا کہ اندرونی کش مکش میں مبتلا ہے۔ چنانچہ میں نے کوئی جواب نہ دیا۔

"میرا خیال ہے۔ تمہارے ساتھ کچھ زیادتی کی گئی ہے۔" بالآخر وہ بولا۔ "اس زیادتی کی تلافی کے طور پر معقول رقم کا چیک تمہیں کل ہی بھجوا دیا جائے گا۔"

"کوئی ضرورت نہیں۔" میں نے اٹھتے وقت کہا۔ "میں جان گیا ہوں کہ تم ایک بھولے شخص ہو ہیریلٹن۔ اس لئے میں کیس سے اس وقت تک دستبردار نہیں ہو سکتا جب تک حقیقت کا پتہ نہ چلا لوں۔"

"یا سیڈ!" تحکمانہ انداز سے قائل کرنے کی خاطر اس نے ہاتھ پھیلا کر کہا۔ "تم نہیں جانتے کہ انجانے میں کس قبیح فعل کے مرتکب ہو رہے ہو۔ دن بھر کی دوڑ دھوپ اور محنت کے بعد رات کلیمی کی حالت کافی خراب ہو گئی تھی۔ چند ناپسندیدہ مناظر نے اس کے اعصاب کو بھی کافی متاثر کیا۔ اگر تم نے مداخلت جاری رکھی تو ممکن ہے دونوں لڑکیاں ہوش و حواس کھو بیٹھیں۔ اپنی نہیں بلکہ انہی کی بہتری اور بہبودی کے لئے میں تم سے کہہ رہا ہوں کہ کیس سے ہاتھ اٹھا لو۔"

"میرا جواب اب بھی نفی میں ہے۔" میں بولا۔ "اور ہو سکتا ہے کہ تمہاری پیشکش قبول کرتے ہوئے عنقریب میں دو اکاؤنٹنٹوں کا انتظام کر دوں جو ٹرسٹ فنڈ کے کھاتے چیک کریں۔"

"آخر چاہتے کیا ہو؟" وہ تلخی سے بولا۔ "مزید رقم؟ کتنی کافی رہے گی؟"

"اس سوال کا جواب عموماً ہاں میں دیا کرتا ہوں۔" میں نے تسلیم کیا۔ "اور معقول رقم وصول کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں جانتا۔ مگر اس مرتبہ میرا جواب نفی

میں ہے کیونکہ میں نے اپنے ضمیر کا کبھی سودا نہیں کیا۔ کسی قیمت پر نہیں ہیریلٹن۔ سو اگر قارون کے خزانے بھی میرے سامنے ڈھیر کر دو تو انہیں پلٹے حقارت سے ٹھکرا دوں گا۔"

میں دروازے کے قریب پہنچا۔ تو اس کی آواز سنائی دی۔ "یا سیڈ اگر تم میں خریدا نہیں جا سکتا تو کان کھول کر سن لو کہ میں بھی اپنی فیملی کی حفاظت کرنا جانتا ہوں اور ہر حالت میں ایسا کروں گا۔ چاہے تم سے نپٹنے کے لئے مجھے کچھ اور اقدامات کرنے پڑیں۔"

"میرا خیال ہے۔ تمہارے پہلے ہی اقدامات تمہیں سنگ سنگ جیل میں برقی کرسی پر بٹھانے کے لئے کافی ہیں۔" میں نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ "اور جب وہ وقت آئے گا۔ تو تمہاری میت پر میں رقص کروں گا اور تمہاری دونوں لڑکیاں آنسو بہانے کی بجائے اس رقص میں میرا ساتھ دیں گی۔"

خادم کہیں دکھائی نہ دیا چنانچہ دروازہ کھولنے کی زحمت خود ہی اٹھانا پڑی باہر نکل کر میں کار میں جا بیٹھا اور پر رونق بازاروں سے ہوتا ہوا دفتر جا پہنچا۔

دفتر میں داخل ہوا تو فران جارڈن نے شیریں انداز سے مسکرا کر استقبال کیا اور بولی۔ "صبح میرا آوارہ گرد کہاں کی خاک چھانتا رہا۔ غالباً اسی حسینہ کی گلی کے چکر کاٹ رہا ہو گا۔ جس نے کل رات بلوایا تھا۔ اگرچہ یہ میرا معاملہ نہیں تاہم یہ بتانا ناگوار کرو گے کہ وہ کون ہے؟"

"اگر کہوں کہ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے تو یقین نہ کرو گی۔" میں نے مسکرا کر جواب دیا۔ "لنچ کا وقت ہو رہا ہے۔ اگر میرے ساتھ لنچ کرنا چاہو تو بل میں ادا کر دوں گا۔ تمہیں معلوم ہی ہو گا۔ کہ بل ادا کرنے کے کتنے اشیا سے کام لوں گا تمہارا

تنخواہ دینے کے بعد کچھ بچتا ہی نہیں میرے پاس۔"

"بڑی پرکشش دعوت ہے۔" وہ بولی۔ "اس لئے قبول کئے لیتی ہوں اور ہاں یہ بتانا ہے کہ وہ شخص ٹالور تمہارے لئے صبح ایک پیکٹ چھوڑ گیا ہے۔ پیکٹ تمہاری میز پر رکھا ہوا ہے۔"

"اچھا دیکھ کر ابھی آتا ہوں۔" میں نے کہا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا پیکٹ پر تحفوں والا خوبصورت کاغذ لپٹا ہوا تھا۔ کھولا تو اس میں سے میرا اعشاریہ تین آٹھ برآمد ہوا۔ گن کو میز کی بالائی دراز میں رکھنے کے بعد میں فران کے پاس گیا۔ وہ اپنے چہرے پر میک اپ کرنے کے آخری مرحلوں میں تھی۔

لنچ کرنے کے لئے ہم چاسورڈ جا پہنچے۔ اطمینان سے بیٹھنے کے بعد مارٹینی آگئی اور فران نے غور سے میرا جائزہ لیتے ہوئے سوال کیا۔ "سلویا کون ہے! کیا کرتی ہے؟"

"سوروں کی دیکھ بھال" میں نے دیانتداری سے بتایا۔ "اب یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں کہ سور اسے کیوں پیار کرتے ہیں۔"

"مائی گاڈ!" فران نے دکھیا انداز میں کہا اور چند سیکنڈ کے لئے آنکھیں بند کرلیں۔

"سلویا کیسے دریافت کی؟" میں نے پوچھا۔

"اس نے مجھے دریافت کیا۔" فران نے آنکھیں کھول کر کہا۔ "طویل فاصلے کی کال کر کے وہ پراوڈنس سے تمہیں پوچھ رہی تھی۔"

"کچھ مقصد بھی ظاہر کیا!"

"بس یہ کہ ایک بے حد ضروری معاملے پر تبادلہ خیال کے لئے فوراً تم سے ملنا چاہتی ہے۔ خود نیویارک آنے سے قاصر ہے اس لئے تمہیں وہاں بلوایا ہے کہتی تھی، آج رات آٹھ بجے سے گیارہ بجے تک شراٹون بلٹمور ہوٹل میں تمہارا انتظار رہے گی۔"

"کچھ اور بھی کہا؟"

فران نے اپنے خوبصورت کندھوں کو نفاست سے اچکایا۔ "بس یہی کچھ کہا اس نے۔ کیا یہ کافی نہیں! یا یہ چاہتے ہو کہ اتنی دور سے کال کرتے ہوئے وہ وعدہ بھی کرتی کہ بہترین زیرجامہ زیب تن کر رکھے گی!"

ہم واپس دفتر پہنچے تو ڈھائی بج چکے تھے۔ میں نے فران کو ہدایت کی کہ ٹالور کا فون نمبر معلوم کر کے فون کرے اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کرے کہ وہ وہاں ہے یا نہیں۔ تھوڑی دیر بعد فران نے بتایا۔ ٹالور دفتر میں موجود نہیں۔ اب فران کو ہدایت کی کہ دوبارہ فون کر کے خود کو ہاسٹن کے دفتر کی کارکن بتلائے اور ٹالور کی سیکرٹری سے یہ پوچھے کہ پراوڈنس سے آج ٹالور کی واپسی متوقع ہے یا نہیں۔

اس مرتبہ بھی فران نے بڑی مستعدی اور ہوشیاری سے میرے حکم کی تکمیل کی۔ پھر ریسیور رکھ کر آنکھوں میں تجسس کی چنگاریاں لئے میری طرف دیکھا "ویک اینڈ سے پہلے اس کی واپسی کی کوئی امید نہیں۔ آخر پراوڈنس میں کیا ہو رہا ہے؟ جو یہ یوں مشہور ہوتا جا رہا ہے۔"

"رات تک اس کی شہرت میں اضافہ کرنے کے لئے ڈینی بائیڈ بھی وہاں پہنچ جائیگا" میں نے جواب دیا۔ "اور ممکن ہے۔ وہاں اطلاع مل چکی ہو۔ کہ میں وارد ہونے والا

ہوں۔"

"ہوں۔" فران نے ایک سرد آہ بھری۔ "چلو چھپانا چاہتے ہو تو یونہی سہی
اب تمہارا منہ کھلوانے سے تو رہی۔"

"کوشش کر دیکھو، بڑا مزا آئے گا۔"

"نہ بابا۔ میں باز آئی۔" اس نے دلکش انداز سے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے
کہا۔ "پیراڈیلس میں خود کہیں قیام کرو گے یا سلویا نے کوئی انتظام کر رکھا ہے؟"
"شراطون بلیمور ہوٹل میں بذریعہ فون میرے لئے ایک کمرہ بک کرا دو۔"
میں نے کہا۔ "ممکن ہے، چند روز وہیں قیام کرنا پڑے۔ اب میں گھر سے کچھ ضروری
سامان لینے جا رہا ہوں اور تم بنک بند ہونے سے پہلے کچھ رقم نکلوا لو۔"

"کتنی رقم ماسٹر؟"

"پانچ سو ڈالر کافی رہیں گے۔" میں بولا۔ "جانتی ہو۔ سمندری غذا کھانے کا کتنا
شائق ہوں اور وہاں یہ غذا بہترین میسر ہوتی ہے۔"

دفتر سے جاتے ہوئے میں اعشاریہ تین آٹھ ساتھ لے گیا۔ گھر جا کر زادِ راہ کے
طور پر ایک سوٹ کیس میں ضروری اشیاء رکھیں اور پھر اعشاریہ تین آٹھ کو سوٹ کیس
میں بند کرتے ہوئے سوچ میں پڑ گیا۔ ٹالور وہاں تھا۔ اور اس کے لئے میرے دل میں
بڑا احترام تھا۔ چنانچہ اعشاریہ تین آٹھ لے جانے کا خیال چھوڑ دیا اور اس کی جگہ مہلک
ترین بھاری ریوالور اعشاریہ تین پانچ سات میگنم مع ہارنس کے رکھ لیا۔ تاکہ احسان کا
بھرپور صلہ دے سکوں۔

واپس دفتر گیا تو فران رقم لے آئی تھی۔ رقم میرے حوالے کرتے ہوئے بولی۔

"بلیمور میں کمرہ بک کرا دیا ہے۔ ڈبل بیڈ والا۔ داد تو دو کہ کتنی پیش بینی سے کام
لیا ہے میں نے۔ اچھا یہ بتاؤ تمہاری عدم موجودگی میں میرے کیا فرائض ہوں گے؟"

"اگر کوئی ایسی ویسی بات ہو تو مجھے فون کر دینا۔" میں نے کہا۔ "کوئی میرا
پوچھے تو کہہ دینا مجھے معلوم نہیں۔"

"اچھا اگر سلویا کو منتظر نہیں رکھنا چاہتے تو ابھی روانہ ہو جاؤ۔ اور ہاں
اپنے خوبصورت چہرے کی حفاظت کرنا۔ لگتا ہے۔ رات کسی نے خوب ہاتھ جمائے
ہیں۔"

۶

رات ساڑھے آٹھ بجے شراطون بلیمور ہوٹل پہنچا۔ نام رجسٹر کرانے کے بعد خادم
کے پیچھے پیچھے اپنے کمرے تک گیا نہانے دھونے اور نیا سوٹ بدلنے میں بیس منٹ صرف
ہو گئے۔ سلویا کو اگر کچھ زیادہ انتظار کی زحمت اٹھانا پڑے تو میرے لئے کسی دکھ کی بات
نہ تھی۔ شاید بائیڈ کے چہرے کی کشش نے اسے دعوت نشاط دینے پر مجبور کر دیا تھا۔ یا
پھر ٹالور کی ہیبت نے ایسا کرنے پر اکسایا تھا۔ کچھ بھی ہو۔ میں کوئی خطرہ مول لینے کے
لئے اس وقت تک آمادہ نہ ہو سکتا تھا۔ جب تک کسی بات کا یقین نہ ہو جاتا۔ بدیں

وجہ کوٹ کے نیچے ہارنس میں میگنم رکھ لیا۔ اور اس اقدام سے پیشتر میگنم چیک کر کے اپنا اطمینان کر لیا۔

اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ میگنم کا بوجھ اٹھائے پھرنا خاصا مشقت طلب کام ہے اور اگر ایک سمت قدرے جھک کر نہ چلا جائے تو گھنٹے کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ مگر میرے خیال میں یہ مشقت اٹھانا بہتر ہے۔ کیونکہ میگنم میں اتنی قوت ہے کہ ایک وحشی ہاتھی کو بھی روک کر رکھ دے۔ اور کون جانے کہ ہوڈاسٹیلینڈ ایسے مقام پر کیسے کیسے ہاتھیوں، تیندووں اور گینڈوں سے ملاقات نصیب ہو جائے۔ اور سور تو خیر یہاں بے شمار تھے۔

تو نیچے پوری طرح سج سنور کر نیچے ہوٹل کی لابی میں گیا۔ پھر سگرٹ سلگایا۔ اور سلویا ولیٹ کی تلاش میں ادھر ادھر گھومنے لگا۔ وہ بھی میری تلاش میں تھی کیونکہ جیسے ہی ایک موڑ مڑا۔ اپنی حشر سامانیوں کے ساتھ وہ میرے سامنے آ گئی۔ اس پر نظر پڑتے ہی میری نگاہوں میں قوس قزح کے سارے رنگ تیر گئے۔

ترشے ہوئے بدن پہ جچتا شوخ رنگ کا لباس، جس میں جا بجا پھول کھل کر صحن گلستان کا نظارہ پیش کر رہے تھے۔ کندھوں سے پاؤں تک سنہرے رنگ کی دو دھاریاں الگ اپنی بہار دے رہی تھیں۔ گلے کی تراش ایسی کہ دودھ دودھ اور گداز چھاتیاں نشیب تک نظر آ رہی تھیں۔ کمر بند نے دبلی پتلی کمر کو اور پتلا کر رکھا تھا اور پاؤں میں زریں رنگ کے جوتے سج رہے تھے۔

مجھے دیکھتے ہی اس کی نیلی آنکھوں میں فانوس سے جل اٹھے۔ اور لبوں پہ تازگی کی ایک نئی لہر رواں ہو گئی۔ ”ڈیئی!“ اس نے انداز تشکر سے کہا۔

”داؤ دُو“ مجھے کچھ نہ سوجھا اور میرے منہ سے یہ بے معنی کلمہ نکل گیا۔

”کیا میں اسے خراج تحسین سمجھوں؟“ وہ مسکرا دی۔

”ہاں اور اظہار محبت بھی“ میں بولا ”تو یہ سارا وقت تم تھیں جو۔۔۔“ میں ارادتاً رک گیا۔

”جو؟“ اس نے منہ کھول کر پوچھا۔

”جو میرے خوابوں میں رچی بسی رہی اور جس کی تمناؤں میں، میں شمع کی طرح پگھلتا رہا۔ مگر اب صورتحال بدل جائے گی۔“

”وہ کیسے؟“

”وہ یوں کہ میں جاگتے میں خواب دیکھنا شروع کر دوں گا“ میں بولا ”اس سے ایک تو وہ وقت بچ جائے گا۔ جو سونے میں ضائع کر دیا کرتا تھا۔ اور دوسرے میری خوراک بڑھ جائے گی اور کھا کھا کر دوبارہ ہاتھی بن جاؤں گا۔۔۔ اب کھانے کی بات آئی ہے تو چلو کہیں چل کر پیٹ بھر لیں۔ ورنہ یہیں لابی میں محبت کی عملی تصویر پیش کرنا شروع کر دوں گا۔ اور پھر لوگ تماشا کرتے ہوئے واہ واہ اور آہ آہ کرنا شروع کر دیں گے۔“

”ٹھہرو۔ مجھے یہ ساری باتیں ہضم کر لینے دو“ وہ ہنس ہنس کر دہری ہوتی ہوئی بولی۔ ”کھانا کہاں کھانے کا خیال ہے؟“

”کوئی ایسی جگہ جہاں سمندری غذا کے تھال کے تھال مل سکیں“ میں نے جواب دیا۔ ”مچھلیاں ہوں۔ کیکڑے ہوں۔ سمندری گھاس اور سلاد ہو اور۔۔۔“

”بس بس میں سمجھ گئی۔“ اس نے میری بات کاٹ دی۔ ”چلو کسی ریسٹورنٹ

میں چلتے ہیں۔ یہ کچھ زیادہ دور بھی نہیں"

"دور بھی ہو تو پروا نہیں" میں نے کہا۔ "راستے میں ایک دو الجھنیں بھی صاف ہو جائیں گی۔ مثلاً یہ کہ لباس کے نیچے تم نے کوئی زیر جامہ بھی پہن رکھا ہے یا نہیں۔ ہاں ایک اور خیال آیا ہے۔ یہاں میرے پاس ڈبل بیڈ ننگ کا روم ہے۔ کیوں نہ پہلے اوپر چل کر اس الجھن کو سلجھا لیں اور کیسٹی والوں کو فون کر دیں کہ ہفتہ بھر کی سمندری غذا ہمارے کمرے میں بھجوا دی جائے"

"ڈیڈی۔" اس کا چہرہ حیا سے ٹماٹر کی طرح سرخ ہونے لگا۔ "خدا کے لئے اتنا اونچا نہ بولو لوگ سن رہے ہیں"

"سننے دو۔ میرے باپ کا کیا جاتا ہے!"

کار میں بیٹھ کر ہم نیو پورٹ میں واقع کرسٹی ریسٹورنٹ چلے گئے۔ یہ کچھ زیادہ دور بھی نہیں تھا اور سلویا کی سفارش کے مطابق یہاں سمندری خوراک بھی بافراط اور لذیذ تھی۔ کھانا ختم کرنے کے بعد کافی منگوائی گئی اور سگریٹ سلگاتے ہوئے خیال آیا۔ یہ دنیا جنت سے زیادہ خوبصورت ہے۔ بشرطیکہ اس میں ٹالو جیسے بدباطن لوگ نہ ہوں۔

"ڈیڈی!" سلویا نے میز پر میری طرف جھکتے ہوئے کہا اور میری نگاہیں دو مدور گھاٹیوں سے پھسلتی ہوئی گہرے نشیب میں کھو گئیں۔

"چلو اچھا ہے کہ تم نے انگیہ نہیں پہن رکھی۔ مزید وضاحت کی زبانی ضرورت نہیں۔" میں نے کہا۔

"اب تھوڑی دیر کے لئے سنجیدہ ہو لو۔" اس کا چہرہ پھر گل انار بننے لگا

"اوہ!" میں نے شاک کی حالت میں کہا۔ "تو کیا یہ سمجھ رہی ہو کہ میں مذاق کر رہا ہوں"

"پلیز!" اس نے لجاجت سے کہا۔

"اچھا۔" مجھے رحم آ گیا۔ "چلو سنجیدہ ہو لیا"

"شکر گزار ہوں کہ تم نے میرے پیغام پر یہاں تک آنے کی زحمت کی" وہ بولی "مجھے یقین نہیں تھا کہ آ ؤ گے۔ البتہ ہلکی سی امید تھی۔ ہاں یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ محض میرا پیغام پا کر تم کیوں چلے آئے؟"

"میرا خیال ہے کہ یہ کوئی ایسا پیچیدہ سوال نہیں ہے۔ آنے کی وجہ جاننا ہی چاہتی ہو تو اپنے تھرکتے ہوئے جسم پر ایک نظر ڈال لو۔ ساری بات سمجھ...."

"ڈیڈی پلیز" اس نے بھنا کر سخت لہجے میں کہا۔ "تم نے وعدہ کیا ہے کہ سنجیدہ رہو گے"

اس کی ناک چند انچ اوپر اٹھ چکی تھی اور آنکھوں میں خوفناک سی چمک ابھر آئی تھی۔ یہ آثار خطرناک تھے۔ چنانچہ میں نے جلدی سے کہا۔ "اچھا اب سچ مچ سنجیدہ ہو گیا ہوں۔ قسم ایمان کی"

پلکیں جھپکا کر اور کڑی نگاہوں سے گھورنے کے بعد اس نے نیا سگریٹ سلگایا اور اعتدال پر آتے ہوئے مدھم آواز میں بولی "کل سہ پہر جب تم غائب ہو گئے تھے ہو۔ اتنے واقعات رونما ہو چکے ہیں کہ الجھ کر رہ گئی ہوں اور کسی قدر خوفزدہ بھی۔ کل تمہیں دیوانہ تصور کرتی رہی مگر آج سوچ رہی ہوں کہ تم ہی ایک عقلمند شخص ہو۔"

"کیا واقعات رونما ہوئے؟"

"یاد ہو گا، جاتے ہوئے تم نے کہا تھا۔ سویٹ ولیم کے باڑے پر ایک نظر ڈال لوں؟"

"ہاں تو کیا تم نے اس ہدایت پر عمل کیا؟"

"میں ایسا کرنے کو تھی مگر پیٹ نے روک دیا اور کہا۔ کہ وہ خود جا کر دیکھ لے گا۔ اور مجھے گھر میں رہنا چاہیئے۔ جو کچھ ہو چکا تھا۔ اس سے میں نروس ہو رہی تھی۔ چنانچہ میں اندر چلی گئی۔ کچھ دیر بعد پیٹ واپس آیا اور کہا کہ تم نے کوئی مذاق کیا ہے اور باڑے میں کچھ بھی نہیں سوائے سویٹ ولیم کے" یہ کہانی بیان کرتے ہوئے اس کے چہرے سے سراسیمگی ٹپکنے لگی۔

"پھر پیٹ نے مسٹر ہیزلٹن کو فون کر کے کلیمی اور تمہارے متعلق بتایا۔ فون سے فارغ ہونے کے بعد اس نے مجھے کہا کہ مجھے گھر میں رہنا چاہیئے۔ کیونکہ تم جیسے شرارتی شخص سے کچھ بھی بعید نہیں۔ جانے اب کیا کر گزرو۔ شاید واپس آجاؤ۔ یہ باتیں سمجھانے کے بعد وہ پھر باہر چلا گیا اور میں گھر میں بند ہو کر بیٹھ رہی۔ کلیمی کے متعلق اور آئندہ پیش آنے والے واقعات کے تصور سے میں بڑی حواس باختہ ہو رہی تھی۔"

"تقریباً ایک گھنٹے بعد کسی کار کے آنے کی آواز سنائی دی۔ اور میں نے کھڑکی میں سے جھانک کر دیکھا۔ خیال تھا کہ پیٹ کا کہنا سچ نکلا اور تم واپس آگئے ہو مگر یہ پولیس کار تھی۔ وہ پیٹ سے باتیں کرنے لگے اور پھر پیٹ انہیں سوروں کے باڑے کی طرف لے گیا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ سب گھر میں آگئے۔"

"پولیس کا انچارج سارجنٹ ڈکسن تھا۔ وہ بڑا جھلایا ہوا تھا اور اس نے

گھر میں آتے ہی ریسیور اٹھا لیا۔ اور الجھی الجھی حالت میں کسی سے باتیں کرنے لگا ساری باتیں تو سمجھ میں نہ آئیں البتہ کوئی کوئی لفظ ضرور پلے پڑتا رہا۔ اتنا جان گئی کہ وہ کسی کو ہدایت کر رہا ہے۔ کہ نیو یارک میں مقیم ہاسٹن کو چیک کیا جائے۔ اس کے بعد وہ میری طرف متوجہ ہوا اور پوچھنے لگا۔ کون ہو؟ کیا ہاسٹن کو جانتی ہو؟ میں نے بتا دیا کہ مجھے مسٹر ہیزلٹن نے ملازم رکھا ہے اور ہاسٹن کے متعلق اتنا جانتی ہوں کہ وہ مسٹر ہیزلٹن کا خاندانی وکیل ہے، البتہ اس سے ملاقات کا کبھی اتفاق نہیں ہوا۔ اس پوچھ گچھ کے بعد پولیس چلی گئی۔"

"میں نے پیٹ سے پوچھا۔ یہ کیا ماجرا ہے؟ اس نے کہا کہ تم نے اپنی مسخ فطرت کے مطابق کوئی چھچھورا مذاق کیا ہے۔ تم نے اپنا نام ہاسٹن بتا کر پولیس کو کوئی جھوٹی کہانی سنائی ہو گی اور پولیس کو ترغیب دی ہو گی کہ وہ سوروں کا باڑہ چیک کرے۔ پیٹ کی یہ باتیں میری سمجھ میں ذرا نہ آئیں۔"

"پھر آج دوپہر کھانے کے تھوڑی ہی دیر بعد وہ کلیمی کو لے کر آ گئے۔ مارتھا بھی ان کے ساتھ تھی۔"

"وہ کون؟"

"مسٹر ہاسٹن اور ایک اور شخص جس کا نام ٹالو ہے۔ جہاں تک میں قیاس کر سکی ہوں۔ وہ فارم پر غیر معینہ مدت تک قیام کریں گے۔ میں ٹالو سے بڑی خوفزدہ ہوں۔ کیا اسے جانتے ہو؟"

"کل رات پہلی ملاقات ہوئی تھی" میں نے بتایا۔ "کھلاڑی قسم کا شخص ہے اور مجھے فٹ بال سمجھ کر ٹھوکریں ہی رسید کرتا رہا۔"

"مجھے تو مسٹر ہاسٹن بھی ذرا اچھا نہیں لگا" وہ کہنے لگی۔ "وہ بڑا ہی بے حس اور
ٹھنڈے مزاج کا آدمی ہے شاید رگوں میں لہو کا ایک بھی گرم قطرہ نہیں اس کے۔
لیکن میری پریشانی کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے ڈینی کہ دونوں لڑکیاں فارم پر
قیدی بنا کر رکھی گئی ہیں اور یہ بات راز میں رکھنے کی کسی نے کوشش نہیں کی۔ اگر کوئی
لڑکی سیر کے لئے جانا چاہے تو لولا ور یا پھر ہاسٹن سائے کی طرح اس کے ساتھ لگا
رہتا ہے۔ یوں ہر لمحہ لڑکیوں کی کڑی نگرانی کی جا رہی ہے۔"
"کلیمی کا کیا حال ہے۔" میں نے سوال کیا۔
"ابتر حالت سمجھ لو۔" سلویا نے جواب دیا۔ "جیسے آئی ہے۔ یہی حالت ہے۔
اور بد سے بدتر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ میں نے ہاسٹن سے کہا کہ ڈاکٹر کو بلوا لینا
چاہئے۔ مگر اس نے میرے اس مشورے کو بےجا اضطراب قرار دیا۔ آج شام روانگی سے
پہلے کلیمی کو خواب آور دوا پلا کر بستر پر سلا آئی ہوں۔"
"اور مارتھا؟" میں نے پوچھا۔
"اس سے میں اتنی واقف نہیں۔" وہ بولی۔ "مگر وہ بھی کلیمی سے مختلف نہیں
لگتی۔ وہی غیر دوستانہ رویہ۔ وہی چڑچڑا پن اور تنہائی پسندی، اپنی ہی دنیا
میں کھوئی رہتی ہے۔ پوری سہ پہر گھوم پھر کر گزار دی اور بیٹ اس کے ساتھ
سائے کی طرح چپٹا رہا۔"
"ہوں۔ تو یہ حالات ہیں" میں بولا۔ "مگر مجھے یوں بلوانے کی کیا ضرورت
پڑ گئی تھی تمہیں؟"
"ڈینی!" دھیمی آواز میں سرگوشی کا انداز اپناتے ہوئے وہ بولی۔ "میں

بری طرح الجھ گئی ہوں۔ شاید دماغ خراب ہو گیا ہے میرا۔ مجھے یہ یقین دلا دو کہ
میرا دماغ خراب نہیں۔"
"اس کے لئے دماغی معائنہ کرنا ہو گا۔" میں نے کہا۔ "مگر اس سے بہتر یہ ہے
کہ میری تشنہ آرزؤں کے جواب میں ہاں کہہ دو اور سمجھ لو کہ پاس ہو گئی ہو۔"
"مذاق چھوڑو ڈینی۔" وہ فریادی لہجے میں بولی۔ "میری خواہش ہے کہ
ایک دفعہ آکر فارم پر کچھ دیکھ لو۔"
"وہ کیا؟"
"باڑے پر نظر ڈال لو۔" اس نے سادگی سے کہا۔
یوں گمان ہوا جیسے ایک خوبصورت اور جگمگاتی شام غارت ہو کر رہ گئی
ہو۔ دوسرا سگرٹ سلگاتے ہوئے مجھے دل ہی دل میں تاسف ہوا کہ خواہ مخواہ ڈبل
بیڈنگ والا کمرہ بک کرایا۔
"باڑہ تو میں پہلے ہی دیکھ چکا ہوں۔" میں نے آگاہ کیا۔
"نہیں۔ اب دوبارہ جائزہ لو۔ یہ جائزہ میرے لئے بڑی اہمیت کا حامل ہو گا
پلیز۔ میری درخواست رد نہ کرو اور ایک بار اور باڑا دیکھ ڈالو۔"
"اہمیت کا حامل؟ وہ کیوں؟"
"یہ بات اس وقت بتاؤں گی جب باڑے کا معائنہ کر لو گے۔ یوں تم غیر
جانبداری سے کسی نتیجے پر پہنچ سکو گے۔ باڑے کے معائنے میں زیادہ وقت صرف
نہیں ہو گا۔ اور میری ایک الجھن رفع ہو جائے گی۔"
"سوچوں گا۔ پہلے یہ بتاؤ کہ ان حالات میں تمہیں فارم سے نکلنے کی کیسے

اجازت مل گئی جبکہ ڈالور، ہاسٹن اور پیٹ نے دونوں لڑکیوں کو قیدی بنا رکھا ہے؟"

"ہفتے میں مجھے دو راتوں اور ایک دن کی چھٹی ہوا کرتی ہے" وہ بولی۔ "حسب معمول جب چھٹی کرنے لگی۔ تو وہ بڑے سرور سے دکھائی دیئے۔ جیسے میری موجودگی انہیں بادل نخواستہ گوارا تھی۔"

"فارم سے یہاں پیراویڈائس تک کیسے پہنچیں؟ کسی کار میں؟"

"فارم پر ایک پرانی سیٹشن ویگن بیکار پڑی رہتی ہے۔ اسی کو ڈرائیو کر کے یہاں آئی ہوں۔"

"باڑے کا معائنہ کرنے میں ایک قباحت ہے۔ اور وہ یہ کہ یہ بات ہاسٹن اور اس کے ساتھیوں کو گوارا نہ ہوگی۔" میں نے اپنا شبہ ظاہر کیا۔

"اگر ہم سیٹشن ویگن کافی فاصلے پر روک کر فارم پر جائیں تو انہیں ذرا علم نہ ہوگا۔ گھر کے قریب تو ہم پھٹکیں گے بھی نہیں۔ اس صورت میں انہیں کیسے پتہ چل سکتا ہے!"

"ہاں واقعی یہ بات تو ہے" میں نے کہا۔

"تو پھر چلو گے نا؟"

"خوبصورت لڑکیاں میری کمزوری ہیں اور ہمیشہ قائل کر دیا کرتی ہیں" میں نے جواب دیا۔

وہ بڑے دلکش انداز سے مسکرائی۔ "جھوٹ کہتے ہو۔ اتنی دیر ہو گئی اور تم نے ایک مرتبہ بھی نظر بھر کر مجھے نہیں دیکھا۔"

میں نے نظر بھر کر اس کی طرف دیکھا اور پھر اٹھ کر اس کے ہمراہ چل دیا۔

نیوپورٹ سے پیراویڈائس تک ہم دونوں میری کار میں آئے۔ وہاں سے سلویا نے اپنی سیٹشن ویگن ڈرائیو کی اور میں اپنی کار میں کچے دھاگے سے بندھا ہوا کھنچتا چلا گیا۔ فارم کے قریب پہنچے تو رات کے بارہ بج کر دس منٹ اوپر ہو چکے تھے۔

فارم کے گیٹ سے دو اڑھائی سو گز دور سے سلویا نے سیٹشن ویگن روک لی اور اتر کھڑی ہوئی۔ میں نے اپنی کار کو یوٹرن دی اور اس کا رخ پیراویڈائس کی طرف کر کے سڑک کنارے کھڑا کیا اور اتر گیا۔

رات خاموش تھی اور آسمان کی وسعتوں میں چاند پوری تابانیوں کے ساتھ چمک رہا تھا۔ منتظر سلویا کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے ذہن میں وسوسوں اور اندیشوں کی بوچھاڑ ہو رہی تھی۔ ممکن ہے یہ ایک ٹریپ ہو اور ڈالور نے اس نرس کو چارے کے طور استعمال کر کے مجھے جال میں پھانسنے کی تدبیر کی ہو۔ اگر واقعی ایسا ہے تو بڑی سادگی سے اس جال میں پھنسنے جا رہا تھا۔ سوروں کے باڑے میں کافی جگہ تھی، جہاں مجھے دفن کیا جا سکتا ہے۔ اس خیال کے ساتھ ہی سویٹ ولیم کے باڑے میں دفن شدہ لاش کا دھندلا سا تصور میرے ذہن میں تازہ ہو گیا۔

گیٹ میں سے گزر کر ہم گھر کی طرف قدم بڑھانے لگے۔ دور سے دو کمروں میں روشنی دکھائی دی۔ مگر میرے لئے باعث تسکین نہ بن سکی۔ گھر سے پچاس گز دوری پر سلویا مڑی اور ایک لمبا چکر کاٹتے ہوئے باڑے کا رخ کیا، جو گھر کے پیچھے کچھ دور واقع تھا۔

آخر کار ہم باڑے کے قریب جا پہنچے۔ میرے قریب کھڑی سلویا کے جسم میں کپکپاہٹیں پیدا ہو اٹھیں۔ میں نے پوچھا "ہاں۔ اب بتاؤ کیا ہے؟"

"ذرا سویٹ ولیم کے باڑے پر نظر ڈالو۔"

میں آگے بڑھا اور قریب سے ۔ ۔ ۔ سویٹ ولیم کے باڑے کو دیکھا ایک گوشے میں بچوں والی سورنی اپنے اہل و عیال کے ساتھ بڑے مزے کی نیند سو رہی تھی اور سویٹ ولیم غائب تھا۔

سلویا کے لباس کی ہلکی سی سرسراہٹ نے بتایا۔ وہ میرے قریب آ چکی ہے۔ میں نے کہا "سویٹ ولیم یہاں نہیں۔ کہاں گیا؟"

"ہاں وہ اب یہاں نہیں" سلویا نے جواب دیا۔ "وہ اب ہال دو باڑے آگے بند ہے۔"

میں نے آگے جا کر دیکھا۔ سلویا کا بیان درست تھا۔ وہ باڑے چھوڑ کر اگلے باڑے میں سویٹ ولیم موجود تھا۔ تیز اور شفاف چاندنی میں میں نے اسے صاف پہچان لیا کیونکہ وہ بھولنے والی چیز ہی نہ تھی۔

"دیکھا!" سلویا نے مدھم آواز میں کہا۔ "تمہیں سویٹ ولیم کا باڑا ٹھیک سے یاد نہیں رہا۔"

"یہ بات نہیں" میں نے جواب دیا۔ "تم نے جب سویٹ ولیم سے متعارف کرایا تو وہ اسی پہلے والے باڑے میں بند تھا۔ مجھے سو فیصد یقین ہے۔"

"شکر ہے۔ تم نے تصدیق کر دی" اس کی آواز سے بھرپور طمانیت ظاہر تھی "آج سہ پہر ادھر آئی تو سویٹ ولیم کو اس باڑے میں بند پا کر اس غلط فہمی میں پڑ گئی

کہ میرا حافظہ جواب دے رہا ہے۔ سو اسی بات کی تصدیق یا تردید کے لئے تمہیں یہاں آنے کی زحمت دی۔"

"ہوں" میں نے بے خیالی سے کہا۔

"ڈیڈی! کیا بات ہے؟" سلویا نے چونک کر پوچھا۔

"وہ شخص پیٹ ۔۔ وہ پیش بندی کرنا خوب جانتا ہے" میں نے توصیفی انداز میں کہا۔

"کیا مطلب؟"

"کل جب میں کلیمی کو لے کر جا رہا تھا تو یاد ہے میں نے تم سے آخری بات یہ کہی تھی کہ جا کر ایک نظر دیکھ لو، سویٹ ولیم کی نئی خوراک کیا ہے! یاد آیا؟"

"ہاں۔ لیکن تم نے یہ نہیں بتایا تھا کہ نئی خوراک سے تمہارا کیا مطلب ہے؟ آخر سویٹ ولیم کے باڑے میں تم نے کیا دیکھا تھا؟" اس نے سانس روک کر پوچھا۔

"کیچڑ میں کسی نے ایک لاش دفنا رکھی تھی" میں نے اندوہگین لہجے میں کہا۔ "اور میرا خیال ہے۔ یہ لاش فلپ ہیزلٹن کی تھی۔"

سلویا کے منہ سے ایک تیز اور سرسراتی ہوئی سانس خارج ہوئی۔

"پیٹ کو معلوم تھا کہ وہاں لاش ہے" میں کہنے لگا۔ "اسے یہ بھی اعتماد تھا کہ وہ تمہیں باڑے کی چیکنگ سے روک سکتا ہے۔ لیکن میرے متعلق اسے یقین تھا کہ پولیس کو اطلاع دیئے بغیر نہ رہوں گا۔ اور واقعی میں نے ایسا ہی کیا۔ اب اس نے فوری اقدام کرنا تھا اور آسان ترین اقدام یہ تھا کہ سویٹ ولیم کو کسی اور باڑے میں منتقل کر دے تاکہ اگر کوئی جانچ پڑتال کی نیت سے آئے تو اسے سویٹ ولیم کے باڑے

ہیں سے کچھ دستیاب نہ ہو سکے۔"

"ڈیڈی!" سلویا نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔ "تو گویا لاش اب بھی سویٹ ولیم کے پرانے باڑے میں دفن ہے۔ وہیں جہاں سورنی اور اس کے بچے پڑے ہیں۔"

"خیال تو یہی ہے۔" میں نے کہا۔ "اگرچہ پیٹ نے اسے دوبارہ مٹی اور کیچڑ سے ڈھانپ دیا ہوگا۔ اور اسے وقت نہ ملا ہوگا کہ وہ لاش کہیں اور منتقل کر دے۔"

"ڈیڈی!" سلویا نے میرا بازو سختی سے بھینچ لیا اور پھنسی پھنسی آواز میں کہا۔ "میرا دم گھٹ رہا ہے۔ شاید میں بے ہوش ہونے کو ہوں۔"

دور سے آتی ہوئی ایک مدھم آواز سن کر میں نے مڑ کر دیکھا۔ گھر کے پچھواڑے ایک روشنی دکھائی دی۔ مگر اگلے لمحے بجھ گئی۔ میں نے کہا۔ "گھر سے کوئی ادھر آ رہا ہے۔ چلو۔ اب یہاں سے نکل چلیں۔"

"کیا کچھ دکھائی دیا ہے؟" سلویا نے ہراساں ہو کر سرگوشی کی۔

"نہیں۔" میں نے آنکھوں پر اور دباؤ ڈالا۔

"پھر کیسے معلوم ہوا کہ کوئی ادھر آ رہا ہے؟"

"آخر اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ کوئی ادھر نہیں آئے گا؟" میں نے تلخی سے کہا۔ "کسی ایسی جگہ لے چلو۔ جہاں ہم اس چاندنی میں دکھائی نہ دے سکیں۔"

"آؤ۔ ادھر ایک کوٹھا ہے۔" سلویا نے جلدی سے کہا اور بھاگ اٹھی۔

میں بھی اس کے تعاقب میں بھاگ لیا۔ کوٹھا تقریباً سو گز دور تھا۔ اور یہ فاصلہ میں نے اس تیزی سے طے کیا گیا شدتِ جذبات سے مغلوب ہو کر کسی برہنہ حسینہ کو پکڑنے کے لیے بھاگ رہا ہوں۔

بخیر و عافیت کوٹھے تک پہنچ کر ہم اندر چلے گئے اور دروازہ بند کر کے بیرونی آوازوں کی طرف کان لگا لیے۔ سلویا کے ہانپنے اور تیز سانسوں کی آواز پیچھے سے سنائی دے رہی تھی۔ میرے اپنے پھیپھڑے بھی بلند آہنگ احتجاج کر رہے تھے مگر اور کوئی آواز نہ سنائی دی۔

ایک منٹ کے بعد سلویا نے میرے کان میں سرگوشی کی: "ممکن ہے وہ گھر واپس چلا گیا ہو؟"

"ممکن ہے۔" میں نے کہا۔ "مگر کچھ دیر رک کر پورا اطمینان کر لینا چاہیے۔"

رینگتے گھسٹتے دو منٹ اور گزر گئے۔ پھر سلویا کے دانتوں سے الجھتی ہوئی مدھم آواز سنائی دی۔ "مجھے سردی لگ رہی ہے۔ کیا اب چل دیں؟"

"تھوڑی دیر اور۔" میں نے جواب دیا اور معاً ایسی آہٹ سنائی دی جیسے کسی کا جوتا پتھر سے ٹھوکر کھائے۔ میں نے ایک انچ کے قریب دروازہ کھولا اور جھری میں سے جھانک کر دیکھا۔ باہر چاندنی میں تقریباً پچاس گز دور ایک شخص کا خاکہ کوٹھے کی سمت بڑھتا آ رہا تھا۔

"وہ اسی طرف آ رہا ہے۔" میں نے ہولے سے کہا۔ "ایک طرف ہو جاؤ بلکہ اس کونے میں چلی جاؤ۔"

"تم کیا کرنا چاہتے ہو؟" اس نے تشویش سے پوچھا۔

"جیسے ہی وہ دروازے میں داخل ہوگا۔ دھر لوں گا۔" میں نے بتایا۔

"کچھ دیر اور کیوں نہ چھپے رہیں!"

"کہاں؟ وہ سیدھا ادھر ہی آ رہا ہے۔"

"اس سوکھی گھاس کے ڈھیر ہیں۔ وہ اوپر آکر شاید نہ دیکھے۔"

"یہی تو ٹھیک ہو۔" میں نے تائید کی۔ "اگر اسے مار گرایا۔ تو باقی لوگ اس کی طویل غیر حاضری پر چونک اٹھیں گے۔ سڑک یہاں سے خاصی دور ہے۔ اس صورت میں وہاں تک پہنچنا دشوار ہو جائے گا۔"

کوٹھے کے فرش پر اس کے پیچھے چلتا ہوا چوبی سیڑھی تک گیا اور پھر جلدی جلدی ہم دونوں سیڑھی چڑھ کر خشک گھاس کی چوٹی پر جا چھپے۔ ہم منہ کے بل لیٹے ہوئے تھے اور نگاہیں کوٹھے کے دروازے کی نگرانی میں مصروف تھیں۔ احتیاطاً میں نے ہارلس میں سے میگنم نکال کر ہاتھ میں تھام لیا تھا تاکہ بوقت ضرورت آسانی رہے۔

دروازہ بلند آہنگ "چوں ں ں" کے ساتھ کھلا اور اگلے لمحے فلیش لائٹ کوٹھے کے فرش پر ناچنے اور بکھرنے لگی۔ پھر فلیش لائٹ کی روشنی ادھر ادھر کونوں میں، ٹریکٹر پر اور فصل کاٹنے والی مشین پر پھینکتے ہوئے وہ پوری احتیاط کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ انداز سے سپیٹ جان پڑتا تھا۔ ہر گزرتے لمحے کے ساتھ سلویا کی انگلیاں میرے بازو میں پیوست ہوتی جا رہی تھیں۔ ہم لوگوں نے سانس روک رکھے تھے۔ تین منٹ تک وہ فلیش لائٹ کو ادھر ادھر رقص دیتا رہا۔ اور پھر مطمئن ہو کر کوٹھے سے نکل گیا۔ یہی نہیں جاتے وقت زور سے دروازہ بھی بند کر گیا۔

ہم ہمہ تن گوش بن کر سنتے رہے۔ اس کے قدموں کی چاپ مدہم ہونے کے بعد غائب ہوئی تو سلویا نے ایک طویل سانس لی اور بولی: "بے ہوش ہوتے ہوتے

بچی ہوں۔ یہی حالت رہی تو جلد ہی مجھے ایک نرس کی ضرورت پڑ جائے گی۔"

"دس منٹ تک اور انتظار کرنا بہتر ہوگا۔" میں نے مشورہ دیا۔ "بڑی گہری چھان بین کرتا رہا ہے۔ اور اپنی تسلی کر کے گیا ہے کہ یہاں کوئی غیر مطلوب شے موجود نہیں۔"

"ممکن ہے۔ روزمرہ کی چیکنگ کر رہا ہو۔" وہ بولی۔ "اگر انہیں خدشہ ہے کہ کوئی اور آ کر لاش کو نہ ڈھونڈ نکالے تو روزمرہ کی چیکنگ ضروری ہو جاتی ہے۔"

"ہاں یہی تو ٹھیک ہو۔" میں نے سوچتے ہوئے کہا۔ "اگر اس نے کل سے ہمیں دیکھا ہوتا تو اتنی آسانی سے مطمئن ہو کر نہ جاتا۔ بلکہ یہاں تک بھی آتا۔"

"میرا خیال ہے۔ پوری تسلی کر لینے کے بعد ہمیں یہاں سے نکلنا چاہیے۔" اس کی آواز میں جذبات کی خفیف سی لرزش عود کر آئی تھی۔

"بڑا نیک خیال ہے۔" میں نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ "کہیں اور جانے کی مجھے بھی ایسی کوئی جلدی نہیں۔"

اتنی دیر میں میری آنکھیں کوٹھے کی تاریکی میں دیکھنے کی عادی ہو چکی تھیں اور ایک کھلی کھڑکی سے در آنے والی چاند کی کرنوں میں چیزوں کے مدھم مدھم خاکے صاف دکھائی دینے لگے تھے۔ کروٹ بدل کر سیدھا ہوتے وقت میں نے سگرٹ سلگانے کی سوچی۔ مگر سوکھی گھاس کا خیال کر کے اس خواہش کو دبانا پڑا۔

"ڈیئی!" سلویا کی گھٹی گھٹی سی آواز آئی۔

"ہاں۔" میں نے اس کی طرف منہ موڑ لیا۔

"گھاس تو کافی گرم اور حرارت بخش ہے۔" اس کی آواز نمایاں طور پر کانپ رہی تھی۔

"اس میں کیا شک ہے!" میں نے کہا۔

"محض میرے بلاوے پر اتنی دور آکر تم نے بڑی جرأت کا ثبوت دیا ہے۔" وہ کہتی گئی: "پھر محض میری فرمائش پر یہاں آکر تم نے اور بھی دلیری دکھائی ہے۔"

"دراصل میرا خمیر پرانے زمانے کے نائیٹوں کی راکھ سے اٹھا ہے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "جانتی ہو۔ وہ لوگ فوراً اس مقام پر پہنچ جاتے تھے۔ جہاں کوئی حسینہ مصیبت میں مبتلا ہوتی۔"

"بہت خوب۔" وہ چہکی۔

"پھر وہ مصیبت زدہ حسینہ کو نجات دلاتے تھے۔ اور جب حسینہ شکریہ ادا کرتی تو وہ ہتھیار ایک طرف رکھ کر حسینہ سے اظہار محبت کرنے لگتے تھے۔" میں بتا رہا تھا۔ "اب کیا بتاؤں، یوں اظہار محبت میں کیا لطف پنہاں ہوتا ہے۔"

"رمز و کنایہ میں بات کرتے ہو۔" وہ خوشدلی سے بولی۔ "مگر میں خوب سمجھ رہی ہوں۔ حسینہ کی طرف سے شکریہ ادا کرنے سے تمہاری کیا مراد ہے؟"

"بھئی سوال خودی کا ہے۔" میں نے وضاحت کی: "کچھ لڑکیاں ہتھیار ڈالنے سے پہلے جد و جہد اور زور آزمائی کو ضروری تصور کرتی ہیں۔ بالکل ویسے ہی جیسے کہ رنگ میں جانے سے پہلے کوئی باکسر مشق کے طور پر چند مکے آزماتا ہے۔ ایسی لڑکیوں کو زیر کرنا ایک نائٹ کی شان کے خلاف ہوتا ہے اور یہ تو پہلے بتا چکا ہوں کہ میرا خمیر پرانے زمانے کے نائیٹوں سے اٹھا ہے"

وہ اچانک اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور لباس سے چپٹے ہوئے تنکے الگ کرنے لگی۔ کوٹھے کے روشندان سے وارد ہونے والی چاندنی کی ایک لکیر اس کے شانوں سے گھٹنوں تک کو روشن کر رہی تھی۔ پاؤں اور سر تاریکی میں تھے۔ وہ بولی۔ "اچھا دیکھتی ہوں میرا نائٹ کہاں تک اپنی خودی برقرار رکھتا ہے!" یہ کہہ کر وہ بٹن کھولنے لگی۔

اور اگلے لمحے اس کے لباس کا بالائی حصہ گھاس پر ڈھیر ہو چکا تھا۔ میرا منہ خشک ہونے لگا اور آنکھیں جگمگانے لگیں۔ پھر اس نے لباس کا زیریں حصہ بھی اتار پھینکا۔ اور سفید زیر جامے کے سوا کوئی کپڑا اس کے جسم پر نہ رہا۔ سفید متحرک چھاتیاں لہروں کی طرح ہچکولے کھا رہی تھیں اور ادھر میرا دل اچھل کر میرے حلق میں پھنستا محسوس ہونے لگا تھا۔ چاندنی میں اس کا متناسب اور گدرایا ہوا جسم دیکھ کر میرے دل میں شہوانی خیالات کا سمندر موجزن ہو گیا۔

چند لمحوں تک صبر آزما انداز سے گھورنے کے بعد وہ گھٹنوں کے بل جھکی اور میرے ہاتھ سے ہیلمٹ لے کر اپنے لباس پر پھینکتے ہوئے بولی۔ "لو، تمہارا ہتھیار بھی ایک طرف رکھ دیا۔"

پھر وہ سیدھی میرے اوپر آ گری اور کھیل شروع کرنے کے انداز میں اپنے رسیلے لب میرے ہونٹوں پر جما دیئے۔ اب کیسا نائٹ اور کہاں کی خودی والا معاملہ ہو چکا تھا۔ میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے اور قریب کر لیا اور میرے ہاتھ سرک کر زیر جامے کے بند کھولنے لگے۔ کسی خزاں گزیدہ پتے کی طرح اس کا جسم زور سے کانپا اور لبوں نے میرے دہن کے نامعلوم گوشوں کی دریافت کا بیڑا اٹھایا میرے ہاتھ بھی انجانی گھاٹیوں اور وادیوں کا حسن اور نرماہٹیں ٹٹولنے لگے۔

تھا کہیں دور رات کے اندھیرے میں کوئی جانور لیوں چیخا جیسے فتح کامرانی کا نعرہ بلند کر رہا ہو۔"

۷

گھڑی میں وقت دیکھا ۔ دو بجکر پانچ منٹ ہو چکے تھے۔ چاندنی نے سارے خطے کو کرنوں سے منور کر رکھا تھا اور ہوا کچھ اور بوجھل ہو چکی تھی۔ سلو یا سٹیشن ویگن کے قریب متذبذب حالت میں کھڑی تھی۔ اس کی کپکپاہٹیں اور لرزشیں اب مفقود تھیں۔ رکتے رکتے بولی۔ "ڈیڈی پیارے۔ اب جبکہ سویٹ ولیم کے باڑے اور اس میں دفن شدہ لاش کا حال معلوم ہو چکا ہے! اندر جاتے ہوئے جی ڈر رہا ہے!"

"جان من۔ تمہیں واپس جانا ہی ہوگا۔" میں نے سمجھایا۔ "اور نہیں تو لڑکیوں کی خاطر ہی سہی۔ اگر واپس نہ گئیں تو ٹالو اور دوسرے مشتبہ ہو جائیں گے اور ممکن ہے۔ لڑکیوں کے درپے آزار ہو جائیں۔ اس لئے تمہارا واپس جانا بے حد ضروری ہے۔"

"لاش کے متعلق اب کیا کرنے کا ارادہ ہے؟" اس نے سوال کیا۔ "کیا یہ یونہی گلتی

سڑتی رہے گی؟"

"پہلی مرتبہ پولیس لاش ڈھونڈنے میں ناکام رہی۔ اور اس اطلاع کو ایک ذلیل مذاق تصور کیا۔" میں نے کہا۔ "اب اگر دوسری مرتبہ اطلاع دوں کہ باڑے میں لاش دبائی گئی ہے تو ممکن ہے وہ میرے ہی خلاف کارروائی کر گزریں اور مجھے پکڑ کر اندر کر دیں۔"

"پھر بھی کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہوگا۔"

"یہ تو لازمی ہے۔ اوکھلی میں سر دیا ہے تو موسلوں سے کیا ڈر! تم لڑیں کرو! واپس جا کر یہی ظاہر کرو کہ جیسے تمہیں کچھ بھی معلوم نہیں۔ میں دن میں کسی وقت یہ سوچ کر آؤں گا کہ اگلا اقدام کیا ہونا چاہیئے۔ پریشان نہ ہونا جانی۔"

"اچھا ڈیڈی۔" پھیکی پھیکی سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر تیر گئی۔ "جیسے تمہاری مرضی اور ہاں اگر میرا نائٹ ہتھیار ہٹ۔ حالت میں رخصتی بوسہ دینا چاہیے۔ تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔"

میں نے پانچ منٹ کا طویل رخصتی بوسہ دیا اور اپنے شوریدہ سر جذبات پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے اپنی کار میں جا بیٹھا۔ سگریٹ سلگایا اور طویل کش لگاتے ہوئے سلویا کی سٹیشن ویگن کو فارم ہاؤس کی سڑک پر مڑتے ہوئے دیکھتا رہا۔ ارادہ تھا آدھے گھنٹے میں ہوٹل پہنچ کر آرام دہ بستر پر مزے کی نیند سوؤں گا۔ یہ بڑا خوش کن اور مسرت انگیز خیال تھا چنانچہ سٹیشن ویگن کے نگاہوں سے اوجھل ہوتے ہی اگنیشن کی طرف ہاتھ بڑھایا کہ ایک گن کی ٹھنڈی سرد نال گردن کے عقبی حصے کو چھونے لگی۔ اور کانوں میں پھنکارتی ہوئی آواز گونج اٹھی۔ "کافی مصروف

وقت گذار چکے ہو بائیڈ اس لئے اب آرام سے بیٹھے رہو۔ ملنے جلنے یا جدوجہد کی کوشش نہ کرنا ورنہ میری انگلی میں پہلے ہی زوروں کی خارش چھڑی ہوئی ہے۔"

"تم اپنی ایک انگلی کو رو رہے ہو۔ یہاں پورے بدن میں خارش سے لرزہ طاری ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"انگلی پہ مجھے نہیں بلکہ تمہیں رونا چاہیئے۔" ٹالور نے بڑے سکون سے کہا اس کے بعد اس کے دوسرے آزاد ہاتھ نے بڑھ کر ہارنس میں سے میرا اسٹیم لپیٹ لیا۔ یہ احتیاطی پیش بندی تھی۔

"ہولس" وہ طنزیہ انداز میں بولا۔ "کس قسم کے دلیا اور جہنم کر رکھے ہیں؟"

"اگر اسی طرح تمہارے حوالے کرتا رہا۔ تو جلد ہی تلاشی ہو کر رہ جاؤں گا۔" میں نے کہا۔ "کیسے کار کی پچھلی سیٹ پر چھپے ہوئے تھے؟"

"تیس منٹ ہو گئے ہوں گے یا کچھ زیادہ" وہ بولا۔ "فرش پہ لیٹے لیٹے اکتا چلا تھا۔ بڑی دیر لگائی تم نے نرس کے ساتھ لنچ کول کرتے!"

"تمہیں بھی کول کرنا ہو تو تمہاری خاطر بڑا پنج اس پر بھی چل دوں گا۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "ویسے نرس بڑی اچھی لڑکی ہے۔"

"ہاں تمہاری تسکین جو کر دی تو اچھی ہی ہوئی۔" وہ چمکاتے ہوئے بولا۔ "تمہارا کانٹا راستے سے ہٹانے کے بعد اس کی اچھائیاں تلاش کرنے کی کوشش کروں گا۔"

ٹیلیویژن ڈراموں میں بولے جانے والے مکالمات جیسا ایک مکالمہ تھا اور میرے لئے قطعی بے اثر چنانچہ میں خاموش رہا۔

"بائیڈ۔ تم وہ بھوت ہو جو باتوں سے نہیں بلکہ لاتوں سے مانتا ہے۔" چند سیکنڈ خاموش رہنے کے بعد اس نے کہا۔ "آخری مرتبہ خبردار کیا تھا کہ ہیزلٹن کی فیملی سے واسطہ چھوڑ دو۔ مگر تم نے اس تنبیہ کو اس کان سے سن کر اس کان سے اڑا دیا۔ اب تمہاری حرکتیں پریشان کن ہوتی جا رہی ہیں۔"

"دیکھو!" میں نے خستہ لہجے میں کہا۔ "رات بہت جا چکی ہے اور تھکن سے چور ہو رہا ہوں۔ یہ بھی جانتا ہوں کہ تم کس قماش کے آدمی ہو۔ اس لئے یہ دھونس جمانے والے ڈائیلاگ بند کرو۔ اور یہ بتاؤ کہ اب کیا ارادہ ہے؟ دوبارہ پٹائی کرنا چاہتے ہو؟"

"تمہارا پتہ کاٹنے کو ہوں بائیڈ۔" اس نے سکون سے کہا اور مجھے خیال آیا کہ اس شخص کو محض لفظوں سے اشتعال نہیں دلایا جا سکتا۔ میں بولا۔ "پھر وہی گھسے پٹے مکالمے۔ پتہ کاٹنے کو کیا مطلب ہے؟ مجھے تاش سمجھ رہے ہو یا کوئی درخت کہ میرا پتہ کاٹ لو گے۔"

"وقت آنے پر سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔" وہ بولا۔ "یوں سمجھو کہ تمہارے دن گنے جا چکے ہیں۔ اب تمہارا نام اموات کی اس فہرست میں آ جائے گا۔ جسے کوئی پڑھنا گوارا نہیں کرتا۔"

"شکر ہے ابھی تک دائمی نیند کی اصطلاح تمہارے کوڑھ مغز میں نہیں آئی۔" میں نے طنزاً کہا۔

"اب میرے مہمان بن کر میزبانی کا شرف حاصل کرنے دو۔" وہ بولا۔ "گاڑی چلاؤ اور کام ختم ہوتے ہی میری مدد کرو۔"

"اپنے جاسوسی کے لائسنس پہ نہ بھولے رہنا۔" میں بولا۔ "کم از کم چھ شہادتوں کی موجودگی میں اگر اپنی مدافعت کرتے ہوئے کسی کو ہلاک کر دو تو بچ سکتے ہو۔ بصورت

دیگر اپنے آپ کو قتل کے الزام سے ہرگز نہ بچا سکو گے۔"

"موٹر چلاؤ۔" ریوالور کی نال ترغیب وہ انداز میں میری گردن میں کھبو دی گئی "ورنہ یہیں ڈھیر کر دوں گا۔"

"ایک بات تو بتاؤ۔" میں نے لاپرواہی سے کہا۔ "تشدد کی ضرورت نہیں۔ مگر تم شاید تشدد کے مفہوم سے ناآشنا ہو۔ بہرحال ہم دونوں کا ذریعہ معاش ایک ہے۔ مجھے اب تک کوئی ایسا موکل نہیں ملا، جو اتنی وافر رقم دے سکے کہ کسی کے قتل پر آمادہ ہو جاؤ۔ تم کو بھی ملا ہوگا۔ یہ بتاؤ کہ پھر آخر کیوں ایک شخص کے خون سے ہاتھ رنگنے پر اتر آئے ہو؟ اگر محض خوفزدہ کرنا چاہتے ہو تو چلو میں خوفزدہ ہوں۔ تب؟"

"موٹر سٹارٹ کرو۔ اور چلتے رہو ورنہ بے ہوش کر کے خود گاڑی ڈرائیو کرنے لگوں گا۔ بتاؤ۔ کون سا طریقہ پسند ہے؟"

میں نے موٹر سٹارٹ کی اور سڑک پر لے آیا۔ کار کا رخ پیراڈیڈلس کی طرف تھا۔ تائیدی انداز میں سر ہلا کر اس نے کہا۔ "ٹھیک ہے چلتے رہو اور سارا معاملہ بڑی صفائی سے نپٹا جائے گا۔"

"کار کردگی میں صفائی مجھے خود بہت پسند ہے۔" میں نے تبصرہ کیا۔ "اگرچہ دیکھ رہا ہوں کہ تمہیں روح کی صفائی کی شدید ضرورت ہے۔"

"بکواس بند کرو اور خاموشی سے گاڑی ہانکتے جاؤ۔"

"اگر چپ ہو گیا ہے۔ تو سفر اچھا کٹتا ہے۔" میں نے مسکرا کر کہا "ویسے اگر سگرٹ سلگا لوں تو گھبرا تو نہیں جاؤ گے۔ سفر کاٹنے کے لئے سگرٹ نوشی بھی مفید ہو سکتی ہے۔"

"میں کبھی نہیں گھبراتا، البتہ میری انگلی گھبرا کر کبھی کبھار حرکت میں آ جاتی ہے اگر احتیاط سے سگرٹ سلگا لو تو ٹرائیگر پر رکھی ہوئی انگلی ذرا نہ گھبرائے گی۔"

میں نے آہستہ آہستہ جیب سے پیکٹ نکالا۔ اور ایک سگرٹ منہ میں لے لیا۔ پھر اسے ڈیش بورڈ میں رکھے ہوئے لائیٹر سے روشن کیا۔ "آخر ہم جا کہاں رہے ہیں؟ بتاؤ گے یا یہ بات اپنے اور کار کے پہیوں کے درمیان راز بنا کر رکھو گے؟"

"بس تم چلتے جاؤ۔" وہ بولا اور پھر موضوع بدل دیا۔ "فارم ہاؤس پر نرس کے ساتھ اتنا وقت کس مقام پر بسر کیا؟"

"کوٹھے میں۔"

"بکواس کرتے ہو۔ پیٹ کو ٹھا چیک کر آیا تھا۔" وہ غرا کر بولا۔ "پھر کوشش کرو۔"

"پیٹ نے کوٹھا ضرور چیک کیا مگر گھاس کا ڈھیر دیکھنے کی زحمت نہ کی۔" میں نے جواب دیا۔

"ہوں۔" وہ ہنستے ہوئے بولا۔ "میرا خیال ہے۔ گھاس کے ڈھیر پر وقت بڑا مسرور کن گذرا ہوگا۔ اور تم نے کوئی عجلت نہ کی ہوگی۔"

"میں کبھی عجلت سے کام نہیں لیتا۔ چاہو تو آزما لو۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا؟"

"بکو مت۔ تمہارا مذاق سن سن کر تنگ آ گیا ہوں۔" وہ ناگواری سے بولا۔ "اس لڑکی ولیٹ سے کیسے ملاقات ہوئی؟"

"کیا بیکار کا سوال ہے۔" میں نے کہا۔ "ہوٹل میں قیام کے بعد ایک جام نوش کرنے لابی میں گیا اور وہاں وہ نظر آ گئی۔ بس وہیں سے ملاقات میں استواری آ گئی۔"

"اس سے بہتر بہانہ نہیں بنا سکتے۔" اس نے رکھائی سے پوچھا۔ "پھر کوشش

کرو۔"

"یہ حقیقت ہے" میں نے سمجھایا۔ "اگر اسے فارم کے واقعات کا علم ہوتا، تو کیا خیال ہے۔ وہ واپس فارم پر جانا گوارا کر لیتی؟ یا شاید اسے علم ہو؟ اور تم لوگوں نے پھانسنے کے لئے اسے چارے کے طور پر استعمال کیا ہو!"

گاڑی پراویڈنس کے مضافات میں پہنچ چکی تھی۔ میں نے گیس پیڈل پر پاؤں کا دباؤ ہلکا کرتے ہوئے پوچھا۔ "پراویڈنس آ گیا۔ اب کیا حکم ہے میری سرکار کا؟"

"ہوں" وہ کسی قدر حیران سا ہو گیا۔ "ٹھیک ہے۔ گاڑی موڑ لو اور واپس چلو"

"کیا کہہ رہے ہو؟" میں نے چین بجبیں ہو کر پوچھا۔

"میں بے خوابی کا مریض ہوں اور رات کے وقت گاڑی میں سفر کرنے کے بعد گہری نیند آ جاتی ہے"

میں نے کار آہستہ کر کے یوٹرن لی اور گاڑی کو پھر اسی سڑک پر ڈال دیا۔ جس پر آ رہے تھے۔ لیا اور کی گن ابھی تک گردن کے پچھلے حصے پر ٹکی ہوئی تھی۔ دس منٹ تک خاموشی سے ڈرائیو کرتے ہوئے مسلسل سوچتا رہا۔ آخر اس سفر کا کیا مقصد ہے؟ مگر کوئی مقصد واضح نہ ہو سکا۔ بالآخر مغز پچی چھوڑ کر اس سے پوچھا۔ "اس سارے معاملے میں کہاں تک ملوث ہو؟"

"تم سے زیادہ" اس نے مختصر سا جواب دیا۔

"یہ خبر ہے کہ ایک شخص قتل ہو چکا ہے؟" میں نے پوچھا۔ "تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ کس خطرناک دلدل میں پاؤں رکھ رہے ہو! مقتول کی لاش اس وقت بھی سوروں کے ایک باڑے میں دفن ہے۔"

"غلط کہہ رہے ہو۔" اس نے بلا تامل کہا۔ "لاش پہلے وہاں تھی۔ مگر اب وہاں سے منتقل کی جا چکی ہے"

"میرا خیال ہے۔ سنگ سنگ جیل میں پندرہ بیس سال گزارنے کے بدلے تمہیں کافی معقول رقم دی گئی ہے!"

"ہاں کافی معقول رقم۔" اس نے اقرار کیا۔ "پچھلے دس سال سے میں کسی ایسے ہی موقع کی تاک میں تھا یارڈ اور آخر یہ چانس مل گیا۔ مگر سنگ سنگ جانے کا کوئی امکان نہیں"

"اکثر جرائم پیشہ لوگ یہی کہتے ہیں"

"دس سال تک جن مصائب سے دوچار رہا ہوں، میرا ہی جی جانتا ہے" وہ اپنی رو میں کہتا گیا۔ "ایک چھوٹا سا دفتر جس میں شاذ ہی کوئی مؤکل وارد ہوتا تھا عسرت و فلاکت کی وجہ سے کھانے پینے ہر شے کی تنگی۔ کسی خوش نصیب ہفتے میں زیادہ سے زیادہ دو سو ڈالر کما لیتا ورنہ اکثر کرایہ ادا کرنے کے لئے بھی ترستا رہتا۔ پھر پردہ غیب سے یہ زریں موقع نمودار ہوا اور دن پھرنے کے آثار نظر آئے۔ اب یہ معاملہ اختتام پر پہنچنے کو ہے اور پھر۔۔۔ دولت ہوگی میرے پاس اور حسب منشاء زندگی بسر کر سکوں گا۔ یہ ہے صورتحال یارڈ۔ اب اگر لاشوں سے نپٹنا پڑتا ہے۔ تو کیوں پروا کروں۔"

"بڑا افسوس ہوا تمہارے حالات زندگی سن کر" میں نے جواب دیا۔ "اور یہ امر بھی باعث افسوس ہے کہ تم اب تک بقید حیات ہو۔"

ہم فارم ہاؤس کے گیٹ پر پہنچ چکے تھے۔ وہ بولا۔ "گاڑی گیٹ کے اندر لے

چلو۔ آدھا راستہ طے کرنے کے بعد گاڑی کا انجن بند کر دینا اور اسے لڑھکنے دینا یہاں تک کہ خود بخود رک جائے۔ پھر ہیڈ لائیٹس بھی بجھا دینا۔"

اس کے کہنے پر میں نے حرف بہ حرف عمل کیا۔ انجن بند کرنے کے بعد بھی ڈھلوان کی وجہ سے گاڑی پچاس گز آگے تک چلی گئی۔ اب اس نے ایک اور حکم دیا۔ "ٹھیک ہے اب سیٹ پر لیٹ جاؤ۔"

"کیوں؟ وہ کیوں؟"

"مجھے سختی کرنے پر مجبور نہ کرو۔"

اس نے اس انداز سے کہا کہ میں جان گیا کہ یہ خالی خولی دھمکی نہیں، چنانچہ اگلی سیٹ پر دراز ہو گیا۔ تقریباً ایک منٹ بعد گاڑی کی ڈکی کھلنے کی آواز سنائی دی پھر چند جھٹکے اور کراہیں سنائی دیئے اور ڈکی کا ڈھکنا بند ہو گیا۔ کار کا کوئی دروازہ کھلنے کی آواز نہ آئی تھی گویا ٹالبور کار ہی میں بیٹھا رہا تھا۔ اور ڈکی کسی اور نے کھولی تھی۔

"لو اب سیدھے ہو کر بیٹھ جاؤ۔" ٹالبور نے ایک اور حکم چلایا۔ "بتیاں جلائے بغیر کار کا رخ موڑ کر گیٹ کی طرف کر دو۔" گردن پر اچانک نال کا دباؤ شدید ہو گیا "جلدی کرو یار میری نیند کا وقت ضائع ہو رہا ہے۔"

قہر درویش بر جان درویش کے مصداق ان احکامات کی بھی تعمیل کرنا پڑی۔ کار کو یو ٹرن دے کر اس کا رخ گیٹ کی طرف کر دیا۔ کار کا پچھلا دروازہ کھلا اور اگلے ——— لمحے ٹالبور اتر کر ریوالور تانے کھڑکی کے قریب آ کھڑا ہوا۔ "سواری مہیا کرنے کے لئے شکریہ پال۔ اب میں گہری نیند سو سکوں گا۔"

"وہ تو ٹھیک ہے۔ مگر میں اب کیا کروں؟ تمہیں لوری دوں؟" میں نے پوچھا

"جو جی چاہے کرو پال۔" اس نے فراخدلی سے کہا۔ "چاہو تو نیویارک چلے جاؤ یا کیلیفورنیا اور چاہو تو جہنم کا رخ کر لو۔ مجھے کوئی پرواہ نہیں۔"

"عجیب کھامڑ آدمی ہو۔" میں نے کہا۔ "خواہ مخواہ میرا وقت اور گیس کے پیسے ضائع کئے۔"

"جیسے کو تیسا۔" وہ ہنس کر بولا۔ "اسے بھی ویسا ہی مذاق سمجھ لو جیسا یہاں لا کر تم نے اس دن ہوٹل کی لابی میں ہم سے کیا —— اچھا اب روانہ ہو جاؤ۔ میں ساری رات یہاں کھڑا نہیں رہ سکتا۔"

"جا رہا ہوں۔" میں نے کہا...... "ایک سگریٹ جلا لوں۔"

"اوہ! کیا مصیبت ہے۔ ایک ہاتھ سے گاڑی چلاتے ہوئے دوسرے سے سگریٹ نہیں جلا سکتے؟"

"بس پانچ سیکنڈ لگیں گے۔" میں نے پورے صبر و سکون کے ساتھ کہا اور پھر آہستہ آہستہ جیب سے پیکٹ نکالا۔ پیکٹ میں سے سگریٹ نکالتے ہوئے میری حرکات اور بھی آہستہ ہو گئیں۔ دراصل مجھے ٹالبور کی نادانی پر تاؤ آ رہا تھا۔ کم بخت نے اپنی طرح مجھے بھی احمق سمجھ رکھا تھا۔ جیسے میں ان کے ارادوں اور کارروائی سے ناواقف ہوں۔

دراصل کار میں پراویڈنس تک سفر کر کے ٹالبور کا مقصد سلویا کو گھر کے اندر جانے کا وقت دینا تھا۔ اسی دوران وہ بالٹے میں سے لاش نکال لائے اور

جب ہم واپس آئے تو ان میں سے کسی نے لاش کار کی ڈگی میں لاد دی۔ اب ٹالور یہ سر پہ کھڑا میری روانگی کا منتظر تھا کہ جیسے ہی کار کو حرکت میں لاؤں، وہ احتیاط سے مجھے شوٹ کر دے۔ پھر پولیس کو بلوا کر شتر آ بیان دے دیا جائے کہ کار کی آواز سن کر وہ لوگ گھر سے باہر آئے اور یہ کار فرار ہوتے دیکھی۔ کار روکنے کے لئے انہوں نے گولی چلائی اور اتفاق سے گولی مجھے لگ گئی۔

پولیس کو گہری تفتیش کی زحمت سے بچانے کے لئے پاٹرے کی تازہ کھدی ہوئی زمین اور کار کی ڈگی میں رکھی ہوئی لاش موجود تھی۔ نیویارک، کیلیفورنیا یا پھر جہنم میں جانے کی اجازت دینا اس بات کا واضح ثبوت تھا کہ کار کو حرکت میں لاتے ہی ٹالور مجھے گولی مار دے گا۔

سگریٹ سلگا کر میں نے ایک گہرا کش لگایا۔

"اب چل دو بھی دوا اور اپنا یہ منحوس چہرہ لے کر دفع ہو جاؤ۔ کہیں میں اپنا ارادہ نہ بدل لوں۔" ٹالور نے بے صبری دکھائی۔

دیا سلائی کھڑکی سے باہر پھینک کر میں نے کار کا انجن آن کر دیا۔ ٹالور نے حقارت سے کہا۔ "الوداع گھامڑ آدمی؟"

میں نے پھرتی سے آگے کی بجائے کار کو ریورس گیر میں تیزی سے حرکت دی۔ اور ہیڈ لائیٹس کو مکمل طور پر روشن کر دیا۔ کار اڑتی ہوئی پچاس فٹ پیچھے کی طرف چلی گئی۔ یہ اقدام اس کے وہم و گمان میں بھی تھا۔ میں نے بریک لگائی اور پھر تیزی سے کار کو آگے بڑھایا۔

کار کی ہیڈ لائیٹس میں ٹالور بھونچکا ہو کر کھڑا دکھائی دے رہا تھا۔ وہ ابھی تک سنبھل نہ سکا تھا۔ اور اس کے سنبھلنے سے پہلے میں نے اسے جا لینا تھا۔ کار طوفانی رفتار سے اس کی طرف بڑھی۔ چکا چوند کر دینے والی روشنی سے بچنے کے لئے اس نے ایک ہاتھ اپنی آنکھوں پر رکھا اور ریوالور والے ہاتھ کو قوسیں حرکت دی۔

میں نے گیس پیڈل پر پاؤں کا دباؤ اور بڑھا دیا۔ میں اسے گولی داغنے کی مہلت نہ دے سکتا تھا۔ ایک طویل سیکنڈ تک یہی توقع رہی کہ اب گولی چلی اور اب ونڈ شیلڈ کے پرخچے اڑے۔

لیکن اسے گولی چلانے کا وقت ہی نہ مل سکا۔ تصادم سے ایک لمحہ پہلے اس کی باریک سی چیخ بلند ہوئی اور پھر کار سے ٹکرا کر وہ ہوا میں اچھلتا دکھائی دیا۔ میں نے کار روک کر تیزی سے اسے موڑا اور اس کا رخ فارم ہاؤس کی طرف کر کے بتیاں روشن رہنے دیں۔ پھر انجن چلتا چھوڑ کر جلدی سے نیچے اترا۔

تقریباً چالیس فٹ دور ایک بے جان اور بھدا سا ڈھیر پڑا تھا۔ انہی لمحات میں کچھ فاصلے پر ایک سایہ ہیڈ لائیٹس کی رینج سے اندھیرے کی طرف بھاگتا دکھائی دیا۔ میں بھاگ کر بے جان بھدے ڈھیر کے پاس چلا گیا۔

ٹالور کپڑے کی بے جان گڑیا کی طرح پڑا تھا۔ اس کی گردن ٹوٹ چکی تھی اور کچھ اور بھی نقصان ہوا تھا۔

مگر تفصیلات دیکھنے کا وقت نہیں تھا۔ میں اپنا ریوالور واپس حاصل کرنے کا خواہاں تھا۔ اس کا اپنا ریوالور تصادم کے وقت ہی جانے کہاں اڑ گیا تھا۔ میں نے جلدی جلدی اس کے کوٹ کے بٹن کھولے اور اندر ہاتھ ڈالا۔ مگر میگنم نہ ملا۔

اچانک ایک گولی آئی اور ٹالور کے سر سے چھ انچ دور سڑک چاٹتی نکل

گئی۔ میں اچھل کر کھڑا ہو گیا اور قلانچیں بھرتا ہوا لہریا انداز سے کار کی طرف بڑھا۔ کار تک پہنچتے پہنچتے دو اور دھماکے ہوئے۔ ان میں سے ایک گولی میرے بالوں کو بوسہ لیتے ہوئے گزر گئی۔

سٹیئرنگ وہیل کے پیچھے بیٹھتے ہی کار کو پورا یوٹرن دے کر گیٹ کی طرف موڑ دیا اور بگولے کی طرح کار اڑانے لگا۔ تاہم گیٹ تک پہنچتے پہنچتے میرے جسم پر لرزہ طاری رہا۔ اندھیرے میں سے آنے والی کوئی گولی پایڈ صاحب کے چھپھڑے اڑا سکتی تھی۔

گیٹ پر پہنچ کر کار کو اس تیزی سے پیراویڈلس کی طرف موڑا کہ پہیئے چیخ اٹھے۔

چند لمحوں بعد سپیڈومیٹر پر نظر پڑی معلوم ہوا کہ اسی میل فی گھنٹہ کی رفتار سے اڑتا جا رہا ہوں۔ سپیڈ کم کی اور پیراویڈلس تک باقی راستہ پینتیس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے طے کیا۔

جب ہوٹل کے قریب کار روکی، چار بجنے میں پانچ منٹ رہتے تھے۔ تھکن اور خستگی سے حالت اتنی بری ہو رہی تھی کہ وہیں سیٹ پر گر جانے کو جی چاہ رہا تھا۔ بوجھل قدموں سے اترتے وقت کار کی پچھلی سیٹ پر سرسری نظر ڈالی اور وہاں میگنم کو اپنا منہ چڑاتے پایا۔

ٹالبور کا خیال تھا کہ مجھے قتل کرنے کے بعد ریوالور اٹھا لے گا، سو اس نے یہ پچھلی سیٹ پر رکھ دیا تھا۔

میگنم کو ہارلس میں جگہ دینے کے بعد دس منٹ میں گھسٹتے قدموں سے اپنے کمرے میں پہنچا اور جاتے ہی بستر پر بے دم ہو کر گر گیا۔ اس کے بعد گہری نیند نے یوں اپنی آغوش میں لے لیا کہ دنیا و ما فیہا کی خبر نہ رہی۔

۸

گیارہ بجے آنکھ کھلی اور فون اٹھا کر روم سروس کو کافی، انڈے اور ڈبل سکاچ بھجوانے کا آرڈر دیا۔ جب لڑکا یہ چیزیں لایا تو بستر سے نکلا۔ درد سے اعضائے جسمانی بری طرح ٹوٹ رہے تھے۔ کچے انڈوں کو سکاچ میں پھینٹ کر میں نے آنکھیں بند کیں اور غٹاغٹ ایک ہی ڈیک میں چڑھا گیا۔ معدے نے احتجاج تو کیا۔ مگر میں نے ذرا پروا نہیں کی۔ اس کے بعد کافی نوش کی اور سگریٹ سلگا رہا تھا کہ دروازے پر زوردار دستک ہوئی۔ شاید روم سروس والوں نے کچے انڈے اور وہسکی کے آمیزے کو پینے والوں کے لئے کچھ خاص مراعات کا اعلان کیا ہو اور یہ زوردار دستک اسی سلسلے میں ہو۔ یہ سوچتے ہوئے میں نے دروازہ کھولا۔ معلوم ہوا میرا خیال غلط تھا۔ دروازے پر دو لمبے تڑنگے اور ہٹے کٹے اشخاص کھڑے تھے جن کے چہرے کی ہر شکن پکار پکار کر پولیس والے ہونے کا اعلان کر رہی تھی۔

"مسٹر پایڈ؟" قریبی شخص نے استفسار کیا۔

"ہاں۔" کیا بات ہے؟"

"پولیس" وہ بولا۔ "ہم اندر آ جائیں؟"

میں نے دونوں بانہیں پھیلا کر کہا۔ "ضرور ضرور چشم ما روشن دل ما شاد۔"

وہ تھل تھل کرتے اٹھا کر نرم و نازک کرسیوں کے لئے پیر تسمہ پا بن گئے
میں نے کافی کا ایک اور کپ بھرا۔ "فرمایئے؟"

"میں سارجنٹ ٹانیگ ہوں" نسبتاً سنولائی ہوئی رنگت والا بولا "اور یہ ڈیٹیکٹو کا رنک ہے۔"

"ظاہر ہوا کہ میرا غائبانہ تعارف تم لوگوں کو حاصل ہے۔" میں بولا۔ "اب کہئے کیا معاملہ ہے؟"

ٹانیگ نے جیب میں سے نوٹ بک نکال کر میری کار کا نمبر پڑھا اور میں نے تسلیم کیا کہ یہی میری کار کا نمبر ہے۔

یہ معلوم ہوتے ہی اس کے چہرے سے بیزاری ٹپکنے لگی۔ اور وہ بولا۔ "کیا یہ بتا سکتے ہو کہ کل رات کہاں کہاں گھومتے پھرے؟"

"ضرور بتا سکتا ہوں مگر۔۔۔" میری زبان رک گئی اور معاً صورتحال کی نزاکت کا احساس ٹالور کی ضرب سے زیادہ شدید طور پر ہوا۔ کل دن بھر کی دوڑ دھوپ اور سلویا کے ساتھ گھاس کے ڈھیر پر مشقت نے رات اتنا تھکا دیا تھا کہ کوئی پیش بندی کئے بغیر ہی بستر پر آکر ڈھیر ہو گیا تھا۔ تھکاوٹ نے میرے اعصاب پر یوں غلبہ کیا کہ رات فارم ہاؤس سے واپسی پر یہ خیال ہی نہ رہا کہ ڈکی میں لاش موجود ہے۔

"رات ہوٹل میں ساڑھے آٹھ بجے آئے۔" ٹانیگ نے مطالبہ کیا "اس کے بعد اپنی نقل و حرکت بیان کرو۔"

"اپنی گرل فرینڈ کے ساتھ کرسٹی ریسٹورنٹ گیا۔ پھر واپس آکر گرل فرینڈ

کو اس کی قیامگاہ پر چھوڑا اور ہوٹل آگیا۔ بس اتنی سی بات ہے۔" میں نے انتہائی اختصار سے کام لیا۔

"واپسی کس وقت ہوئی تھی؟"

"چار بجے کے قریب۔" میں نے صاف گوئی سے کام لیا۔

"اور نیوپورٹ یعنی کرسٹی کس وقت گئے؟"

"میرا خیال ہے ساڑھے دس بجے ہوں گے۔"

"گویا ساڑھے پانچ گھنٹے گھومتے پھرتے رہے؟" اس نے بھنویں اچکائیں "کیا تمہاری گرل فرینڈ کسی دور دراز مقام پر رہتی ہے جو اتنی دیر لگی!"

میں نے مسکرانے کی کوشش کی۔ "دراصل اسے الوداع کہتے وقت بڑا وقت صرف ہوا تھا؟"

"وہ رہتی کہاں ہے؟" اس نے مسکرائے بغیر سوال دہرایا۔

"یہاں سے بیس میل دور ایک فارم پر۔" یہ کہہ کر میں نے فارم کا نام اور محل وقوع بتا دیا۔

"اسے کتنے بجے الوداع کہا؟"

"تین بجے کے قریب"

"تو گویا بیس میل کا سفر ایک گھنٹے میں طے کیا؟"

"بس مزے مزے گاڑی چلائی۔ کوئی جلدی نہ تھی۔"

پتھریلے چہرے کے ساتھ وہ بولا۔ "بدقسمتی کے دروازے پر دستک دے رہے ہو بابلے۔ یہ واقعہ کب پیش آیا؟"

"کونسا واقعہ ؟" میں نے انجان بن کر پوچھا۔

"ہمیں ایک گواہ مل گیا ہے۔"

"گواہ مل گیا ہے ؟ کیا مطلب ؟"

"لباس پہن کر ہمارے ساتھ چلو" وہ بولا۔ "تم نے اسے قتل کیا ہے۔ مگر یہ تو تمہیں بخوبی معلوم ہے۔"

"کیا معموں میں باتیں کر رہے ہو ؟" میں نے معصوم بننے کی کوشش کی۔

"اسے کار کے نیچے کچل کر ہلاک کیا اور پھر بھاگ نکلے۔ ایک عینی گواہ نے بتایا ہے اور اسی نے تمہاری کار کا نمبر لکھ لیا تھا۔"

"دیوانے ہوئے ہو!" میں نے رکھائی سے کہا۔ "چار دن پرانی لاش، جو زمین میں دفن رہی ہو، کار کے نیچے کیسے کچلی جا سکتی ہے ؟"

اس نے آہستگی سے پلکیں جھپکائیں اور کارنگ کی طرف دیکھا۔ جواب آں غزل کے طور پر کارنگ نے بھی پلکیں جھپکا دیں۔

"مجھے معلوم تھا اسے قتل کیا گیا ہے۔" میں نے وضاحت کی۔ "اس بات کی اطلاع دیتے ہوئے میں نے پولیس کو بتا دیا تھا کہ لاش کہاں دفن ہے۔ مگر تم زیادہ پھرتیلے نکلے۔ اور پولیس کے ورود سے پہلے سویٹ ولیم کو ایک دوسرے باڑے میں منتقل کر دیا۔"

"باڑا ؟" ٹائیگ نے دھیمی آواز میں کہا۔

"سوروں کا باڑا۔" میں نے اصلاح کی۔

ٹائیگ اور کارنگ نے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے کے بعد ذو معنی نگاہوں

کے تبادلے کا عمل دہرایا۔ پھر کارنگ نے پوچھا۔ "یہ سویٹ ولیم کسی کی عرفیت ہے کیا ؟"

"یہ اس کا اصلی نام ہے اور وہ ایک سور ہے۔" میں بولا۔ "مگر شاید مجھے ساری بات نئے سرے سے شروع کرنی چاہیئے۔ ٹھیک ہے ؟"

"ہاں۔"

"لاش ایک شخص فلپ ہیزلٹن کی تھی اور تم نے اسے میری کار کی ڈکی میں پایا ؟"

میں نے سوالیہ انداز سے کہا۔

ٹائیگ نے سر کو منفی جنبش دی۔ "نہیں۔ لاش نیویارک کے ایک جاسوس کارل ٹالبوٹ کی ہے اور اسے تمہاری گمرل فریڈ کے فارم سے نصف میل دور سڑک پر پایا گیا۔"

خالی خالی آنکھوں سے اسے گھورتے ہوئے میں کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔ کچھ کہنے کی کوشش کی مگر کوئی بات نہ سوجھی۔

"اب جلدی سے کپڑے پہن کر تیار ہو جاؤ۔" وہ بولا۔ "جلدی کرو۔ تمہاری کار کی ڈکی بھی دیکھنا ہے ہمیں۔"

مجھے گمان ہونے لگا۔ کیس میری توقعات سے کہیں زیادہ پیچیدگی اختیار کر چکا ہے اور شامت آنے کو ہے۔

ٹائیگ اور کارنگ نے بیانات قلمبند کرتے ہوئے تمام تر کوشش صرف کر دی کہ کار تلے کچلی جانے والی لاش کو درجہ اول کا قتل قرار دیں اور پھر سارا عملہ تیزی سے حرکت میں آ گیا۔

تین بجے سہ پہر تک مسلسل بولتے ہوئے میرا گلا بیٹھ چکا تھا۔ اور اس بات کے

سوا اور کوئی دلچسپی نہ رہی تھی کہ مسلسل دو ماہ تک چپ رہ کر زبان کو آرام کرنے کی مہلت دوں۔ اگر کسی نام نہاد جمہوری ملک کا لیڈر ہوتا تو چار چھ گھنٹے مسلسل گفتگو کرنا یا تقریر جھاڑنا میرے لئے ذرا مشکل نہ ہوتا۔ بیانات لینے والوں نے شروع شروع میں یہ سمجھا کہ انہیں چکمہ دے رہا ہوں۔ ابد میں وہ محظوظ ہونے لگے۔ اور آخر میں یہ حالت ہوئی کہ انہیں سچ کا یقین دلاتے دلاتے مجھے خود گمان ہونے لگا۔ کہ جھوٹ بول رہا ہوں۔

ٹائیگ اور کارنک کے بعد گرے نامی ایک لیفٹیننٹ بیان لینے لگا۔ اس نے اپنے چہرے پر نرمی اور شفقت کا نقاب اس خوبصورتی سے اوڑھ رکھا تھا کہ پہلی نظر میں پتہ ہی نہ چلتا تھا۔ تین بجے تک پوچھ گچھ کے بعد ٹائیگ آ کر اسے لے گیا اور کارنک نے کرسی سنبھالتے ہوئے کہا۔ "اچھا اب نئے سرے سے سٹیٹمنٹ دو۔ اس لفظ سٹیٹمنٹ پر مجھے اُس عورت کا لطیفہ یاد آ گیا جسے تھانے والے پکڑ کر لے گئے۔ حوالات میں رات کے وقت ایک سپاہی گیا اور اس عورت سے بولا۔ "تمہاری سٹیٹمنٹ لینے آیا ہوں۔"

عورت کچھ نہ سمجھی اور ٹُر ٹُر اس کا منہ دیکھنے لگی۔ ایسے میں سپاہی کو وہ عورت قلوپطرہ کی طرح حسین معلوم دی اور اس نے سٹیٹمنٹ لینے کی جگہ اپنا اُلّو سیدھا کر لیا اس کے بعد دوسرا سپاہی پہنچا اور سٹیٹمنٹ دینے کے لئے کہا اب عورت اس لفظ کا مفہوم کسی قدر جان چکی تھی۔ چنانچہ وہ مسکرا دی۔ اس مسکراہٹ پر دوسرا سپاہی ہزار جان سے فریفتہ ہو گیا اور اپنے فرض کو بھول کر من مانی کرنے میں مصروف ہو گیا صبح تک سات سپاہی اسی طرح کی سٹیٹمنٹ لے چکے تھے۔ صبح تھانیدار پہنچا اور جب اس نے کہا: "سٹیٹمنٹ لینے آیا ہوں۔" اور اس دیو ہیکل تھانیدار کو دیکھ کر عورت

کانپ اٹھی۔

تھانیدار نے سٹیٹمنٹ دینے کا تقاضا کیا تو بے چاری روہانسی ہو کر بولی "صاحب جی۔ آپ سے کبھی انکار نہ کرتی مگر سٹیٹمنٹ بری طرح سوج گئی ہے"!

اور تھانیدار ہکا بکا ہو کر اس کا منہ دیکھنے لگا۔

کارنک مزید ایک گھنٹے تک جرح کرتا رہا۔ مگر بے سود۔ بالآخر وہ بھی دلچسپی کھو بیٹھا اور کافی منگواتے ہوئے مجھے بھی دو پیکٹ سگرٹ منگوانے کی اجازت دے دی۔

چھ بجے شام لیفٹیننٹ گرے دوبارہ نازل ہوا۔ کارنک کے رخصت ہونے کے بعد اس نے ہیٹ پیچھے کی طرف سرکا کر کرسی سنبھال لی۔ "اچھا تو میں اب تک کی تفتیش کا ماحصل بتاتا ہوں اور پھر جواب دینے کے لئے تیار رہو۔"

"اوہ۔ خدا کے لئے یہ کیا ہے۔ پوچھ گچھ کرتے ہوئے تھک کر مار ڈالنا چاہتے ہو مجھے"

میری فریاد کو ان سنا کر کے وہ بولا۔ "تمہاری کار کی ڈکی میں سے جو لاش ملی ہے وہ واقعی فلپ ہیرنٹن کی ہے۔ وکیل ہاسٹن نے اسے شناخت کیا ہے۔ مسز ہیرنٹن خود بھی آج دوپہر نیو یارک سے یہاں پہنچ گئی ہے۔ ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ بائیں پھیپھڑے میں چاقو لگنے سے فلپ ہلاک ہوا اور ہلاکت کے بعد لاش کچھ دیر تک دلدل میں رہی اس امر کے متعلق تمہارا بیان سچ ثابت ہوا۔"

"خوشی ہوئی کہ میری کوئی بات تو سچ نکلی" میں بولا۔

"فلپ کو پچھلے اتوار کی رات بارہ بجے کے بعد سوموار کی سہ پہر تک کے دوران

کسی وقت قتل کیا گیا۔ ڈاکٹر کا یہی اندازہ ہے۔"

"میں ان دنوں نیویارک میں تھا۔" میں نے کہا۔

"ثابت کر سکتے ہو؟"

"ہاں۔ رات تین چار بجے تک پوکر کھیلتا رہا۔" میں نے ذہن پر زور دیتے ہوئے کہا۔ "پھر گھر جا کر سو گیا۔ سوموار کی صبح نو بجے کے بعد دفتر گیا۔ میری سیکرٹری اس امر کی تصدیق کر سکتی ہے۔ اس صبح کوئی ملاقاتی نہیں آیا۔ البتہ تین چار فون کالیں ضرور ملیں۔ میری سیکرٹری کے پاس ان کالوں کی فہرست موجود ہوگی اور اس سے میرے اس بیان کی صداقت جانچی جا سکتی ہے۔"

"پوکر کھیلنے والے ساتھیوں کے نام اور پتہ جات بتا سکتے ہو؟"

"ضرور۔" اور میں نے نام اور پتے لکھوا دیئے۔

"میں چیک کروا لیتا ہوں۔" وہ بولا۔ "اگر تصدیق ہو گئی تو فی الحال قتل کے الزام سے بریت ہو جائے گی تمہاری۔ پانچ گھنٹوں میں تم ڈرائیو کر کے یہاں فلپ کو قتل کرنے کے بعد واپس ہرگز نہ جا سکتے تھے۔"

"یہی تو میں کہہ رہا ہوں۔" میں نے کہا۔

"مگر یہ نہ سمجھو کہ چھٹی مل جائے گی بایئڈ۔" وہ بولا۔ "تمہاری کار کے اگلے بمپر پر ٹالور کے لباس کے ریشے اور اس کا خون لگا ہوا ثابت ہو چکا ہے۔"

"اور کوئی بات؟"

"اور ایک عینی شاہد ہے پیٹ رنکمین۔"

"پیٹ؟ وہی تنومند اور قوی ہیکل شخص؟"

"ہاں۔" گمریہ نے کہا۔ "صبح ساڑھے تین بجے وہ فارم کی طرف جا رہا تھا کہ اس نے ایک کار دو سو گز دور آ کر رکتے دیکھی۔ ایک شخص کار میں سے نکلا اور بڑا اٹھا کر بظاہر انجن میں واقع ہونے والے کسی نقص کا جائزہ لینے لگا۔ پھر پیٹ نے سڑک پر ایک اور تیز رفتار کار آنے کی آواز سنی۔ پہلی کار والا شخص سڑک کے درمیان کھڑا ہو گیا اور ہاتھ اٹھا کر دوسری کار کو روکنے کی کوشش کی مگر دوسری کار آہستہ ہونے یا رکنے کی بجائے اس شخص کو کچلتی ہوئی گزر گئی۔ پیٹ کا بیان ہے کہ دوسری کار کے ڈرائیور نے یقیناً سڑک کے وسط میں کھڑا شخص دیکھ لیا ہوگا۔ پیٹ نے تصادم کے بعد اس شخص ٹالور کو فضا میں اچھلتے ہوئے دیکھا اور پھر جلدی سے اس کار کا نمبر لکھ لیا۔ جس نے بے دردی سے ٹالور کو کچلا تھا۔"

"بڑا ہوشیار شخص ہے یہ پیٹ۔" میں نے کہا۔ "دوسری کار کی رفتار کیا بتائی اس نے؟"

"ستر میل فی گھنٹہ کے قریب۔"

"ہوں۔ پہلی کار اس سے دو سو گز دور رکی۔" میں نے تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔ "ایک شخص اترا اور کار کے انجن میں نقص ڈھونڈنے لگا۔ پھر پیٹ نے دوسری تیز رفتار کار آتے دیکھی۔ پہلی کار والا شخص سڑک کے وسط میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ اور دوسری کار نے اسے ہوا میں اچھال دیا۔ سوال یہ ہے کہ پہلی کار کے رکنے اور ٹکر کے درمیان کتنا وقفہ حائل ہوا ہوگا؟"

"شاید پندرہ سیکنڈ۔" گمریہ نے شانوں کو حرکت دی۔

"ان پندرہ سیکنڈوں کے درمیان پیٹ رکی ہوئی کار کی طرف لمحہ بہ لمحہ

قریب جا رہا ہوگا۔" میں نے کہا۔ "کمرے کے بعد اس نے کار کا نمبر نوٹ کرنے سے پہلے ٹالور کو ہوا میں اچھلتے ہوئے دیکھا۔ اس دوران اس نے رکی ہوئی کار کی طرف پچیس گز کا فاصلہ یقیناً طے کر لیا ہوگا۔ پیٹ دوسری کار کی رفتار ستر بتاتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ٹالور کو کچلنے کے بعد پیٹ کے قریب سے گزرنے کے وقت تک چار سیکنڈ کی مہلت حاصل تھی۔ کیا اس وقت میں دوسری کار روکنے کے متعلق پیٹ کوئی اقدام نہ کر سکتا تھا؟"

"انسانی ردعمل کے متعلق کوئی پیش گوئی نہیں کی جا سکتی۔" کمبر نے جواب دیا "شاید حادثے نے اسے ماؤف کر دیا ہو۔ بہرحال کسی کار کا نمبر یاد کرنے کے لئے سیکنڈ کا جزوی حصہ بھی کافی ہوتا ہے۔"

"چلو مان لیا۔ اور کچھ؟" میں نے بدمزگی سے کہا۔

"نیو پورٹ جا کر کرسٹی میں ڈنر کھانے کی تصدیق سلویا ولیٹ نے کی ہے۔ اور پھر پراویڈنس سے ہوتے ہوئے فارم ہاؤس تک بھی تمہارے ساتھ کو تسلیم کیا ہے۔ وہ کہتی ہے کہ تم دو بجے صبح رخصت ہو گئے تھے۔"

"ہاں اور بتا چکا ہوں کہ ٹالور میری کار کی پچھلی سیٹ میں چھپا میرا منتظر تھا۔"

اس نے سرد مہری سے سر ہلایا۔ "ہاں تم نے یہی بتایا ہے کہ کیسے سلویا نے تمہیں باڑا چیک کرنے کی ترغیب دی۔ اسے شبہ تھا کہ سور کو دوسرے باڑے میں منتقل کر دیا گیا تھا اور اسی وجہ سے پولیس مدفون لاش نہ ڈھونڈ سکی۔"

"ٹھیک۔" میں نے تائید کی۔

"مس ولیٹ کو ان باتوں میں سے کوئی بات یاد نہیں رہی۔" کمبر نے بتایا

"کوٹھے میں گھاس کے ڈھیر پر چھپنے کے متعلق اس نے شرماتے ہوئے اعتراف کیا ہے مگر سوروں کے باڑوں کے متعلق اسے کچھ یاد نہیں۔"

"بہت خوب۔" میں نے داد دی۔

"نہ ہی ہیزلٹن کی دونوں لڑکیوں کو یہ گمان ہے کہ انہیں فارم پر قید رکھا گیا ہے۔ دونوں لڑکیوں، ان کے والد وکیل ہاسٹن اور پیٹ رنکمین نے اپنے بیانات میں مشترکہ طور پر کہا ہے کہ پچھلے چند روز سے تم انہیں بلاوجہ پریشان کر رہے ہو۔ اور تمہاری مداخلت بے جا سے پریشان ہو کر ہاسٹن نے پرائیویٹ جاسوس ٹالور کی خدمات حاصل کیں تاکہ اس خاندان کو تمہاری شرارتوں سے محفوظ رکھا جا سکے۔"

بیان بازی نے اتنا تھکا دیا تھا کہ لمبی چوڑی بحث سے گریز کرتے ہوئے طنزیہ انداز اختیار کیا۔ "ہوں۔ تو میں نے محض خواب دیکھا کہ مارتھا ہیزلٹن نے میری خدمات حاصل کی ہیں اور اس کا دیا ہوا دو ہزار ڈالر کا چیک کل بینک میں جمع کروانا بھی میرا خواب تھا۔"

"فی الحال تم پر کچل کر فرار ہونے کا الزام عائد ہے اور اسی وجہ سے تمہیں بند کرنے پر مجبور ہوں" وہ بولا۔ "فلپ کے قتل کے متعلق اتوار کی رات اور سوموار کے دن نیو یارک میں تمہاری نقل و حرکت کی پڑتال کے بعد فیصلہ کیا جائے گا۔ کسی وکیل کو ملوانا چاہتے ہو؟"

"ابھی نہیں۔" میں نے جواب دیا۔ "بہت دیر ہو چکی ہے اور میری سیکرٹری چھٹی کر چکی ہوگی۔ دوسری بات یہ ہے کہ سارا دن بیان بازی کر کے میرا اپنا فلوس اڑ چکا ہے۔ صبح دیکھی جائے گی۔"

"ٹھیک ہے۔" وہ بولا۔ "فی الحال سرکاری مہمان خانے میں آرام کرو۔"

وہ رات حوالات کی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں گذارنا پڑی سنگی بنچ کافی سخت تھی مگر میں گھوڑے بیچ کر سویا صبح اٹھا، ناشتے سے پہلے شیو کی اور باقی سہولتوں مثلاً ٹوتھ برش سے دانتوں کی صفائی، غسل اور صاف ستھری قمیض پر صبر کر کے بیٹھ رہا۔ کبھی کبھی انسان کو ناساعد حالات سے گذرنے کا تجربہ بھی کر لینا چاہیئے۔

ساڑھے آٹھ بجے لیفٹیننٹ گمریر کوٹھڑی کے سامنے آکھڑا ہوا اور بڑی بے تابی سے سپاہی کو کوٹھڑی کا تالا کھولنے کا حکم دیا۔ دروازہ کھلا اور گمریر نے مجھے باہر نکلنے کا اشارہ کیا۔

"میرے ساتھ آؤ بائیڈ!" اس نے کہا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتے ہوئے راہداری میں چل دیا۔

میں نے قدم تیز کیے۔ اور اس کے ساتھ ملنے کے بعد پوچھا۔ "اب کیا ارادے ہیں؟ رات کو ملک میں انقلاب تو نہیں آگیا؟ اور شاید قیدیوں کے لئے عام معافی کا اعلان کر دیا گیا ہے۔"

"کار میں بیٹھ کر باتیں کریں گے۔" اس نے ترشروئی سے کہا۔

صبح کی ہوا بڑی تازہ اور نکھری نکھری سی محسوس ہوئی۔ ہم ایک پراؤل کار کی پچھلی سیٹ پر جا بیٹھے۔ ٹائیگ اگلی سیٹ پر قابض تھا۔ اور کارٹک نے سٹیرنگ وہیل سنبھال رکھا تھا۔ ہمارے بیٹھتے ہی کار نے جھٹکا کھایا اور تیزی سے موڑ گھوم گئی۔

سگرٹ سلگانے کے بعد میں نے گمریر کی طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔ "اب تو راز پر سے پردہ اٹھا دو۔ پردہ جو اٹھ گیا تو ...."

"ہیرلٹن کے فارم ہاؤس کی پچھلی طرف واقع جھیل دیکھی ہے؟" اس نے اچانک سوال کیا۔

"ہاں سلویا نے اس وقت دکھائی تھی جب پہلی مرتبہ وہاں گیا تھا۔ کیوں؟ کیا بات ہے؟"

"دس منٹ پہلے ہاسٹن کا فون آیا ہے اس نے بتایا کہ کلیمی ہیرلٹن کی لاش جھیل میں تیرتی ہوئی پائی گئی ہے۔"

۹

کار عمارت کے سامنے جا رکی اور ہم چاروں اتر کھڑے ہوئے۔ اتنے میں ہاسٹن تیزی سے گھر سے نکلا اور ہماری طرف چلا آیا۔ اس کی ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں۔ لیفٹیننٹ کو مخاطب کرتے ہوئے اس کی حالت تیزی سے اعتدال پر آنے لگی۔

"لاش کہاں ہے!" گمریر نے پوچھا۔

"جھیل کے کنارے پڑی ہے۔" ہاسٹن بولا۔ "پیٹ نے لاش کو تیرتے ہوئے دیکھا اور جھیل میں کود کر اسے کنارے لے آیا۔ پھر کلیمی کو مردہ پا کر اسے وہیں چھوڑ آیا اور گھر لانا مناسب نہ سمجھا۔ پیٹ اب بھی لاش کے قریب موجود ہے تاکہ لاش

کو کوئی نہ چھیڑے۔"

"ہوں،" کمپیر بولا۔ "باقی لوگ کہاں ہیں؟"

"گھر میں،" ہاسٹن نے بتایا۔ "سب اس حادثے سے بری طرح متاثر ہیں۔ غم سے بری حالت ہے خصوصاً اس لئے بھی کہ ابھی کل ہی فلپ کی لاش کا انکشاف ہوا ہے۔"

"ٹھیک ہے،" کمپیر نے ہدایت کی۔ "تم جا کر ان کے پاس ٹھہرو۔ ہم لاش کا انتظام کر کے آتے ہیں۔"

"بہت بہتر لیفٹیننٹ،" ہاسٹن نے سر تسلیم خم کیا اور گھر کے اندر چلا گیا۔

اس اثناء میں دو اور کاریں ہمارے پیچھے آ کھڑی ہوئیں۔ اور ہر طرف پولیس ہی پولیس نظر آنے لگی۔ ان میں ڈاکٹر بھی تھا۔ اپنا بیگ جھلاتے ہوئے وہ ہمارے قریب آگیا اور زندہ دلی سے مسکرا کر بولا۔ "سنا ہے کوئی لاش ہے لیفٹیننٹ بڑے تواتر سے لاشیں ملنے لگی ہیں۔ اب ترقی کر جاؤ گے۔"

کمپیر نے برگشتہ خاطری سے اس کی طرف دیکھا اور ڈاکٹر کسی قدر شرمندہ ہو کر بولا۔ "حقیقت یہ ہے کہ لاشوں سے مجھے خود الجھن ہوتی ہے۔ کوئی لاش دیکھتا ہوں تو پیٹ میں بل پڑنے لگتے ہیں۔"

"جاؤ، ایک مرتبہ اور پیٹ میں بل پڑنے کا تجربہ کر لو۔" کمپیر نے کہا۔ "لاش جھیل کے کنارے پڑی ہے۔"

پولیس کے آدمیوں میں گھرا ہوا میں بھی قدم بڑھانے لگا۔ جھیل کے قریب پہنچتے پہنچتے سب لوگ ایک قطار میں ہو چکے تھے۔ کمپیر میرے ساتھ چل رہا تھا اس کے ہاتھ جیبوں میں تھے اور چہرے پر خشونت برس رہی تھی۔

جھیل تک آخری پچاس گز کا فاصلہ جھاڑیوں اور دلدل جیسی کیچڑ میں سے گزر کر جانا پڑا۔ سرسبز جھاڑیوں اور کائی کی وجہ سے میری آستینوں اور پتلون کے پائنچوں پر جا بجا سبز اور مٹیالے دھبے ابھر آئے۔

لاش کے قریب ایک کی بجائے دو نفوس ہمارے منتظر تھے۔ دوسرا شخص کلبرتھ ہیزلٹن بھی پیٹ کے ساتھ تھا۔ دونوں بے حس و حرکت کھڑے قدموں کے قریب پڑے ہوئے سفید بنڈل سے نظریں بچائے ہوئے تھے۔

میں نے رک کر کمپیر کو آگے بڑھنے دیا۔ کیونکہ اسی کو کارروائی کرنا تھی۔ میں تو بطور تماشائی لایا گیا تھا۔ کیمی ہیزلٹن ایک میلے سے کوٹ پر سیدھی پڑی تھی۔ چادر شاید پیٹ کی تھی۔ لاش کی آنکھیں کھلی اور ان سے حیرت جھانک رہی تھی۔ سفید سوتی نائٹ گاؤن اس کے بے جان جسم سے چپکی ہوئی تھی اور اس حالت میں وہ پہلے سے کچھ زیادہ ہی جوان اور تازہ دکھائی دے رہی تھی۔

میں نے سر اٹھایا اور میری آنکھیں کلبرتھ ہیزلٹن کی شعلے برساتی ہوئی آنکھوں سے دوچار ہوگئیں۔ غصے سے سلگتے ہوئے وہ بولا۔ "میری بیٹی کے قاتل۔ کیا لینے آئے ہو یہاں؟ تم ہی میری بیٹی کی موت کے ذمہ دار ہو۔ تمہیں بتایا تھا۔ خبردار بھی کیا تھا۔ کہ اگر اس کی ذہنی حالت بگڑ گئی تو جانے کیا کچھ ہو جائے۔"

"مسٹر ہیزلٹن،" کمپیر نے مداخلت کی۔ "میں۔۔۔"

ہیزلٹن کا چہرہ غصے سے سرخ اور مونچھیں غیظ و غضب سے پھڑک رہی تھیں

ایک قدم میری طرف بڑھاتے ہوئے وہ پھنکارا۔ "اس نے خودکشی کر لی۔ کبھی کبھی وہ رات کو گھر سے بھاگ کر یہاں آجایا کرتی تھی۔ مگر اس مرتبہ وہ جھیل میں کود گئی اور یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا۔" اس کے ہونٹ بچوں کی طرح سکڑ گئے اور پھر وہ بے اختیار رونے لگا۔ حالت اس پٹے ہوئے لڑکے کی ہو رہی تھی جو یہ نہ جانتا ہو کہ کس خطا پر پٹائی ہوئی ہے۔

"وہ تنہائی کی اذیت کا شکار تھی۔" چند لمحوں بعد وہ ہولے سے بڑبڑایا۔ "جانے اس کے احساسات کتنے تلخ اور تند تھے؟ بھری پری دنیا میں وہ اپنے آپ کو یکہ و تنہا محسوس کرتی اور ہر ایک سے گریزاں رہتی۔ شاید اسی احساس کی شدت کے زیر اثر اس نے آخر خودکشی کر لی۔ اپنی جان لے لی۔ آہ میری بچی۔" چند لمحوں بعد پھر میری طرف دیکھ کر پہلے سے بلند آواز میں بولا۔ "بابیٹ۔ یہ سب تمہاری کارستانی ہے۔ نہ تم اسے پریشان کرتے اور نہ وہ اس انجام کو پہنچتی۔ حقیقت یہ ہے کہ تمہاری حرکتیں کسی گولی کی طرح اس کے دل میں پیوست ہو گئیں؟" اس نے ایک قدم اور بڑھایا اور چیخا۔ "تم قاتل ہو۔ قاتل۔"

گریر نے کارننگ کو اشارہ کیا اور اس نے آگے بڑھ کر ہیرلٹن کو بازو سے تھام لیا اور ایک طرف لے گیا۔ اس وقت بھی وہ قاتل قاتل کی گردان کر رہا تھا۔ گریر نے پیچھے سے آواز دے کر کہا۔ "اسے گھر لے جاؤ۔" اور کارننگ اسے تھامے گھر کی سمت چل دیا۔

ڈاکٹر کلیمی کی لاش کے پاس بیٹھ گیا۔ اور اپنا بیگ کھول لیا۔

"لاش تم نے پائی؟" گریر نے پیٹ سے سوال کیا۔

"ہاں۔ لیفٹیننٹ!" پیٹ نے زور سے سر ہلا کر کہا۔ "صبح سات بجے مس ایلیٹ نے بتایا کہ وہ اپنے کمرے میں نہیں اور گھر کے اندر بھی نہیں ملی۔ چنانچہ میں کلیمی کو ڈھونڈنے نکل کھڑا ہوا۔ اِدھر اُدھر تلاش کرتے ہوئے جھیل کے قریب پہنچا۔ اس وقت سات بج چکے تھے۔ یہاں مجھے کلیمی دکھائی دی۔ جو جھیل کے وسط میں منہ کے بل تیر رہی تھی۔ میں جھیل میں کود گیا اور اسے کنارے پر کھینچ لایا۔ اب احساس ہوا کہ وہ مر چکی ہے اور میری کوئی کاروائی اسے بچا نہیں سکتی۔ چنانچہ میں بھاگا بھاگا گھر کی طرف گیا اور مسٹر ہاسٹن کو بتا دیا۔ اس نے مجھے ہدایت کی کہ واپس جھیل کنارے پہنچ کر لاش کا خیال رکھوں۔ چنانچہ میں واپس یہاں آگیا۔"

"یہ اس کے نیچے تمہارا کوٹ پڑا ہے؟" گریر نے پوچھا۔

"ہاں۔ جھیل میں چھلانگ لگانے سے پہلے میں اتار کر یہاں رکھ گیا تھا۔ پھر جب کلیمی کی لاش کھینچ کر لایا تو اسے کوٹ پر ڈال دیا۔ تاکہ مٹی اور کیچڑ سے محفوظ رہے۔"

جوان ڈاکٹر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ کچھ اور پیلا پڑ گیا تھا۔ شاید پیٹ میں شدید مروڑ اٹھ رہے تھے وہ بولا۔ "مکمل معائنہ یہاں ممکن نہیں لیفٹیننٹ۔ باقی کام شہر میں ہو گا۔ فی الحال یہی کہہ سکتا ہوں کہ موت ڈوبنے سے واقع ہوئی اور لاش چند گھنٹوں تک پانی میں رہی۔"

"ہوں۔" گریر نے سر ہلایا۔ "لاش لے جانا چاہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ لڑکوں کو تصویریں اتار لینے دو۔ اور پھر لاش تمہاری تحویل میں دے دی جائے گی۔"

"بہت بہتر۔" ڈاکٹر نے کہا۔ لیکن سستا چھوٹ جانے پر اس کے چہرے کی

پیلاہٹ معدوم ہونے لگی۔

"اب گھر چلیں۔" گریر بولا۔ "یہاں کسی اور کارروائی کی ضرورت نہیں رہی"

"لیفٹیننٹ۔" میں نے کہا۔ "اس کی نائٹ گاؤن سفید ہے۔"

"ہاں۔ میں دیکھ رہا ہوں۔"

"اس پر کوئی دھبہ نہیں۔" میں نے توجہ دلائی۔

"وہ چند گھنٹے پانی میں رہی ہے۔" ڈاکٹر نے کہا۔ مگر فوراً ہی سانس لے کر خاموش ہو گیا اور چہرے پر استفہامی انداز چھا گیا۔

"کیچڑ کی بیلوں اور کائی کے دھبے پانی سے صاف نہیں ہوتے۔" میں نے بتایا۔ "گھر جا کر پانی سے دھو کر آزما لینا۔" میں نے انگلی سے اس کی پتلون کے پائنچے پر پڑے ہوئے داغوں کی طرف اشارہ کیا۔

گریر نے ایک دو لمحوں تک دھبوں کی طرف دیکھا۔ پھر گھٹنوں کے بل لاش پر جھک گیا اور نائٹ گاؤن کو چھوئے بغیر غور سے دیکھنے لگا۔

"اس کے بڈھے نے تنہائی کی اذیت کی شاندار تصویر پینٹ کی ہے۔" میں بڑبڑایا۔ "اور کس خوبصورتی سے فسانہ تراشا ہے کہ رات کو وہ گھر سے نکل آئی اور یہاں آ کر پانی میں چھلانگ لگا دی۔"

گریر اٹھ کر سیدھا کھڑا ہو گیا اور جھیل کے چاروں طرف نظر دوڑائی۔ پھر بولا۔ "جھیل کے چاروں طرف کائی اور سبز جھاڑیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ اور داغ دھبوں کے بغیر جھیل کے پچاس گز قریب پہنچنا بھی ممکن نہیں۔ لیکن یہ کیسے کسی دھبے کے بغیر جھیل تک پہنچ گئی۔"

"ظاہر ہے۔ اڑ کر تو نہیں آئی ہو گی۔"

اس نے تائیدی انداز میں سر کو جنبش دی۔ "اس کا مطلب ہے، اٹھا کر لائی گئی اور یوں یہ قتل ثابت ہوتا ہے۔"

"اور ان لوگوں نے اسے خودکشی قرار دینا چاہا۔" میں نے لقمہ دیا۔

"بائیڈ۔" گریر نے مدھم مسکراہٹ کے درمیان کہا۔ "اپنے نکتہ نظر پر بہت زیادہ دباؤ دینے لگے ہو۔ بے شک دھبے کا معاملہ ایک اچھا پوائنٹ ہے اور یہ بھی یاد دلانے کی ضرورت نہیں کہ بڈھے نے خودکشی کے متعلق کیا کہا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔"

پھر وہ ٹائیگ سے مخاطب ہوا۔ "جب تک کارروائی مکمل نہ ہو جائے یہیں ٹھہرو۔ جب لاش اٹھا لی جائے تو عمارت میں آ جانا۔"

"بہت بہتر۔ میں سنبھال لوں گا سب کچھ۔" ٹائیگ نے گردن خم کرتے ہوئے کہا۔

"ہر زاویے سے نائٹ گاؤن کی متعدد تصاویر اتاری جائیں۔" گریر نے مزید ہدایت کی۔ "نائٹ گاؤن ہر تصویر میں اسی طرح داغ دھبوں سے محروم دکھائی دے۔"

"میں انتظام کر لوں گا۔" ٹائیگ نے جواب دیا۔

ہم دوبارہ گھر کی طرف چل دیئے۔ گریر کے چہرے پر بلا کی سنجیدگی طاری تھی۔ گویا وہ گفتگو کا خواہاں نہیں تھا۔ چنانچہ میں نے بھی اپنا منہ بند رکھا۔

صدر دروازے کے قریب پہنچ کر وہ اچانک مجھ سے مخاطب ہوا۔ "بائیڈ۔ میرے ساتھ اندر آ جاؤ۔ لیکن کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہیں۔ نہ ہی کوئی سوال کرنا۔

کسی تبصرے یا گفتگو کی بھی حاجت نہیں۔ سمجھے؟ بس گونگے بنے بیٹھے رہنا۔ اگر تمہارے منہ سے ایک لفظ بھی نکلا تو جان لو کہ اسی کوٹھڑی میں یوں بند کر دوں گا کہ باہر کی ہوا کو ترس جاؤ گے۔"

"زیادہ وضاحت کی ضرورت نہیں لیفٹیننٹ۔" میں بولا۔ "تمہاری بات سمجھ گیا ہوں۔"

لونگ روم اب بھی قدیمی شان اور ٹھاٹھ باٹھ لئے ہوئے تھا۔ مگر صفائی کی ضرورت کا محتاج۔ سب لوگ ماتمی صورتوں کے ساتھ وہیں موجود تھے۔

گلبرتھ ہیزلٹن ایک آرام چیئر پر ڈھیر کی صورت پڑا، آتشدان پر نظریں جمائے ہوئے تھا پاس ہی کاؤچ پر سلویا اور مارتھا بیٹھی ہوئی تھیں دونوں کے چہرے صدمے سے مرجھائے ہوئے تھے۔ کاؤچ کے ایک طرف ہاسٹن کھڑا، نصف فریم کی عینک میں پرسکون انداز سے دیدے گھما رہا تھا۔

کارنک اس سنگی مجسمے کی مانند دروازے پر ایستادہ تھا، جیسے وہاں سے ہٹنے کا خیال کسی کو نہ رہا ہو۔ گریہ نے کمرے کے وسط میں نشست سنبھال لی۔ اس کی آنکھوں کی گہرائیوں میں سرد آگ اور چہرے سے کبیدگی اور اشتعال کے آثار ہویدا تھے۔

میں کارنک کے قریب رک گیا اور اگر مجھے خود پر اعتماد نہ ہوتا تو یقیناً ہراساں ہو جاتا میرے چہرے کی ایک خوبی یہ ہے کہ ہر قسم کے حالات میں اعتماد کی کرنیں اس پر چمکتی رہتی ہیں۔

"مس ولیٹ!" گریہ یوں اچانک مخاطب ہوا کہ وہ اچھل ہی پڑی۔ "سب سے پہلے تمہیں علم ہوا کہ مس کلیمی گھر سے غائب ہے؟"

"ہاں لیفٹیننٹ۔" سلویا نے باریک آواز میں کہا۔ "صبح بیدار ہوتے ہی اسے کافی کے ایک کپ کی ضرورت ہوا کرتی تھی۔ آج حسب معمول کافی لے کر گئی اور دیکھا وہ بستر پر موجود نہیں۔"

"پھر کیا ہوا؟"

"اس وقت کوئی پریشانی نہ ہوئی۔ سوچا، غسل خانے میں غسل کر رہی ہوگی چنانچہ کافی میز پر رکھ کر دوسرے کاموں میں مصروف ہوگئی۔ تقریباً بیس منٹ بعد خیال آیا اور دوبارہ کمرے میں آکر دیکھا۔ کافی اسی طرح پڑی تھی۔ اب فکر پیدا ہوئی اور میں نے اسے گھر میں ڈھونڈنا شروع کیا۔"

"ناکام ہو کر تم نے دوسروں کو اطلاع دی۔" گریہ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "اور پھر پیٹ رکھیں اسے ڈھونڈنے نکل گیا؟"

"ہاں" سلویا نے تصدیق کی۔

گریہ نے چند اور سوال کئے مگر کسی مثبت نتیجے پر نہ پہنچ سکا۔ جو کچھ معلوم ہوا اس کا لب لباب یہ ہے کہ گزشتہ شب لڑکیاں گیارہ بجے اپنے اپنے کمروں میں چلی گئی تھیں۔ ہاسٹن اور ہیزلٹن ایک گھنٹہ اور بیٹھنے کے بعد سونے کے لئے گئے۔ کسی قسم کا شور و غل نہیں ہوا جس سے کسی کی نیند کھل جاتی اور نہ ہی کسی نے کوئی اجنبی دیکھا۔ وغیرہ۔ وغیرہ۔

"لیفٹیننٹ!" بالآخر گلبرتھ ہیزلٹن نے اکتائی ہوئی آواز میں کہا۔ "ان بیکار سوالوں میں کیوں وقت ضائع کر رہے ہو؟ سب جانتے ہیں کہ کلیمی نے خود اپنی جان لی اور وجہ بھی ہم سے مخفی نہیں؟" اس نے پرعناد نگاہوں سے مجھے گھور کر اضافہ

کیا۔" یہ سب بائیڈ کی دخل در معقولات کا المناک شاخسانہ ہے۔ اس نے ایسے معاملے میں دخل دیا۔ جس کی اہمیت کا اسے رتی بھر علم نہ تھا۔ میں نے اسے خبردار کر دیا تھا۔ پھر بھی اس نے مجرمانہ اقدام ... "

"مسٹر ہیزلٹن۔" گریر نے ٹھنڈے انداز سے اسے ٹوکا۔ "تمہاری بیٹی نے خودکشی نہیں کی بلکہ اسے قتل کیا گیا ہے۔"

"قتل؟" ہیزلٹن چیخ کر بولا۔ "ناممکن۔ کوئی اسے قتل کیسے کر سکتا تھا؟"

گریر اسے سبز کائی اور جھاڑیوں کے متعلق بتلانے لگا۔ لیکن اس کی وضاحت مکمل ہونے سے پہلے ہی ہیزلٹن دلچسپی کھو بیٹھا تھا۔ آخر میں اس کی توجہ بیدار کرنے کے لئے گریر نے قدرے بلند آواز سے کہا۔ "ایک بات واضح ہے مسٹر ہیزلٹن۔ اور وہ یہ کہ بائیڈ نے رات حوالات کی کوٹھڑی میں بسر کی ہے۔ اب جس نے بھی تمہاری بیٹی کو قتل کیا۔ بہرحال بائیڈ نہیں تھا۔"

کوئی آواز خارج کئے بغیر ہیزلٹن کا منہ چند بار کھلا اور آپ سے آپ بند ہو گیا پھر وہ دوبارہ کرسی پر ڈھیر کی صورت پڑ گیا اور آنکھیں بند کر لیں۔

سلویا تیزی سے اس کے پاس گئی اور نبض ٹٹولی۔ چند لمحوں بعد وہ بولی۔

"صدمے اور دباؤ سے عارضی بے ہوشی طاری ہوئی ہے لیکن جلد ہی ٹھیک ہو جائے گا۔"

"میرا خیال ہے اب زیادہ دیر رکنے کا کوئی فائدہ نہیں۔" گریر نے اعلان کیا۔ "جانے سے پہلے یہ واضح کر دوں کہ میری اجازت کے بغیر نہ تو مسٹر ہاسٹن یہاں سے کہیں جائے اور نہ مسٹر ہیزلٹن۔"

"دیکھو لیفٹیننٹ!" ہاسٹن نے احتجاج کیا۔ "تمہیں یوں احکامات صادر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔"

"میں نے کہا ہے۔ یہاں سے کوئی رخصت نہ ہو۔ اور واضح طور پر تمہارا نام لیا ہے۔" گریر نے غرا کر کہا۔ "اگر میرے سخت ہاتھ دیکھنا چاہتے ہو تو کوشش کر دیکھو۔"

پھر تیزی سے دروازے کی طرف جاتے وقت وہ کارٹک سے مخاطب ہوا۔ "ایک آدمی گھر کے باہر اور دوسرا گیٹ پر پہرے پر لگا دو۔ چوبیس گھنٹے نگرانی ہونی چاہیئے۔"

"بہت اچھا لیفٹیننٹ۔" کارٹک نے کہا۔

"بائیڈ!" دروازے میں رک کر گریر بولا۔ "کوٹھڑی تمہارا انتظار کر رہی ہے۔ میں اسے بے آباد نہیں دیکھنا چاہتا۔"

تقریباً تین بجے سہ پہر جب میں سنگی بنچ پر دراز اونگھ رہا تھا، گریر کوٹھڑی میں آیا۔

میں اٹھ بیٹھا اور اکتاہٹ سے ایک انگڑائی لی۔ "اس سیہ خانے میں آمد پر خوش آمدید کہتا ہوں لیفٹیننٹ۔ اب تو کچھ کچھ عادی ہوتا جا رہا ہوں یہاں کی ہوا کا۔ اگر دس سال بعد آؤ گے تو میرا یہاں سے جانے کو جی ہی نہ چاہے گا۔"

اس نے سگرٹ سلگایا اور میرے سر کے ایک فٹ اوپر دیوار کو چند لمحوں تک گھورنے کے بعد بولا۔ "نیویارک میں تمہاری موجودگی کی تصدیق ہو گئی ہے اس لئے فلپ ہیزلٹن کے قتل کا الزام تم پر سے ہٹ گیا ہے۔"

"اور دوسرے الزام کا کیا بنا؟"

"سوچ رہا ہوں" وہ آہستگی سے بولا۔ "یہ شخص پیٹ کا فی چلتا پرزہ اور چالاک لگتا ہے۔"

"یہ خیال کب اور کیسے آیا؟"

"بھئی سوچنے کی بات ہے کہ رات کو تین بجے ہی اسے باہر جانا تھا تاکہ ایک شخص کے کچلا جانے کا عینی شاہد بن سکے۔" وہ بولا۔ "ایک ایسا شاہد جو ہر کام عین وقت پر کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ پھر وہی کلیمی کی تلاش میں جاتا ہے اور جھیل کے درمیان کلیمی کی لاش دیکھ لیتا ہے۔ جہاں کوئی کلیمی کو ڈھونڈنے کا خیال بھی نہیں کر سکتا۔ میرا خیال ہے ایسے کاموں میں وہ بڑا تجربہ رکھتا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ آگے کہو۔" میں نے کہا۔

اس نے دھوئیں کی ایک باریک سی لکیر چھت کی طرف اڑا دی۔ "میں نے ٹاود کے چال چلن کی پڑتال بھی کرائی۔ پچھلے چار سال میں پانچ چھ مرتبہ اس کا لائسنس ضبط ہوتے ہوتے بچا۔ کیونکہ ثبوت ناکافی تھا۔ ہر مرتبہ اس پر جعلسازی سے لے کر مصنوعی طلاق تک مختلف الزامات عائد کیے گئے۔ بے حد حریص شخص تھا۔ اور ایک ڈالر کے لیے بکنے پر آمادہ۔ رپورٹ کے مطابق اس حالت کو پہنچ چکا تھا۔ جہاں اصلاح کی کوئی امید باقی نہیں رہتی۔"

"کوئی اور اچھی خبر لیفٹیننٹ؟" میں نے پوچھا۔

جواب دینے سے پہلے وہ ایک طویل لمحے تک مجھے گھورتا رہا۔ "ہاں۔ تمہاری بیان کردہ کہانی بھی مضحکہ خیز حد تک بے جان اور عجیب لگتی ہے۔ بہرحال میں نے

ٹرسٹ فنڈ کے سب کھاتوں کو چیک کرنے کا حکم دے دیا ہے اور اب ان کی پڑتال ہو رہی ہو گی۔"

"بہت خوب" میں نے کہا۔ "اسی طرح کام کرتے رہے تو میرے لئے پندرہ سال کی سزائے قید پکی ہو جائے گی۔"

گریبر نے سگریٹ کا ٹکڑا فرش پر پھینک دیا اور اسے مسلتے ہوئے بولا۔ "تمہارے نے پانچ ڈالر بنتے ہیں۔"

"وہ کس خوشی میں؟"

"تمہارے لئے میں نے ضمانت کا انتظام کر دیا ہے۔"

میں اسے تکتا رہا۔ پھر بولا۔ "یہ معلوم نہیں تھا کہ مذاق کرنے کی حس بھی رکھتے ہو۔"

"یہ مذاق نہیں۔ میں نے سوچا۔ ضمانت پر تمہیں رہا کر دیا جانا چاہیئے اور بڑی مشکل سے دلیلیں دے کر تمہاری ضمانت پر اعلیٰ حکام کو آمادہ کیا۔"

آہستہ آہستہ اٹھتے وقت میں نے کہا۔ "تو واقعی تم مذاق نہیں کر رہے ہو؟"

"اگر ٹھہرے رہے تو کرایہ چارج کر لوں گا۔"

"کون کم بخت یہاں ایک پل بھی رکے گا۔" میں نے شاد ہو کر کہا۔

"ابھی نہیں" وہ بولا۔ "پہلے چند تلخ باتیں سن لو۔"

"سن رہا ہوں۔"

"اگر یہ شہر چھوڑنے کا قصد کیا تو میری حمایت کی توقع نہ کرنا" دبے دبے جوش کے ساتھ وہ بولا۔ "تمہارے لئے میں نے اپنی گردن اس حد تک شکنجے میں دے

دی ہے کہ معمولی سی حرکت بھی میری گردن قطع کر کے رکھ دے گی۔ اس بات کو ایک لمحے کے لیے بھی فراموش نہ کرنا۔"

"وعدہ رہا۔" میں نے صدق دل سے کہا۔ "پکا وعدہ"

نفرت انگیز انداز سے اس نے دانت بھینچ لیے۔ "وہ سب پرلے درجے کے جھوٹے ہیں۔ فارم پر مقیم ہر شخص جھوٹ اور فریب کی پوٹ ہے۔ کوئی بھی حقیقت بیان کرنے پر آمادہ نہیں۔ بتا سکتے ہو، ایسا کیوں ہے؟"

"ان میں سے کچھ تو حقیقت بیانی کی جرأت ہی نہیں کر سکتے اور کچھ لوگ خوف کے مارے ایسا نہیں کر رہے۔" میں نے جواب دیا۔

"ہاں ایسا ہی لگتا ہے۔" اس نے پرخیال انداز میں کہا۔ "اگر وہ جھوٹ بولتے رہے تو ہم کہیں نہ پہنچ سکیں گے۔ میرا خیال ہے ہمیں بھی اب عیاری سے کام لینا چاہیے۔"

"ہونا تو یہی چاہیے۔" میں نے تائید کی۔

"ممکن ہے کامیابی نصیب نہ ہو۔" وہ بڑبڑایا۔ "بہرحال کوشش کر دیکھنی چاہیے۔ میرا خیال ہے کہ تم جا کر ان سب کے درمیان رہو اور دیکھو کیا ہوتا ہے۔"

"اس صورت میں یہ بھی ممکن ہے کہ میرے سر پر بھی پتھر سے الجھ جائیں یا پھر اوندھے منہ جھیل میں تیرتا دکھائی دے جاؤں۔" میں نے امکان ظاہر کیا۔

"خدشہ ضرور ہے لیکن خدشہ مول لیے بغیر چارہ بھی نہیں۔" وہ بولا۔ "کلیمی ہیز لٹن کے متعلق میڈیکل رپورٹ مل گئی ہے۔ بے شک اس کی ہلاکت ڈوبنے سے واقع ہوئی۔ پھیپھڑے پانی سے بھرے ہوئے تھے لیکن سر کے پیچھے ایک گومڑ

بھی بنا ہوا تھا۔ یوں لگتا ہے۔ پہلے سر پر ضرب رسید کر کے بے ہوش کر دیا گیا اور پھر اسے جھیل میں ڈبو دیا گیا۔" گمریر نے یوں کندھے اچکائے جیسے ساری دنیا کے گناہوں کا بوجھ کندھوں پر سے جھٹک رہا ہو۔ "ممکن ہے۔ کسی نے اس کا سر اتنی دیر تک پانی میں پکڑے رکھا ہو کہ ہلاکت یقینی ہو جائے۔"

"بڑا خوبصورت انکشاف ہے۔" میں بولا۔ "بہرحال مجھے وہاں جا کر کیا کرنا ہوگا؟"

"یہ تم جانو، تمہارا کام۔" اس نے کہا۔ "میں نے تمہیں ضمانت پر رہا کر دیا ہے۔"

"میری کار کا کیا بنے گا؟" میں نے پوچھا۔

گمریر نے منفی طور پر سر ہلایا۔ "کار نہیں ملے گی۔ شہادت کے طور پر۔ جیل کر فرار ہونے کا الزام اب بھی تمہارے سر پر لٹک رہا ہے۔ اس سے بچنا چاہتے ہو تو مدافعت کرتے ہوئے اپنی حفاظت کی کہانی کو جاندار بنا دو۔"

"سمجھ گیا۔" میں بولا۔ "تم ایک نفیس انسان ہو لیفٹیننٹ۔ کاش میں تم پر کچھ زیادہ اعتماد کر سکتا۔"

"کرو نہ کرو، تمہاری خوشی۔ میں تو دہرے قتل کی واردات کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔" وہ کشیدہ آواز میں بولا۔ "اخلاقی تقاضے عدالت کے لیے ہوتے ہیں۔ میں اپنی کتابوں اور روزنامچوں کو صاف ستھرا رکھنے کا خواہاں ہوں۔"

"ایک بات بتاؤ۔ اگر ضرورت ہو تو کیا وہاں تمہارے اختیارات کو بطور دھمکی استعمال کر سکتا ہوں؟"

"نہیں۔" اس نے سر کو جھٹکا دیا۔ "ایسا کرنا ٹھیک نہ ہوگا۔ میں وہاں سے

پہرا اٹھا رہا ہوں، آج ہی۔"

"گیٹ والے سپاہی کو بھی ہٹا لینا۔"

"ہاں۔ اسے بھی ہٹا رہا ہوں۔" وہ کہنے لگا۔ "کوئی خاص بات تمہارے ذہن میں ہے شاید۔ مگر نہیں۔ مجھے بتانے کی ضرورت نہیں۔ میں پہلے ہی بڑا الجھا ہوا ہوں۔"

"بہت اچھا۔ کیا اب اجازت ہے؟"

وہ میرے ساتھ راہداری تک آیا اور پھر ہتھیلی میری ناک کے قریب پھیلا کر بولا۔ "ایک بات بھول رہے ہو۔ میرے پانچ ڈالر دیتے جاؤ۔"

۱۰

میں تقریباً بھاگتا ہوا باہر کھلی فضا میں نکل گیا۔ واپس ہوٹل چلتے وقت کرایہ کی کاروں کی ایک ایجنسی پر رکا، کریڈٹ کارڈ دکھایا اور ایک کنورٹیبل کار حاصل کر کے ہوٹل تک باقی راستہ اس میں طے کیا۔

ہوٹل کے کمرے میں وارد ہونے کے بعد اپنے دفتر کال کی اور فران جارڈن کو اختصار سے پراویڈنس میں وقوع پذیر حالات سے آگاہ کر دیا۔ آپ بیتی ختم ہونے پر وہ متفکرانہ انداز سے بولی۔ "ڈیبی۔ مصیبت میں جان پھنسا بیٹھے ہو۔ اب

کیا ارادہ ہے؟ کیا مارتھا کو دو ہزار واپس کر رہے ہو؟"

"وہ کیوں؟"

"اپنی بہن کی جان بچانے کے لیے اس نے تمہاری خدمات حاصل کی تھیں مگر تم ناکام رہے۔"

"تو کیا ہوا۔ اس فیس کو اپنانے کے لیے میں نے تھوڑی جان ماری ہے؟ اب بھی ایک مقدمے میں پھنسا ہوا ہوں۔"

"کیا لڑنے کے لیے فون کیا تھا؟"

"نہیں۔" میں نے جھنجھلا کر کہا۔ "فون کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جمی ریگن سے رابطہ قائم کر دو اور اسے میرے موجودہ مقدمے کے سلسلے حالات بتاؤ۔ اگر واقعی یہ مقدمہ چل پڑے تو جمی ریگن یہاں آکر کاروائی کرے۔"

"جمی ریگن؟" فران نے دہرا کر پوچھا۔ "کون ہے وہ؟ کیا کوئی غنڈا دوست ہے تمہارا؟"

"وہ ایک وکیل ہے۔" میں نے گھٹی ہوئی آواز میں بتایا۔ "نیویارک کا ایک بہترین وکیل۔"

"بہت بہتر۔ میں معلوم کر لوں گی۔ اور کوئی بات؟"

"کوئی نیا موکل وارد ہوا؟"

"نہیں۔ البتہ دفتر کا مالک کرایہ لینے آیا تھا اور ہاں، تم نے یہ پچھلے اتوار کو دوستوں کے ساتھ پوکر کھیلنے کا عذر کیوں پیش کیا؟ جب ضرورت ہوا کرے، کہہ دیا کرو۔ رات میرے ساتھ میرے گھر پہ گزاری ہے۔ میں تائید کر دیا کروں گی۔"

"فران۔" میں نے بھونچکا ہو کر کہا۔ "بڑی فراخدلانہ پیش کش کر رہی ہو۔ بڑی بڑی بڑی بڑی مہربانی۔"

"اوہ ایسی کوئی بات نہیں۔" وہ ہنس کر بولی۔ "میں بھی اکثر ملاقاتیں ٹالنے کے لئے یہی بہانہ کیا کرتی ہوں یعنی کہہ دیا کرتی ہوں کہ رات تمہارے ساتھ تمہاری فیامگاہ پر بسر کروں گی۔ چنانچہ تمہیں بھی یہ حق ملنا چاہیئے۔ ہیں نا؟"

میں بے بسی سے گٹ گٹ کر کے ہنس رہا تھا۔ کہ اس نے فون بند کر دیا۔

اس کارروائی کے بعد میں غسل خانے میں چلا گیا اور ایک قسم کا ہفتہ صفائی مناتے ہوئے وہ تمام غلاظت بھی دور کی جو سلویا ویسٹ کے ساتھ فارم میں واقع کوٹھے میں گھاس کے ڈھیر پر لگی تھی۔ پھر نیا لباس پہنا اور کوٹ کے نیچے ہارنس میں میگنم رکھ لیا۔ اس اثنا میں میری ہدایت پر روم سروس والوں نے کاگنیک (فرانسیسی شراب) اور برف مہیا کر دی تھی۔ اس کا جام بھر کر چسکیاں لگاتے ہوئے زندگی بڑی شاندار اور دلکش معلوم دینے لگی۔ مگر اچانک گمریر کا خیال آ گیا اور سوچا، زندگی اتنی حسین ہرگز نہیں۔

دوسرا جام سپ کرتے ہوئے تندہی سے سوچا کہ گمریر کی ہدایات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے کیا کیا اقدامات کرنا ہوں گے؟ پندرہ منٹ کی سوچ بچار کے بعد آخر ایک نادر تجویز ذہن میں آ گئی۔ ٹھیک ہے۔ گاڑی لیکر فارم پر پہنچوں گا۔ دروازے پر دستک دوں گا۔ اور پھر اندر جا کر دیکھوں گا۔ کہ کیا ہوتا ہے۔ دوبارہ غور و خوض پر بھی اس تجویز میں کوئی خرابی نظر نہ آئی۔ یہ تدبیر اتنی شاندار نہ سہی، اتنی بری بھی نہ تھی۔

انہی خیالوں میں گم تھا کہ دروازے پر مدھم سی دستک ہوئی۔ میں اٹھا اور جا کر دروازہ کھول دیا۔ لبوں پر لاتعلق سی مسکراہٹ لئے سلویا ویسٹ وہاں کھڑی تھی۔

"ڈینی۔" وہ رکتے رکتے بولی۔ "پولیس نے بتایا کہ تم آزاد کر دیئے گئے ہو۔ بڑی خوش آئند خبر ہے۔"

"ہاں کچھ ایسی ہی بات ہے۔" میں بولا۔ "تم بتاؤ تمہارے حافظے کا کیا حال ہے؟ کوئی کوئی بات اب بھی بھول جایا کرتی ہو؟"

"اسی سلسلے میں بات کرنے آئی ہوں ڈینی۔" اس نے مدھم آواز میں کہا "مجھے اندر نہیں بلاؤ گے؟"

اس نے سیاہ کشمیری سویٹر کے نیچے شارک کی جلد کی سفید سکرٹ پہن رکھی تھی اور اگرچہ زلفوں میں سوکھی گھاس کے تنکے نہیں تھے مگر میرے ذہن میں ایک حسین یاد ابھی تک تابندہ اور روشن تھی۔ میں بولا۔ "ضرور بلاؤں گا۔ آؤ، آ جاؤ شکر ہے میرا نام تو تمہیں یاد رہ گیا۔"

اندر آ کر وہ ایک آرم چیئر پر ٹک گئی۔ میں نے کاگنیک کے متعلق پوچھا اور اثبات میں جواب پانے پر اس کے لئے بھی ایک جام تیار کر دیا۔ پھر اپنا جام لیالب بھر کر اس کے مقابل جا بیٹھا۔

"ڈینی۔ میں شرمندہ ہوں کہ میں نے لیفٹیننٹ گمریر سے یہ کہا کہ سوروں کے باڑے اکٹھے دیکھنا مجھے یاد نہیں۔" اس کی آواز سے خجالت ٹپک رہی تھی۔ "اس جھوٹ پر مجھے بڑا افسوس ہے ڈینی۔ لیکن یقین کرنا کہ میں اسے حقیقت بتانے کی

جرأت نہ پیدا کر سکی تھی۔

"آخر کیوں؟"

"میں بڑی خوفزدہ ہو گئی تھی"

"کس سے۔ اظہار حقیقت سے؟"

اس نے سر ہلایا۔ "نہیں۔ بلکہ اس لئے کہ سچ بولنے پر جانے کیا کچھ ہو جائے"

"ذرا وضاحت کرو۔ میں کچھ سمجھا نہیں۔"

"تم نہیں جانتے پچھلے چوبیس گھنٹوں کے درمیان گھر میں کیا انقلاب آچکا ہے۔" اس نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔ "اب وہ گھر خوف کا گڑھ بن چکا ہے۔"

"سنسنی خیز واقعات کے لئے اگلے ہفتے اپنے ٹی وی سیٹ پر یہ مسلسل ڈرامہ ضرور دیکھیں" میں نے ٹی وی اناؤنسر کی نقل اتارتے ہوئے طنزاً مسکرا کر کہا۔

"یہ کیا ڈرامہ کھیل رہی ہو؟ مجھے تھام لو! میں خوفزدہ ہوں! ۔ آخر کیا حقیقت نہ بتانے کی کوئی معقول وجہ ہو گی؟"

تھکے ماندے انداز سے کندھے اچکا کر وہ اٹھتے ہوئے بولی۔ "تمہیں یقین نہیں آیا ڈیئر، اچھا نہ سہی۔ مجھے افسوس ہے کہ خواہ مخواہ یہاں آنے کی زحمت اٹھائی" اور اس نے دروازے کی طرف قدم بڑھا دیا۔

"سنو تو جلدی کی کیا ضرورت ہے۔" میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا: "اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ تمہاری کہانی سننے کی زحمت گوارا کر لیتا ہوں۔"

"کوئی ضرورت نہیں۔" وہ تنک کر بولی۔ "کہانی سنا کر تمہیں بور نہیں کرنا چاہتی۔"

میں نے اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اسے گھما دیا اور اس کا منہ اپنی طرف کرنے کے بعد آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔ "یہ بتاؤ۔ آج کیا زہر جامہ پہن رکھا ہے؟"

اس نے ہنسی روکنے کی کوشش کی مگر ناکام رہی۔ میں اسے کرسی تک لے گیا اور بیٹھانے کے بعد اس کے لئے دوسرا جام بھر دیا۔ پھر جام اس کے سامنے رکھا۔ اور بیٹھتے ہوئے کہا۔ "ہاں تو شروع ہو جاؤ۔"

وہ سنجیدہ ہو کر بولی۔ "جانتے ہو مسٹر ہیزلٹن نے مجھے کیوں ملازم رکھا تھا؟"

"ہاں جانتا ہوں۔ کلیمی کی دیکھ بھال کے لئے۔"

"میرا مطلب ہے، کلیمی کی دیکھ بھال کے لئے اسے ایک نرس کی کیوں ضرورت لاحق ہوئی تھی؟"

"مجھے یاد ہے تم نے خود یہ باتیں بتائی تھیں اور خود ہیزلٹن کی زبانی بھی سن چکا تھا کہ ہیزلٹن کی اہلیہ کی طرف سے پاگل پن وراثت میں چلا آرہا ہے اور اسی لئے ہیزلٹن بہت متفکر تھا۔"

"یہی بات ہے۔" سلویا نے سر کو خفیف سی حرکت دی۔ "مگر تم پھر بھی کلیمی کو سمجھ نہ پائے ہو گے۔ وقت ہی نہ ملا ہو گا۔ لیکن شاید پھر بھی کوئی بات تمہارے نوٹس میں ہو؟"

"کیا بات؟" میں نے سوال کیا۔

"وہ گھڑی میں تولہ، گھڑی میں ماشہ قسم کا مزاج رکھتی تھی۔ ابھی تو خوشی

سے بے حال ہو رہی ہے اور فلک شگاف قہقہے بلند کر رہی ہے مگر اگلے ہی لمحے ضدی
اور اکھڑ بن جاتی اور کسی سے بات کرنا بھی گوارا نہ کرتی۔"

"ہو سکتا ہے، ایسا ہی ہو۔" میں نے محتاط الفاظ استعمال کیے۔ "مگر تمہارے
الفاظ سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ کسی سنگین اقدام پر اتر سکتی تھی۔"

"یہی تو کہہ رہی ہوں کہ پچھلے دو ماہ سے اس کے ساتھ ہوں۔" اس نے
جواب دیا۔ "ڈیئی۔ میں نے پیشہ ورانہ انداز سے اس کی نگرانی کی ہے اور میرا اندازہ
تھا کہ جلد یا بدیر وہ یقیناً خودکشی کی مرتکب ہو گی۔ میں نے ایسے کئی مریض دیکھے ہیں
ان کے انداز و اطوار بھی ایسے تھے۔"

"تمہاری پیشہ ورانہ مہارت کا اعتراف کرتا ہوں۔ مگر یہ بتاؤ کہ اگر کلیمی سے
خوفزدہ تھیں تو اب کیوں سہمی ہوئی ہو؟ اس کا بھوت ڈرا رہا ہے تمہیں؟"

"کلیمی سے میں کبھی خوفزدہ نہیں ہوئی ڈیئی۔" اس نے نرمی سے کہا۔ "میں اسے
اچھی طرح جان گئی تھی اور ہم دونوں سہیلیاں بن گئی تھیں۔ وہ مجھ پر اعتماد کرنے
لگی تھی۔ اگر کبھی وہ تشدد پر اتر آتی تو یقین ہے کہ مجھے ہرگز نقصان نہ پہنچاتی۔"

"تو پھر کس سے خائف ہو؟"

اس نے ہولے سے ہونٹ کاٹا۔ "بتا دوں تو تم مجھ پر ہنس دو گے۔"

"جانِ من۔ خوفزدہ لوگوں پر ہنسنا میری عادت نہیں۔"

"میں مارتھا سے ہراساں ہوں۔"

"مارتھا!"

سلویا نے بے بسی سے ہاتھوں کو حرکت دی۔ "تم ہنستے نہیں، مگر تم نے

میری بات پر یقین بھی نہیں کیا اور یہ ہنسنے سے بدتر ہے۔"

"تو مارتھا تمہیں ہراساں کر رہی ہے؟"

"صرف مجھے نہیں۔" اس نے پتھریلے انداز سے کہا۔ "بلکہ دوسروں کو بھی خائف
کیے ہوئے ہے۔"

"پیٹ کو بھی؟"

"پیٹ کے متعلق کچھ زیادہ علم نہیں۔ کبھی کبھی وہ عجیب سی نظروں سے دیکھ
لیتا ہے۔ بہرحال اتنا جانتی ہوں کہ گریگ بھی اس سے خوفزدہ ہے۔ میرا مطلب
ہے مارتھا سے اور۔۔"

"گریگ؟" میں نے استفہامی انداز سے کہا۔

"ساری۔ میری مراد ہاسٹن سے ہے۔"

"مجھے علم نہ تھا کہ اس برقی کمپیوٹر کا کوئی کرسچین نام بھی ہو سکتا ہے۔" میں
نے کہا۔

سلویا اپنی رو میں کہتی گئی: "مارتھا میری کیے وہم کی مریض ہے اور مرض کافی
ترقی کر چکا ہے۔ اس میں ایسے مریضوں کی تمام عیاریاں اور سفاکیاں بدرجہ اتم پائی
جاتی ہیں۔ عادت کے مراق میں مبتلا مریضوں کے اخلاق کا کوئی معیار نہیں۔ اگر
کسی مفسد اور راہ میں حائل ہونے والے شخص سے وہ کسی اور طرح نجات نہ پا سکیں
تو قتل سے بھی گریز نہیں کرتے۔"

"کیا یہ سمجھ رہی ہو کہ مارتھا نے کلیمی کو قتل کیا ہے؟" میں نے واضح
سوال پوچھا۔

"مجھے یقین ہے، یہ اسی کا کام ہے۔" سلویا نے پورے وثوق سے کہا۔ "اتنا ہی یقین جتنا اس بات پر کہ فلپ ہیزلٹن کو بھی اسی نے قتل کیا ہے۔"

"اگر اس کیس میں پاگلوں کا کوئی سردار ہے۔ تو وہ تم ہو۔" میں نے سنجیدگی سے کہا۔ "آخر وہ اپنے بھائی اور بہن کے خون سے کیوں ہاتھ رنگتی؟"

"بتا چکی ہوں کہ امارت کے مراق میں مبتلا مریض عام انسان کے انداز میں نہیں سوچتا۔ لیکن ڈیڈی! تمہیں قائل کرنے کی کوشش لاحاصل ہے۔ میرے کچھ کہنے سے پہلے ہی تم نے مجھے غلطی پر تصور کر لیا ہے۔"

کسی عورت کے ساتھ گفتگو کرنے میں یہ بڑی قباحت ہوتی ہے کہ وہ عورت ہے خصوصاً ایسے حالات میں جبکہ سیاہ کشمیری سوئیٹر کے نیچے دو ابھار مدوجزر کی حالت میں ہوں۔ سکرٹ اپنے مقام سے دو تین انچ اوپر کی جانب سرک چکی ہو۔ اور گھٹنے کے عقبی کنوئیں نیزلان کی مدور گولائی کو نمایاں کر رہی ہو۔ ایسے عالم میں مخاطب کے کان ضرور اس کی بات سنتے ہیں مگر ساری توجہ اور انہماک قیامت آسا نشیب و فراز میں جذب ہو چکا ہوتا ہے۔

میں نے بمشکل ان ہیجان خیز مقامات پر سے نظریں ہٹائیں اور کہا۔ "میں نے کچھ بھی تصور نہیں کیا بلکہ سنجیدگی سے تمہاری باتیں سن رہا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ مارتھا کا رویہ اکھڑ اور سرکش ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ رویہ اس کے والد کی وجہ سے ہے۔ ایسے حالات میں یہ رویہ فقید المثال نہیں کہا جا سکتا۔"

"تم جو جی چاہے تاویل کرو۔ بہر حال یہ امارت کے مراق کے آثار ہیں۔" وہ بولی۔ "علاوہ بریں اپنے بھائی اور بہن کو قتل کرنے کے لئے ایک معقول وجہ بھی

ہے مسٹر ہاسٹن نے اس ٹرسٹ فنڈ کے متعلق مجھے بتایا ہے۔ جو اس کی ماں چھوڑ گئی ہے۔ اس فنڈ کے تینوں بہن بھائی برابر کے حقدار تھے۔ اب صرف مارتھا رہ گئی ہے اور سارا ٹرسٹ فنڈ اسی کو ملے گا۔"

"کہتی جاؤ۔" میں بولا۔

"کل صبح جب پتہ چلا کہ مس کلیمی غائب ہے تو میں مارتھا کے کمرے میں گئی اور اسے بتایا۔" سلویا آہستہ آہستہ کہہ رہی تھی۔" وہ اس وقت بستر میں تھی۔ میری بات سن کر وہ عجیب انداز سے مسکرا دی۔ ایسی مسکراہٹ زندگی میں پہلے میری نظر سے نہیں گزری۔ یہ بڑی خوفناک مسکراہٹ تھی ڈیڈی اور آہستہ آہستہ اس کے چہرے پر یہاں سے وہاں تک پھیل گئی۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ ....

.... اپنی بہن کی گمشدگی کے متعلق وہ جیسے پہلے سے باخبر تھی۔ اس کی مسکراہٹ پکار پکار کر مس کلیمی کے انجام سے آگاہی کی چغلی کھا رہی تھی اور اب وہ لطف اندوز ہو رہی تھی۔ میری پریشانی پر مسکرا رہی تھی۔ جیسے اسے معلوم ہو کہ معاملہ صرف غائب ہونے کا نہیں۔"

"میرے خیال میں کلیمی کے ساتھ رہتے رہتے تمہارے اپنے اعصاب متاثر ہو چکے ہیں اور تمہیں چھٹی کی ضرورت ہے۔"

"ڈیڈی!" کرسی پر آگے کی سمت جھکتے ہوئے وہ چیخ کر بولی۔ "صرف میرا ہی یہ خیال نہیں بلکہ مسٹر ہاسٹن کا بھی یہی خیال ہے اور شاید ہیٹ کا بھی۔ ہم نے مسٹر ہیزلٹن کو سمجھانے کی کوشش کی مگر اس نے کوئی توجہ نہ دی۔ یہی وجہ ہے کہ ہم بے بس ہو کر رہ گئے اور کچھ نہ کر سکے۔ وہ سارا وقت ہماری یوں نگرانی کرتی

ہے جیسے شکرا معمولی سی چڑیا کی پرواز دیکھ رہا ہو۔ مجھے یقین ہے کہ اگر میری کسی بات پر مشتعل ہو جائے تو مجھے بھی اسی آسانی سے قتل کر دے گی جیسے دوسروں کو کیا۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے پولیس کو سوروں کے باڑے کی بابت کچھ نہیں بتایا۔ میں ڈر گئی کہ اگر مارتھا کو معلوم ہو گیا کہ مجھے باڑے میں مدفون لاش کے متعلق پتہ ہے تو جانے میرا کیا حشر کرے۔"

"لیکن یہ بھی سوچو کہ پولیس کے پہنچنے سے پہلے سویٹ ولیم کو دوسرے باڑے میں وہ کیسے منتقل کر سکتی تھی؟ اس دن وہ نیویارک میں تھی۔" میں نے اعتراض کیا۔

یہ سوال سن کر وہ ایک طویل لمحے تک مجھے گھورتی رہی۔ اس کا منہ لٹک گیا تھا۔ پھر وہ آہستہ سے بولی: "اس کا مجھے خیال ہی نہیں آیا۔ تو پھر... سویٹ ولیم کو پیٹ دوسرے باڑے میں لے گیا ہوگا۔"

"اگر یہ پیٹ کا کام تھا تو پھر مارتھا کا کیا سوال؟"

"فلپ کو قتل کرنے میں پیٹ نے اس کی مدد کی ہوگی" وہ جوش میں آ کر بولی "ہاں وہ اس کا ساتھی ہوگا۔ یہ بات جچتی ہوئی لگتی ہے ۔۔۔ ہے نا؟"

"کچھ زیادہ نہیں۔" میں نے کہا۔

"ڈینی!" اس کی آواز میں ہیجان اور اضطراب کی لہر ابھر آئی۔ "تم نے یاد دلایا کہ اس دن مارتھا نیویارک میں تھی۔ اس صورت میں پیٹ کے سوا سویٹ ولیم کو دوسرے باڑے میں کون لے جا سکتا تھا؟"

"ایک اور ساتھی بھی ہو سکتا ہے۔"

"وہ کون؟"

"تم۔"

وہ اچھل کر دو قدم آگے بڑھ آئی۔ آنکھیں حیرت اور اضطراب سے چوڑی ہو چکی تھیں۔ "کیا واقعی یہ سمجھتے ہو کہ قتل جیسے ہولناک جرم میں میرا ہاتھ ہو سکتا ہے؟ اگر یہی سوچ ہے تو تمہارا دماغ چل گیا ہے۔ میں..... آخر ان دونوں کو قتل کرنے میں میرا کیا مفاد تھا بھلا؟"

"گرم ہونے کی ضرورت نہیں۔" میں نے کہا۔ "میں نے محض دوسرا امکان ظاہر کیا تھا۔"

سلویا چند لمحوں تک وحشت سے مجھے گھورتی رہی۔ پھر اس کے تنے ہوئے کندھے جھک کر اپنے مقام پہ آ گئے اور وہ مسکرا دی۔ "آئی ایم سوری ڈینی شاید ٹھیک کہتے ہو کہ میرے اعصاب متاثر ہو چکے ہیں۔ جبھی اتنی جلد حواس کھو بیٹھی۔"

"یہ بتاؤ۔ آج سہ پہر کیسے شہر آنا ہوا؟"

"لیفٹیننٹ گمبر نے فون کر کے مسٹر ہیز لٹن کو بتایا کہ فلپ کے قتل کا الزام تمہارے سر سے ہٹ گیا ہے اور جیل کو فرار ہونے کا الزام باقی ہے مگر تمہیں ضمانت پہ رہا کر دیا گیا ہے۔ اس پر مسٹر ہیز لٹن بہت سیخ پا ہوا اور کہا کہ یہ تو انصاف کا منہ چڑانے کے مترادف ہے۔ پھر مسٹر ہیز لٹن نے ہمیں یہ خبر سنا دی۔ لنچ میں تنہائی پا کر مسٹر ہاسٹن نے مجھ سے بات کی۔ اسی کی ترغیب اور اصرار پہ تم سے ملنے آئی ہوں۔"

اچانک اس کی آنکھوں میں شوخ چمک ابھر آئی اور وہ آہستہ سے بولی: "اس لئے بھی چلی آئی کہ چلو ایک ملاقات اور سہی!"

"ہاسٹن کو یہ خیال کیوں آیا؟" میں نے سوال کیا۔

"اس کا خیال تھا کہ شاید مارتھا کے متعلق سنجیدگی سے سوچ سکو؟ وہ بلا تکلف بیان کرنے لگی: "اگرچہ یہ حقیقت ہے مگر ہاسٹن کو یہی توقع تھی کہ تم یقین نہ کرو گے۔ لیکن کم از کم سن تو لو گے۔ پھر ہاسٹن نے تجویز پیش کی کہ تم فارم پر آکر چند روز قیام کرو اور خود حالات کا جائزہ لو۔ اس نے کہا تھا۔ پائیڈ کو بتا دینا کہ میں اس سے یقین کرنے کا مطالبہ نہیں کرتا بلکہ یہ چاہتا ہوں کہ خود اپنی آنکھوں سے حالات دیکھ لے۔"

"ہاسٹن کی بڑی ذرہ نوازی ہے کہ وہ مجھے مہمان بننے کی دعوت دے رہا ہے لیکن وہ گھر کا مالک نہیں اور تم اچھی طرح جانتی ہو کہ مسٹر ہیزلٹن میرے متعلق کیسے خیالات رکھتا ہے۔ جیسے ہی دروازہ پر پہنچوں گا۔ وہ زبان کے تیر و نشتر سے میرا استقبال کرے گا۔"

"ہاسٹن نے کہا ہے تمہارے پاس ایک معقول بہانہ ہے۔ مارتھا تمہاری موکلہ ہے اور تم اس کے قریب رہنے پر یہی وجہ اصرار کر سکتے ہو کہ اسے کوئی حادثہ نہ پیش آجائے"

"اچھی سوچ ہے۔" میں نے کہا۔ "ایک خیال آتا ہے اور وہ یہ کہ آج تک کسی شخص نے اپنے آپ کو قاتل ثابت کرنے کے لئے جاسوسوں کی خدمات حاصل نہ کی ہوں گی جیسا کہ تمہارے خیال کے مطابق مارتھا نے کی ہیں۔"

"مسٹر ہاسٹن نے ...."

"ہاں مجھے یقین ہے مسٹر ہاسٹن نے اس نکتے پر غور کیا ہو گا" میں نے اس کی بات کاٹ دی۔ "اور اگر میں اپنی موکلہ کو قاتل ثابت کر دوں تو مسٹر ہاسٹن مجھے معقول معاوضہ ادا کرنے پر بہ دل و جان آمادہ ہو گا۔"

طوبیلا نے آہستگی سے سر ہلایا اور اس کی آنکھوں میں پھر طلب کی چنگاریاں روشن ہونے لگیں۔ وہ میرے قریب آگئی اور ہم نے ایک دوسرے کے حساس مقامات کا لمس حاصل کرنا شروع کر دیا۔ پھر وہ گھٹی گھٹی آواز میں بولی۔ "ڈینی۔ تم وہاں ضرور آکر رہو۔ اور کسی کے لئے نہیں تو میرے لئے سہی۔"

اس کے بازو سرک کر میرے گلے کا ہار بن گئے اور چہرہ مدعوکن انداز سے اوپر اٹھ گیا۔ اس دعوت کو ٹھکرانا کفران نعمت ہوتا چنانچہ میں نے اپنے ہونٹ اس کے نرم اور گرم لبوں پر رکھ دیئے۔ اس لطیف لمس سے وہ گویا پگھلنے لگی اور اپنا بھرپور جواب دیا کہ اس کی بوسہ بازی کی صلاحیت کا قائل ہو گیا۔ اس فن میں یہ نرس اتنی ماہر تھی کہ تین ہفتوں تک بیمار رہنے والے مریض کو پلک جھپکنے میں صحت یاب کر دیتی۔

کچھ دیر تک ہم آغوش کی حالت میں ہم کھڑے رہے۔ پھر جب کندھوں پر بازوؤں کا دباؤ کم ہوا تو میں اسے اٹھا کر بستر پر لے گیا اور وہاں ڈال دیا۔

"ڈینی۔" وہ خوشی سے چہکتے ہوئے بولی۔ "تم جیسا عمل پسند شخص آج تک نہیں دیکھا۔"

بستر پر بیٹھ کر میں نے ایک لمحے کے لئے اس کی طرف دیکھا۔ دونوں ہاتھ سر کے پیچھے باندھنے کے بعد بڑے مطمئن انداز سے وہ نیم دراز تھی۔ شاید اسے توقع تھی کہ ابھی عشق کے سارے مرحلے طے ہونے کو ہیں۔

ہاتھ بڑھا کر میں نے اس کی قیمتی شارک سکن کی سکرٹ گھٹنوں تک ....

اوپر اٹھا دی اور ٹانگوں کی ہموار اور نرم قوسیں نمایاں ہو کر قلب و نظر کو برمانے لگیں

جرابوں کے اوپر وہی نفیس گارٹر (گیٹس) تھے، جو میں پہلے ایک مرتبہ دیکھ

چکا تھا تنگے برہنہ رانوں کے بعد فیتہ لگے زیر جامے نے ممنوعہ علاقے کو مستور کر رکھا تھا۔ میں نے ایک ایک کر کے دونوں گارٹر ٹانگوں سے نیچے لے جا کر اتار لئے اور انہیں جیب میں ڈال لیا۔

"ڈیزی" اس نے بوجھل آواز میں پوچھا۔ "یہ کیا کر رہے ہو؟"

"یہ گارٹر بڑے خوبصورت ہیں۔" میں نے جواب دیا۔ "اور تمہاری یادگار کے طور پر اپنے پاس رکھنا چاہتا ہوں۔"

وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ "کیا کہہ رہے ہو؟"

"عشق کے سارے مرحلے پہلے طے ہو چکے ہیں۔ شباب، محبت اور سرور و کیف۔ غروب آفتاب کا منظر بھی دیکھا اور پام کے درختوں میں ہواؤں کی لطیف آہیں بھی سنیں۔ اب الوداع جان عاشق۔ غم نہ کرنا کہ ہجر بھی ہمارا مقدر ہے۔ سلویا چاہو تو ایسے ہی اور لطیف الفاظ بھی شامل کر لو۔"

"مطلب کیا ہے تمہارا؟"

"جان من۔ اب یہ نخرے چھوڑ دو۔" میں نے گرمجوشی سے مسکرا کر کہا۔ "اب دھوکہ نہیں کھاؤں گا۔ البتہ یہ ضرور یاد رکھوں گا۔ کہ تم جیسی حسین کیتا کی بچی سے آج تک واسطہ نہیں پڑا۔" میں بستر سے اٹھا اور جا کر سگریٹ سلگا لیا۔

"ڈیزی!" اس نے الجھ کر کہا۔ وہ اب بھی بستر پر تنی کمان بنی بیٹھی تھی اور آنکھیں مختلف قسم کی چنگاریاں خارج کرنے لگی تھیں۔

"جان من کہو تو پکے کاغذ پر لکھ کر دینے کو تیار ہوں کہ سلویا ویسٹ مکر و فریب کے فن میں کرۂ ارض کی تمام عورتوں کی سرتاج ہے۔ اور اس نے مجھ جیسے کائیاں

جاسوس کو بھی الو بنا کر رکھ دیا۔"

"ڈیزی۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟" اس نے ہولے سے کہا

"اب جانے بھی دو۔" میں نے کہا۔ "پہلے تمہارے جال میں الجھ کر کافی دکھ اٹھا چکا ہوں۔ اب اور دکھ اٹھانے کا حوصلہ نہیں۔"

"کیا معموں میں باتیں کر رہے ہو؟ تمہاری باتیں میری سمجھ سے بالاتر ہیں۔" وہ ترشروئی سے بولی۔

"وضاحت سے سننا چاہتی ہو تو لو سنو" میں نے پرسکون رہتے ہوئے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ تم نے ہی سویٹ ولیم کو دوسرے باڑے میں منتقل کر کے پولیس کو دھوکہ دیا۔ یہ تم ہو جو بڈھے ہیملٹن کے ساتھ ملی ہوئی ہو۔"

"دیوانے ہو گئے ہو۔ یہ تم۔۔۔۔"

"اپنی رام کہانی سنا چکی ہو۔ اب آرام سے میری بات سنو۔"

"میں کچھ نہیں سننا چاہتی۔" سکرٹ کو اپنے مقام پر دونوں ہاتھوں سے لاتے ہوئے وہ بستر سے اٹھ کھڑی ہوئی اور دروازے کی طرف قدم اٹھانے لگی۔

اسے کلائی سے پکڑ کر میں نے روکتے ہوئے کہا۔ "جلدی نہ کرو۔ مجھے کہہ ہو لینے دو ذرا۔ بڈھے ہیملٹن کو اور تمہیں ایک الجھن درپیش تھی۔ فلپ کی لاش سے چھٹکارا پانے کی پولیس کو ایک مرتبہ دھوکہ دینے کے بعد بھی خطرہ تھا۔ کہ کہیں میں پھر کوشش نہ کروں۔ اور اس مرتبہ یقینی تھا کہ پولیس سارے باڑے کھود کر دیکھتی۔ چنانچہ تم نے میری مدد حاصل کی اور مخملیں جسم کی ہر دلکش قوس کو واضح کرتے ہوئے مجھے پر چالیس فارم پر لے گئیں۔ پھر اپنے آپ کو معصوم ثابت کرنے کے لئے باڑوں کے پاس لے گئیں اور مجھے یہ سوچنے کا مواد

فراہم کیا کہ پولیس لاش .... تلاش کرنے میں کیسے ناکام رہی۔ جھر کوٹھے میں اپنے جسم کی رعنائیوں سے لبھائے رکھا۔ گھر واپس جاتے ہوئے تذبذب اور ہچکچاہٹ ظاہر کرنا اس دن کی تمہاری آخری ایکٹنگ تھی جسے تم نے کامیابی سے نبھایا۔ تمہاری روانگی کے بعد ٹالور سیٹج پر آگیا اور مجھے گاڑی میں لئے پھرتا رہا۔ اس دوران بڈھے ہیزلٹن اور تم نے پاؤنٹ سے لاش کھود کر وہاں لا رکھی جہاں ہم نے واپس آنا تھا۔"

"دیوانے ہو گئے ہو۔" وہ مجھ پر تھوکتے ہوئے بولی: "اور مجھے جانے دو۔"

"بس ابھی چلی جانا۔" میں نے کہا۔ "ٹالور کامیاب نہ ہو سکا۔ اور موت کا نشانہ بن گیا۔ اس کے بعد اسے کچل کر فرار ہونے کا الزام تراشا گیا اور یہ الزام تم لوگوں کی توقعات سے کہیں زیادہ کارگر ثابت ہوا کیونکہ میں تھک کر اتنا چور ہو چکا تھا کہ فلپ کی لاش کے متعلق یہ فراموش کر بیٹھا کہ وہ میری کار کی ڈکی میں بند ہے۔"

اس کی کلائی اچانک چھوڑ کر میں نے کہا۔ "جاؤ اور جا کر بڈھے ہیزلٹن سے کہہ دو کہ میں یقیناً قیام کے لئے آ رہا ہوں۔ تاکہ اس کے کہنے کے مطابق اپنی موکلہ کی حفاظت کر سکوں۔"

"میں کہہ چکی ہوں یہ تجویز مسٹر ہاسٹن کی ہے۔" سلویا نے تیزی سے کہا۔

"ہاں۔ مگر میرا اب بھی یہی خیال ہے کہ یہ تجویز ہیزلٹن کی ہے اسے بتا دو کہ میں ضرور آؤں گا اور جلد ہی۔"

کلائی سہلاتے ہوئے وہ بولی۔ "تم نے میری کلائی دکھا دی ہے۔ انتہائی وحشی اور درندے ....."

میں نے دھکیل کر دروازہ کھولا اور دوسرے ہاتھ کو اس کی کمر پر رکھ کر آہستہ

سے دھکا دے کر اسے راہداری میں دھکیل دیا۔ غیظ و غضب سے اس کا چہرہ سفید پڑ گیا تھا۔ ایک طویل لمحے تک کھڑی آتش بار نگاہوں سے گھورتی رہی اس کی چھاتیاں مدوجزر کی سی کیفیت میں اٹھتی گرتی رہیں جیسے ابھی لباس میں سے باہر آ گریں گی۔ پھر اس نے اپنی ٹانگوں کی طرف نگاہ کی اور اس کی نگاہیں نیچے جھول جانے والی جرابوں پر رک گئیں۔

"تم .... تم ...." فرط طیش سے اس کا گلا بند ہو گیا لعاب کے چند گھونٹ نگلنے کے بعد وہ بولنے کے قابل ہوئی۔ "اتنا تو کر سکتے ہو کہ گارٹر واپس کر دو۔" اس کی آواز بڑی مشکل سے خارج ہو رہی تھی۔

"جان من۔ بتا چکا ہوں، ایک یادگار اپنے پاس رکھوں گا۔"

"لیکن جرابیں نیچے گر جائیں گی۔" اس نے فریاد کی۔

"ہاتھوں کے بل بازی گروں کی طرح چلنے کی کوشش کر دیکھو۔" میں نے کہا اور دروازہ بند کر دیا۔

۱۱

اگرچہ چنداں بھوک نہ تھی تاہم طویل رات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہوٹل

سے روانہ ہونے سے پہلے رات کے کھانے کے طور پر کچھ نہ کچھ پیٹ میں ڈالنا ضروری خیال کیا۔ پھر کرائے کی کنور ٹیبل میں آٹھ بجے کے چند منٹ بعد نکل کھڑا ہوا۔ یہ بھی چاندنی کرنوں سے شرابور ایک حسین رات تھی اور شہر کی حدود سے نکلتے ہی سڑک کے دونوں جانب درختوں کے سائے پھیلے دکھائی دینے لگے۔ ان پر کار کی روشنی پڑتی تو کچھ عجیب سے احساس محسوس کرنے لگتا دراصل نیویارک کی گنجان آبادی والے شہر کا اتنا عادی ہو چکا ہوں کہ کھلے مقامات کی وسعت اور تنہائی خوفزدہ کر دیتی ہے۔ بلند عمارات اور ہجوم میں رہنے کے بعد افق تک پھیلا ہوا سنسان میدان عجیب سا لگ رہا تھا۔

سڑک سے مڑ کر کھلے گیٹ میں داخل ہو گیا اور اسی بورڈ کے قریب سے گزرا جس پر اب بھی بڑے بڑے نمایاں حروف میں "ہائی لورز" لکھا ہوا تھا۔ فارم ہاؤس کے سامنے رک کر میں چند ثانیوں تک بلا مقصد بیٹھا رہا۔ پھر سگریٹ سلگا کر گھر کی طرف دیکھا کھڑکیوں سے روشنی جھلک رہی تھی اور پہلے کی طرح نظر آنے کے باوجود گھر کی ہیئت میں کچھ تبدیلی نظر آ رہی تھی۔

اس تبدیلی کو محسوس تو کیا جا سکتا ہے مگر الفاظ میں بیان کرنا ناممکن ہے۔ ایک ایسی سنسنی جیسے چہرے کو مکڑی کا جالا چھو جائے، میرے اعصاب میں دوڑ کر معدوم ہو گئی۔ رگ و پے میں خوف کا خاموش ہیجان ہولے ہولے سرایت کرنے لگا سلویا نے بھی تو ایسی ہی کوئی بات کہی تھی گھر کے متعلق۔

پھر میں عجلت سے کار سے باہر نکل آیا۔ یوں گمان ہوا، اگر کار میں بیٹھا انہی خیالات کا شکار رہا تو کار موڑ کر دوبارہ پراویڈنس جا پہنچوں گا جہاں کمرہ پیٹ اینڈرن کا مقدمہ لئے میرا منتظر تھا۔

دستک دیتے ہی بیرونی دروازہ کھلا اور گلبر ہیچ ہیرلٹن کا گھورتا ہوا چہرہ دکھائی دیا۔ وہ صبح سے کہیں زیادہ بوڑھا اور معمر دکھائی دے رہا تھا۔ آنکھیں کانوں میں دھنس گئی تھیں اور مونچھوں کی چمک غائب ہو چکی تھی۔

"کیوں آئے ہو بائیڈ؟" اس نے بے جان آواز میں پوچھا۔

"مارتھا سے ملنے آیا ہوں۔ وہ میری موکلہ ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"تم اسے نہیں مل سکتے۔" اس نے کھنکتی ہوئی آواز میں کہا۔ "پہلے ہی میرے خاندان پر کیا کم بہا اتر چکے ہو؟"

"بتا چکا ہوں کہ وہ میری موکلہ ہے۔ ہیرلٹن،" میں بولا۔ "اسے ملنا چاہتا ہوں اور تم مجھے نہیں روک سکتے۔"

اچانک کسی نے ہیرلٹن کو دروازے میں سے پیچھے کی طرف کھینچ لیا اور اگلے لمحے سیٹ رنکین نے اس کی جگہ سنبھال لی۔ "دوست! ہو سکتا ہے، مسٹر ہیرلٹن تمہیں نہ روک سکے لیکن میں ضرور ایسا کر سکتا ہوں۔"

اس کی ظاہری شباہت میں پہلے کی نسبت یہ فرق آیا تھا۔ کہ اب اس نے پتلون میں سیاہ کی بجائے سرخ شرٹ ٹھونس رکھی تھی۔ لیکن البتہ ویسی ہی چمک لئے ہوئے تھے۔

"ہی سیٹ!" میں نے بلند آواز سے مسکرا کر کہا۔ "کچل کر ہی اور کار کے فرار سے دوبارہ کوئی واقعہ دیکھا!"

"یہاں تمہاری کوئی ضرورت نہیں دوست۔" میری بات نظر انداز کر کے وہ بولا۔ "اس لئے کسی قسم کا نقصان اٹھائے بغیر واپس ہو جاؤ۔"

"جہاں تک یاد پڑتا ہے، یہ مکالمات پہلے بھی دہرائے جا چکے ہیں۔" میں نے بے نیازی سے کہا۔

اس کے چہرے پر کبیدگی کا سایہ سا پھیل گیا۔ "اس مرتبہ میں غافل نہیں ہوں۔"

میں نے پارسل میں سے میگنم نکال کر اسے ہتھیلی پہ رکھا اور پھر اس کی طرف دیکھا

"یہ گن مجھے خوفزدہ نہیں کر سکتی۔" وہ بولا۔

"کیسی بات کرتے ہو یار۔" میں نے کہا۔ "اگر خوفزدہ نہیں ہو تو ضرورت پڑنے پر اسے استعمال بھی کر دوں گا۔ تم نے کوئی زرہ بکتر تو نہیں پہن رکھی یا بلٹ پروف ہو گئے ہو؟"

"پیٹ!" اندر سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ "کون ہے یہ؟"

اگلے لمحے مارتھا ہیزلٹن کا چہرہ پیٹ کے پہلو میں دکھائی دیا۔ مجھے دیکھتے ہی وہ مسرت سے چہکتے ہوئے بولی۔ "مسٹر بائیڈ! آؤ آؤ اندر آ جاؤ۔"

"معاف کرنا دوست۔" نرم آواز میں پیٹ سے مخاطب ہونے کے بعد میں نے میگنم اپنی مخصوص جگہ پہ رکھا اور پیٹ کے قریب سے گزر کر ہال وے میں چلا گیا۔

گلبرٹ ہیزلٹن لونگ روم کے اندر جاتا دکھائی دیا۔ پیٹ کو میدان میں آتے دیکھ کر شاید پسپائی اختیار کرنے میں ہی اس نے مصلحت سمجھی تھی۔

مارتھا نے ملائم آواز میں کہا۔ "تمہاری آمد میرے لئے مسرت کا باعث ہے مسٹر بائیڈ۔"

وہ ہمیشہ کی طرح دلکش اور حسین دکھائی دے رہی تھی۔ نوکیلے کالروں والی

سفید شرٹ اور چست پتلون میں مجھ سے ہاتھ ملاتے ہوئے اس کی گہری آنکھیں مسکرا اٹھیں۔ "والد نے تمہاری رہائی کی خبر سنائی۔ وہ تو اسے برا شگون سمجھا مگر میرے لئے یہ خبر خوشخبری سے کم نہ تھی۔"

"بتانے کی ضرورت نہیں۔ وہ تو کسی بم کی طرح مجھ پر پھٹ پڑنے کے بہانے ڈھونڈتا رہتا ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"کیسے آنا ہوا مسٹر بائیڈ؟"

"تم میری موکلہ ہو اور آج صبح کے واقعات کے بعد تمہیں حفاظت کی ضرورت ہے"

"شاید ٹھیک کہتے ہو۔" وہ بولی۔ "آنے کے لئے بہت بہت شکریہ۔"

پیٹ ہمارے ساتھ رگڑ کھاتا ہوا نکل گیا اور گھر میں کہیں غائب ہو گیا۔ اس نے چہرے پہ لاتعلقی کا نقاب ڈال لیا تھا۔

مارتھا نے خوشی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ "آؤ۔ لونگ روم میں چلیں۔"

"ہاں شاید یوں ہی مفاہمت کی گھریلو فضا سازگار ہو جائے۔" میں نے قیاس ظاہر کیا۔

لونگ روم میں آرم چیئر پہ ہیزلٹن بیٹھا سگار سلگا رہا تھا۔ خفگی کی ایک نظر مجھ پہ پھینکنے کے بعد پھر سگار کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"والد سے مل چکے ہو۔" مارتھا نے روکھی پھیکی آواز میں کہا۔ "مسٹر ہاسٹن سے بھی ملاقات ہوئی؟"

ہاسٹن میز پہ بیٹھا سلویا کے ساتھ جن رمی کھیل رہا تھا۔ سر اٹھا کر وہ کسی قدر مسکرایا مگر فریم کے پیچھے مردہ لاش جیسی آنکھوں سے کوئی جذبہ ظاہر نہ ہوا۔ "تمہیں

دیکھ کر مسرت ہوئی بائیڈ۔"

"اور میرا خیال ہے کہ مس ولیٹ کو بھی جانتے ہو۔" مارتھا نے غیر ضروری تعارف کے اختتام پر کہا۔ "ہماری ... ار ... ہاؤس کیپر۔"

"ہاں میں اسے جانتا ہوں۔" میں نے بتایا۔ "اور میرا یقین ہے کہ مس ولیٹ بڑی مستعد اور ذہین لڑکی ہے اور گارڈ کے بغیر بھی جرائیوں کو استوار رکھ سکتی ہے۔"

سلویا نے نفرت آلود نگاہ مجھ پر ڈالی اور پھر جلدی سے تپوڑ کی طرف دیکھنے لگی۔

"قیاس کر سکتے ہو بائیڈ کہ یہاں کی فضا کتنی گھریلو اور مسرت بخش ہے۔" مارتھا نے طنز آمیز لہجے میں کہا۔ "یہ بتاؤ۔ کیا پیو گے!"

"شکریہ۔ جن اینڈ ٹانک ٹھیک رہے گی۔"

مجھے بیٹھنے کا کہہ کر وہ کمرے کے گوشے میں بنی ہوئی بار کی طرف چلی گئی۔ کارڈیل کے کنارے پرانی طرز کی کرسی پر بیٹھتے ہوئے میرا رخ ہیزلٹن کی طرف تھا۔

مارتھا شراب لا کر میرے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی "کچھ پتہ چلا۔ پولیس نے کچھ معلوم کیا ہے یا نہیں؟"

"لفٹیننٹ گریگر کہہ رہا تھا کہ تفتیش آگے بڑھی ہے۔ مگر اس نے تفصیلات نہیں بتائیں۔" میں نے جواب دیا۔

پیتے پیتے ہاسٹن نے رک کر میری طرف دیکھا۔ "بڑی اچھی خبر ہے بائیڈ کچھ یہ معلوم ہوا کہ شبہ کس پر ہے؟"

"گریگر نے اس بارے میں کچھ انکشاف نہیں کیا۔" میں بولا۔ "چنانچہ تمہاری طرح میں بھی قیاس کے گھوڑے دوڑا رہا ہوں۔ تمہارا اندازہ کیا ہے؟"

اس نے شانوں کو جھٹکا دیا۔ "کچھ نہیں کہہ سکتا مجھے تو اب بھی سب کچھ خواب سا لگ رہا ہے۔ جس نے بھی قتل کئے، اس میں شک نہیں کہ وہ بڑا ذہین اور عقلمند ہے۔" اس دوران اس کی نگاہیں برابر مارتھا کا طواف کرتی رہیں۔ "جس منصوبہ بندی کے ساتھ خون کئے گئے اسے سراہنا پڑتا ہے۔"

"تم اس کی تعریف کر رہے ہو۔" ہیزلٹن نے دل گیر آواز میں مداخلت کی۔ "دماغ تو نہیں چل گیا ہاسٹن؟ اس سنگدل قاتل کی تعریف، جس نے بڑی سنگدلی سے میرے لڑکے اور لڑکی کا خون کیا۔"

"مسٹر ہیزلٹن! قاتل کے متعلق تم نے بھی کوئی رائے قائم کی ہو گی؟" میں نے پوچھا۔

"میں نے کوئی رائے قائم نہیں کی۔" وہ تنی ہوئی آواز میں بولا۔ "اتنا جانتا ہوں کہ ان بے گناہوں کے خون سے تمہارا کوئی تعلق ضرور ہے۔"

"مارتھا نے میرا تعاون حاصل کیا۔" میں بولا۔ "کیا اسی لئے اسے قاتل سمجھ رہے ہو؟"

"نہیں" وہ چیخ کر بولا۔ "میرے الفاظ کو توڑ موڑ کر وہ معنے نہ پہناؤ جو میں تصور بھی نہیں کر سکتا۔"

"پورے یقین سے کہہ رہے ہو ڈیڈی؟" مارتھا نے کھنچی ہوئی آواز میں کہا۔ "میرا مطلب ہے۔ اب میں باقی رہ گئی ہوں۔ اگر قصور وار ثابت ہو کر پھانسی تک جا پہنچوں تو کوئی وارث باقی نہ رہے گا۔ یوں والدہ کے ٹرسٹ کے متعلق تمہیں کوئی پریشانی نہ رہے گی۔ اس صورت میں ساری دولت کے وارث تم قرار پاؤ گے

کیونکہ خاندان میں سے اور کوئی وارث باقی نہ ہوگا۔"

ہیزلٹن نے نکتہ چیں نگاہوں سے دیکھتے ہوئے مدھم لہجے میں پوچھا۔

"کیا کہنا چاہتی ہو۔؟"

مارتھا سرد لہجے میں بولی۔ "میرا مطلب ہے۔ ٹرسٹ کے فنڈ میں اگر کمی واقع ہوگئی ہے۔ زیادہ نہیں تو پانچ سات لاکھ ڈالر ہی سہی۔ اس صورت میں یہ بہتر نہیں ہوگا۔ کہ تمہارے سوا کوئی وارث باقی نہ رہے۔"

ہیزلٹن کے کندھے جھک گئے اور کرسی کے بازوؤں پر ہاتھوں کی گرفت شدید ہوگئی۔ پھر وہ کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔ "تمہارے خیال میں میں ایسا کر سکتا ہوں، یعنی دولت کے لئے اپنے بچوں کا خون کر سکتا ہوں۔؟"

"تمہیں اپنے سوا اور کسی کی پرواہ نہیں۔" مارتھا نے سپاٹ انداز میں کہا۔ "تم ہمیشہ اپنی عظمت کو برقرار رکھنے اور وال سٹریٹ کا سیٹھ ہونے کا تصور سینے میں سجائے رکھتے ہو۔ اکڑی ہوئی مونچھیں اور معاشرے میں اعلیٰ مقام ہمیشہ تمہارا طرہ امتیاز رہا۔ اس تصویر کو مسخ ہونے سے بچانے کے لئے اور اخباری چھیڑوں کا موضوع بننے سے بچنے کے لئے ہر ممکن اقدام کر سکتے ہو۔"

ماؤف سی کیفیت میں ہیزلٹن نے اپنی کانپتی انگلیوں میں پکڑے ہوئے سگار کو ایک لمحے کے لئے گھورا، پھر خشمگیں انداز سے اسے آتش دان میں پھینک کر بے رنگ آواز میں بولا: "اس وقت بھی میں ذاتی طور پر دس لاکھ ڈالر کا مالک ہوں، اور وال سٹریٹ کا سیٹھ بننے کی مجھے کوئی تمنا نہیں۔ مجھے دولت کی ایسی کوئی خواہش نہیں اور اپنی موجودہ حالت پر قانع ہوں۔"

"بڑی پیاری تقریر ہے ڈیڈی۔" مارتھا نے ٹھنڈے ٹھار انداز سے کہا۔ "ایسی تقریر لیفٹیننٹ گریر کے سامنے کرنے کی مشق کرتے رہو۔"

"جہاں تک تمہاری ماں کے ٹرسٹ فنڈ کا تعلق ہے۔" ہیزلٹن اسی بے کیف انداز میں کہتا گیا۔ "میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ اپنی دولت کو چاہے میں جوئے میں ہار دوں۔ لیکن تمہاری ماں کی دولت کو کبھی خطرے میں نہیں ڈالا۔ مجھے تسلیم ہے کہ شروع شروع میں یہ دولت مجھے دلکش معلوم دی۔ مگر حرص سے جان بچانے کے لئے میں نے ٹرسٹ کا انتظام دوسروں کو سونپ دیا۔ ایسا کرتے ہوئے واضح ہدایات دیں کہ ٹرسٹ فنڈ کا سرمایہ صرف ایسے سٹاکس پر لگایا جائے جن میں خسارے کا کوئی امکان نہ ہو۔ ان سال میں ایک مرتبہ کھاتے دیکھ لیتا ہوں اور بس۔"

"کیا تمہیں توقع ہے کہ ان باتوں پر یقین کر لوں گی؟" مارتھا نے حقارت سے کہا۔

"اس وقت تمہاری حالت ایسی ہے کہ تم کسی بات پر یقین نہیں کر سکتیں۔" ہیزلٹن نے آہستگی سے کہا۔ "لیکن اگر چاہو تو چیک کر سکتی ہو۔ ورنہ اس شخص سے پوچھ لو، جو تمہاری والدہ کی وفات کے بعد سے اب تک ٹرسٹ کا انتظام کرتا چلا آیا ہے۔"

"اب یہ کہو گے کہ اس کا نام سمتھ ہے۔ اور اتفاق سے اس وقت وہ یورپ گیا ہوا ہے۔" مارتھا نے مذاق اڑایا۔

"اس کا نام ہاسٹن ہے اور وہ اس وقت اسی کمرے میں موجود ہے۔" ہیزلٹن نے لاگ لپٹ کے بغیر کہا۔ "درحقیقت ہاسٹن کا سینیئر پارٹنر ابراہام ٹرسٹ کو اپنی موت تک چلاتا رہا اور وہ بھی صرف چار سال۔ اس کے بعد سے ٹرسٹ کا سارا انتظام و

انصرام ہاسٹن کے ہاتھوں میں رہا۔"

"ہاسٹن؟" مارتھا نے دم بخود ہو کر یہ نام دہرایا اور اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں: "لیکن میرا تو خیال تھا کہ ۔۔۔"

"بھلے آدمی۔ چلاؤ مت۔" ہیزلٹن نے جوش میں آکر ہاسٹن کو خطاب کیا: "میری بات جھوٹ ہے یا سچ؟"

ہاسٹن نے ایک لمحہ اپنے ناخنوں کے مطالعے میں صرف کیا پھر مدھم آواز میں بولا۔

"ہاں۔ یہ بالکل سچ ہے۔"

"تو مجھے پہلے کیوں نہ بتایا؟" مارتھا نے چیخ کر اس سے سوال کیا۔

"تم نے کبھی پوچھا ہی نہیں۔"

"تمہیں بتانا چاہیے تھا مجھے۔" وہ چیخی۔ "مجھے ہمیشہ اسی غلط فہمی میں رکھا کہ میرا والد ہی ۔۔۔" وہ اچانک رک گئی۔

"رکو نہیں، کہہ دو جو دل میں ہے۔" ہاسٹن نے کہا۔

"کچھ نہیں۔" مارتھا نے غصے میں آکر کہا۔

"تمہارا والد ہی ٹرسٹ کا فنڈ غبن کرتا رہا؟ یہی کہنے کو تھیں؟" ہاسٹن بولا "تمہارے والد جتنا امیر نہیں ہوں لیکن پچھلے پانچ سال سے میری آمدنی چھ ہندسوں تک رہی ہے۔ اس لئے مجھے کبھی دولت چنداں ضرورت نہیں۔ اگر چاہو تو فنڈ کے سالانہ حساب کتاب کی کتابیں پڑتال کے لئے تمہارے حوالے کر دوں۔ ایسا کر کے مجھے دلی خوشی ہوگی۔"

مارتھا نے اپنا منہ ہاتھوں میں دے لیا اور ہولے ہولے سسکیاں لینے لگی

شدت جذبات سے اس کا سینہ اتھل پتھل ہو رہا تھا۔

ہاسٹن نے سفید اور متغیر چہرے کے ساتھ ہیزلٹن کی طرف دیکھا اور سنسناتی ہوئی آواز میں پوچھا۔ "اور کیا کچھ دیکھنا چاہتے ہو؟ اب تو یقین آگیا ہوگا تمہیں؟ جان بوجھ کر اندھے بنتے رہے اور نظر انداز کرتے رہے آج یہ دن دیکھنا نصیب ہوگیا میری ایک نہ سنی۔ ایک پیشہ ور ہینس ویلٹ پر بھی یقین نہ کیا۔ اب تک اسے کسی ذہنی معالج کے پاس لے جانے سے کتراتے رہو گے اور حقیقت کے انکشاف سے لرزہ براندام رہو گے!"

"حقیقت؟" مارتھا نے آنسوؤں سے بھیگا ہوا چہرہ اٹھا کر ٹوٹی آواز میں کہا۔ "کیسی حقیقت؟"

ہاسٹن کا چہرہ غصے سے سرخ ہوگیا۔ "مارتھا۔ تم امارت کے مراق میں مبتلا ہو۔ دیوانگی کی اس منزل کو پہنچ چکی ہو! جہاں قتل و خون کو بھی روا سمجھتی ہو۔ تمہارا مقام ایک مقفل کوٹھڑی ہے تاکہ آئندہ قتل نہ کر سکو۔"

"ہاسٹن!" ہیزلٹن نے ٹوکا۔ "تمہیں ایسا نہیں کہنا چاہیے تھا۔"

"تو میں دیوانگی میں مبتلا ہوں اور میرا مقام مقفل کوٹھڑی ہے" وہ آہستہ آہستہ اٹھ کر تمکنت آمیز انداز میں کھڑی ہوگئی اور ہاسٹن کو گھورتے ہوئے بولی۔ "مجھے راستے سے ہٹانے کے لئے تم نے یہ طریقہ نکالا ہے۔ اوہ۔ میں بھی کتنی احمق تھی کہ اپنے والد سے بدگمان رہی حالانکہ یہ تم تھے۔ کبھی خیال بھی نہ آیا کہ تم اتنے چالاک اور عیار ہو کہ تم ہی نے ٹرسٹ فنڈ میں سے رقم غبن کی ہے اور چاہتے ہو کہ کوئی وارث باقی نہ رہے"

"مارتھا۔ ہوش میں آؤ۔" ہاسٹن نے سکون سے کہا۔

"تو یہ سارا کیا دھرا تمہارا ہے۔" وہ بدستور چلچلاتی ہوئی آواز میں کہتی گئی: "پہلے فلپ کو قتل کیا اور پھر کلیمی کو راستے سے ہٹایا۔ اب والد کو اور دوسروں کو یہ باور کرانا چاہتے ہو کہ میں دیوانی اور قاتلہ ہوں اور میرا مقام مقفل کوٹھڑی ہے۔ ...... لیکن سن لو۔ میں تمہیں ان ناپاک ارادوں میں کبھی کامیاب نہ ہونے دوں گی۔" آخری فقرہ چیخ کر ادا کرتے ہوئے وہ دو قدم میری جانب بڑھ گئی۔

"اور یہ پیاری سی لڑکی مس ولیٹ۔" طنزیہ انداز سے مسکراتے وقت مارتھا نے دانت نکال کر سلویا کی طرف دیکھا۔ "ہماری ہاؤس کیپر جو ایک پیشہ ور نرس بھی ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ تمہارے منصوبے کا ایک کردار بھی ہے جو اپنے پیشے کی آڑ لے کر ہر موقع پر تمہاری تائید کے لیے حاضر ہے تاکہ تمہارے فریب کو سہارا دے سکے اور میری سچائیوں کی تردید کر سکے؟"

"بیٹھ جاؤ مارتھا۔" ہاسٹن نے تیزی سے کہا: "اپنے آپ پر قابو پانے کی کوشش کرو۔"

"مگر ایک اور کردار بھی تو ہے تمہارے منصوبے میں۔" مارتھا نے بدستور طنز آمیز اور حقارت انگیز لہجے میں کہا۔ "اور یہ کردار ایک ایسا شخص ہے جو بائیڈ جیسے تجسس پسند لوگوں کو اس ڈرامے سے دور رکھ سکے۔ پیٹ رنکین جیسا شخص۔"

"تم شدید غلط فہمی میں مبتلا ہو۔" ہاسٹن نے کہا۔ "یہ خیالی گھوڑے دوڑانا چھوڑ دو مارتھا۔ تمہاری حالت پہلے ہی خراب ہے۔ مفروضات سے اور تباہ ہو جائے گی۔"

"پیٹ۔" مارتھا نے ہولے سے نام دہرایا۔ "ہاں وہی ہے۔ مسٹر ہاسٹن تم میرے بس کے نہیں۔ بے حد چالاک اور عیار شخص ہو۔" پھر سلویا کی طرف دیکھ کر اس نے دانت نکالے۔ "تم اور تمہاری دوست نرس بے حد عیار اور ذہین ہو۔ لیکن پیٹ اتنا ذہین نہیں۔ میں اس سے حقیقت اگلوا لوں گی۔ اسے ہینڈل کر سکتی ہوں۔ ہاں وہی ہے جسے سنبھال

سکتی ہوں۔" اس کی آواز یوں گم گئی جیسے اپنے آپ سے باتیں کر رہی ہو۔

"پیٹ۔" اس نے تیزی سے سر کو جھٹکا دیا۔ "میں ابھی اس سے بات کرتی ہوں۔ اس سے پہلے کہ حالات میرے بس میں نہ رہیں۔" وہ تیزی سے چلتی ہوئی باہر نکل گئی۔

پھر "پیٹ۔ پیٹ۔" پکارتی ہوئی اس کی آواز ایک کمرے کا دروازہ بند ہونے کے ساتھ سنائی دینے سے قاصر ہو گئی۔

"اسے رکنا چاہیے۔" ہاسٹن نے بے چین ہو کر کہا۔ "کہیں کچھ کر نہ بیٹھے۔"

اس کی بات نظر انداز کر کے میں سلویا سے مخاطب ہوا۔ "سلویا۔ میں تم سے معذرت خواہ ہوں۔ تم سچ کہہ رہی تھیں کہ ہاسٹن نے مجھے یہاں قیام کا مشورہ دیا ہے۔"

"کوئی ضرورت نہیں۔" وہ رکھائی سے بولی۔ "جہنم میں جاؤ تم اور تمہاری معذرت"

ہاسٹن نے کسمسا کر کندھے اچکائے اور ہیزلٹن کی طرف دیکھتے ہوئے قائل کرنے کے انداز میں کہا۔ "اب تو یقین آگیا ہوگا تمہیں۔ فلپ اور کلیمی تو ہاتھ سے گئے۔ اب کم از کم مارتھا کو ہی بچانے کی کوشش کرو۔ پولیس کو بلا رہے ہو یا میں طلب کروں؟"

"اتنی جلد گمبیر کو بلانے کی ضرورت نہیں۔" میں نے مداخلت کی۔ "پہلے چند ایک باتیں طے کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔"

"ان باتوں سے تمہارا کوئی واسطہ نہیں بائیڈ۔" ہاسٹن نے ٹوکا۔ "اس لیے اپنا منہ بند رکھو۔"

"مارتھا اب بھی میری موکلہ ہے اور یوں میرا واسطہ برقرار ہے۔" میں نے اپنی وکالت کی۔ "اور اپنا منہ سنبھال کر بات کرو ہاسٹن۔ ورنہ بتیسی باہر نکال دوں گا۔"

"مجھے کبھی یقین نہ آتا۔" ہیزلٹن نے مرتعش آواز میں کہا۔ "لیکن ابھی ابھی

اس کا یوں پھٹ پڑنا واقعی دیوانگی کی علامت ہے۔ آہ میں کتنا بدنصیب ہوں۔"

"اس کا یوں پھٹ پڑنا کچھ ایسا بھی عجیب نہیں۔" میں بولا۔" میں تو اسے نارمل ردعمل تصور کرتا ہوں۔"

"نارمل؟" ہیزلٹن نے خالی خالی آنکھوں سے میری طرف پہلی مرتبہ دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس کا خیال تھا کہ تم یعنی اس کا باپ ان تینوں کی رقم ہضم کرنے کی سازش تیار کر رہے ہو۔" میں نے یاد دلایا۔" یہی وجہ ہے کہ اس نے میری خدمات حاصل کیں۔ اس نے اپنے آپ کو قائل کر لیا تھا۔ کہ تم نے ٹرسٹ فنڈ میں سے رقم غبن کی اور ان تینوں کو راستے سے ہٹانے کے منصوبے بنا رہے ہو۔"

"کیا اسی سے اس کا پاگل پن ظاہر نہیں ہوتا۔" یہ سوال ہاسٹن نے داغا۔

"یہ بھی یاد رکھنے کی ضرورت ہے۔" وکیل کی بات ان سنی کر کے میں ہیزلٹن سے مخاطب تھا۔" کہ جب وہ میرے پاس آئی، اس وقت فلپ کا کہیں پتہ نہ چل رہا تھا اور کلیمی یہاں سارا وقت مس ولیٹ کی کڑی نگرانی میں تھی۔ علاوہ بریں پیٹ رنکین بھی کلیمی کی نگرانی کرتے ہوئے غیر مطلوب لوگوں کو فارم سے دور رکھ رہا تھا۔ مارسی نے یہی محسوس کیا کہ اس کی بہن کی حیثیت ایک قیدی کی سی ہے۔ اس وضاحت کی ضرورت نہیں کہ کلیمی کی دماغی حالت کے متعلق تمہاری پریشانی کا اسے کوئی علم نہ تھا۔"

"ہاں شاید۔" ہیزلٹن نے متذبذب اعتراف کیا۔

"اسے کسی ڈاکٹر کے پاس لے جاؤ۔" ہاسٹن نے بآواز بلند کہا۔" اور تمہیں اس کی ذہنی کیفیت کے متعلق جلد ہی پتہ چل جائے گا۔"

"تم اپنی یہ راگنی چھیڑے رکھو۔" میں نے پھنکار کر کہا۔" ورد کرتے رہو کہ مارسی پاگل ہے اور ملویا ولیٹ تمہاری تائید کرتے ہوئے پیشانی بجاتی رہے کہ کلیمی جنون کی راہ پر گامزن تھی۔ اب کسی بھی لمحہ پیٹ رنکین بھاگا بھاگا آئے گا۔ اور تمہارے اس راگ میں شامل ہو جائے گا۔"

یہ کہہ کر میں نے ہیزلٹن کی طرف دیکھا۔" لیکن اور کسی نے انہیں پاگل قرار نہیں دیا۔ تم اس خوف سے گھلتے رہے کہ کہیں تمہاری ایک یا دونوں بیٹیوں کو خاندانی پاگل پن وراثت میں نہ ملا ہو مگر اب تک تمہیں یقین نہیں تھا کہ ان دونوں میں سے کوئی ایک واقعی مخبوط الحواس ہے۔ یہی بات ہے نا؟"

"ہاں۔" ہیزلٹن کرسی میں تن سا گیا۔" مجھے یقین نہیں تھا۔"

"میں انہیں کچھ زیادہ عرصے سے نہیں جانتا۔" میں نے اضافہ کیا۔" لیکن مجھے ایک لمحے کے لیے بھی یہ خیال نہیں آیا۔ کہ کلیمی دیوانی تھی۔ یا اس نے دیوانگی کا کوئی مظاہرہ کیا۔ جوانی کا لاابالی پن اور بات ہے۔ نہ ہی میرا خیال ہے کہ مارسی پاگل ہے۔ یہ بتاؤ۔ مس ولیٹ کہاں سے ہاتھ لگی؟"

"ہاسٹن نے مشورہ دیا تھا۔ کہ اگر لڑکیوں کی طرف سے فکر مند ہوں تو ان کی نگرانی کے لیے ایک پیشہ ور نرس بہتر ہے کہ لڑکیوں کو اس بات کا پتہ نہ چلے نرس کو فارم ہاؤس پر بطور ہاؤس کیپر رکھا جا سکتا ہے۔"

"پھر وہ مس ولیٹ کو موزوں ترین امیدوار کے طور پر تمہارے پاس لے آیا؟"

"ہاں۔ وہی لایا تھا۔" ہیزلٹن کی آنکھیں مستعجب ہو گئیں۔

"اور کلیمی کی نگرانی کرتے ہوئے مس ولیٹ نے کچھ مدت بعد تمہیں مطلع کیا

کہ کلیمی میں واقعی دیوانگی کے آثار پائے جاتے ہیں؟ ممکن ہے اس نے بعد میں یہ مشورہ بھی دیا ہو کہ کچھ عرصہ کے لیے اسے سارا وقت فارم پر رکھا جائے۔ تاکہ وہ اچھی طرح جانچ سکے!"

"ہاں۔" ہیزلٹن نے بلا تامل کہا۔

"اور پیٹ رنکین؟ — اسے ملازم رکھنے کا خیال کس کے ذہن میں پیدا ہوا!"

گلبرٹ ہیزلٹن آہستہ آہستہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی مونچھیں پھڑکنے لگیں اور کمر تیر کی طرح سیدھی ہو گئی شعلہ بار آنکھیں شروع سے آخر تک ہاسٹن پر مرکوز رہیں اور اسی عالم میں وہ بولا، "کوئی اور وضاحت رہتی ہے یا بس؟"

"ہاں ایک بات اور ہے۔" میں بولا "جب تمہیں پتہ چلا کہ میں کلیمی کو یہاں سے لے گیا ہوں تو یہ ہاسٹن ہو گا۔ جو پرائیویٹ جاسوس ٹالور کو سامنے لایا تاکہ کلیمی کو میرے پاس سے لے آئے۔ پھر جب کلیمی کی بازیابی ہو گئی۔ تو یہ مشورہ بھی ہاسٹن نے دیا ہو گا۔ کہ تم سب لوگوں کو کچھ مدت کے لیے فارم ہاؤس پر قیام کرنا چاہیے تاکہ محفوظ رہ سکو! پھر ٹالور کو مزید حفاظت کی غرض سے وہ یہاں لے آیا!"

ہیزلٹن آہستہ آہستہ کارڈ ٹیبل کی طرف بڑھا۔ اس کی نگاہیں ہاسٹن کے سفید چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔ قریب جا کر سلگتی ہوئی آواز میں وہ بولا۔ "کم بخت جی چاہتا ہے تمہیں قتل کر دوں۔"

"مسٹر ہیزلٹن۔ خواہ مخواہ وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں۔" میں بولا۔ "یہ کام قانون کو سرانجام دینے دو۔"

"تم سب پاگل تو نہیں ہو گئے؟" ہاسٹن نے مایوس آواز میں چیخ کر کہا "آخر

مجھے پاگل ثابت کرنے اور فلپ اور کلیمی کو قتل کرنے سے مجھے کیا حاصل ہوتا؟"

"میرا خیال ہے، اس سوال کا جواب ٹرسٹ فنڈ کی کتابیں چیک کرنے کے بعد مل جائے گا۔ اگر حسابات میں کوئی گڑبڑ نہ ہوئی تو تمہیں فکر کرنے کی حاجت نہیں۔"

"تم نے سنا نہیں کہ تمام بہی کھاتے پیش کرنے کو تیار ہوں۔ رقم میں کوئی گڑبڑ نہیں۔ تم خود پڑتال کرا سکتے ہو۔"

"مجھے پڑتال کرانے کی ضرورت نہیں۔" میں نے کہا۔ "گریر پہلے سے اس معاملے کو سنبھال چکا ہے۔"

"تم کسی کو مقرر کر سکتے ہو جو ....." وہ اچانک رکا۔ آہستہ آہستہ سر گھمایا اور مجھے گھورتے ہوئے بولا۔ "کیا کہا تم نے؟"

"گریر نے نیویارک کی پولیس کو ٹرسٹ فنڈ کے حسابات کی پڑتال کے لیے ہدایات دے دی ہیں۔" میں نے دوبارہ وضاحت کی۔ "اور اس وقت پڑتال ہو رہی ہو گی۔"

پہلی مرتبہ اس کی آنکھوں میں مردنی سی پیدا ہوئی پھر اس نے تاش اٹھائے اور انہیں بلا مقصد پھینٹنے لگا۔ "اوہ۔ میرے خدا! اب کون میرا یقین کرے گا!"

سلویا ولیمز کھی ہولے ہولے رونے لگی اور ہاسٹن کی طرف دیکھتے ہوئے اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہنے لگا۔

"میرا خیال ہے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ گریر کو بلوا لیا جائے۔" میں نے ہیزلٹن کو مشورہ دیا۔

"ہاں!" اس نے سر ہلایا "یا بس! میں نہیں جانتا کہ کس طرح معذرت کروں۔ تمہارے متعلق مجھے کتنی شدید غلط فہمی ہوئی۔ میری لڑکیوں پر تمہیں مجھ سے زیادہ اعتماد تھا اور

یہ اعتماد میری طرح متزلزل نہیں تھا۔ یہ ایک تلخ سبق ہے جسے میں کبھی نہ بھولوں گا۔"

"اچھی بات ہے۔" میں نے تائید کی۔ "اب جبکہ مارتھا پر حقیقت منکشف ہو چکی ہے تو تم دونوں کا حساب برابر ہو گیا۔ تم نے کچھ دیر کے لیے اسے قاتل سمجھا اور یہی بات وہ تمہارے متعلق سوچتی رہی۔"

"ٹھیک کہتے ہو۔" ہیزلٹن نے کہا۔ "میں ابھی لیفٹیننٹ گریر کو بلوا لیتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔ میں جا کر مارتھا کو ڈھونڈتا ہوں۔" میں بولا۔ "ہاسٹن کے اعتراف کے متعلق اسے جتنی جلد معلوم ہو جائے، اتنا ہی بہتر ہے۔"

دروازے کے قریب میں ایک لمحے کے لئے رکا اور مڑ کر ہاسٹن کی طرف دیکھا۔

"میں بھاگنے کی کوشش نہیں کروں گا۔ اور نہ ہی تم کوشش کرنا کیونکہ فارم ہاؤس پولیس کے محاصرے میں ہے اور صدر دروازے سے دس گز دور بھی نہ جا سکو گے۔"

معاً احساس ہوا، محض وقت ضائع کر رہا ہوں۔ وہ خاموش بیٹھا ایک موہوم نکتے کو گھور رہا تھا۔ ہاتھ بے مدعا انداز سے چیزوں کو الٹ پلٹ کرنے میں مصروف تھے اور اتنی ہمت بھی نہ رہی تھی کہ اٹھ کر اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جاتا۔

گھر کے ہر کمرے کو کھنگال کر دیکھا مگر مارتھا کہیں نہ ملی۔ پھر پچھلے دروازے سے باہر نکلا اور بلند آواز سے دو تین مرتبہ اسے پکارا مگر کوئی جواب نہ ملا۔

خنک چاندنی نے سارے علاقے کو اجال رکھا تھا اور ہوا اب بھی ساکت تھی۔ اس پر سکوت رات میں آواز دور دور تک پہنچ جاتی ہے۔ اگر وہ گھر کے قریب ہوتی تو میری آواز ضرور سن لیتی اور جواب دیتی۔ یہ الگ بات ہے کہ میری آواز سننے کے باوجود جواب دینے کے قابل نہ ہو۔

اس خیال سے میرا دل زوروں سے دھڑکنے لگا۔ اور تیز تیز قدم اٹھانے شروع کر دیئے۔ ہاسٹن نے سلویا ولیٹ کو گھر کے اندر مقید کر رکھا تھا اور بار بیٹ کو—— دونوں میں سے کسی ایک نے پولیس کو دھوکہ دینے کی خاطر سویٹ ولیم کو دوسرے بار میں منتقل کیا تھا۔ اور یہ بیٹ تھا جس نے ٹالور کی ہلاکت کو گریر کے سامنے ہٹ اینڈ رن قرار دیتے ہوئے مجھ پر قتل کا الزام لگایا۔ اب ممکن ہے، مارتھا چیختی ہوئی اس کے پاس پہنچی ہو اور اس نے مارتھا کو ٹھکانے لگا دیا ہو۔

دو مقامات کی چھان بین ضروری تھی۔ ایک تو کوٹھا اور دوسری جھیل۔ جھیل کی طرف جا کر تلاش کرنے کا تصور ہی روح فرسا تھا۔ جب ذہنی کرب و اذیت کے عالم میں مارتھا اندھا دھند گھر سے نکل بھاگی تھی۔ اسے پیش نظر رکھتے ہوئے اس سے کوئی اقدام بعید نہ تھا۔ فرط غیظ و غضب سے وہ اسی جھیل میں جا کر کود سکتی تھی، جس میں اس کی بہن کی لاش ملی تھی لیکن میں نے پہلے کوٹھے کی راہ لی۔

کوٹھے کے قریب پہنچ کر اچانک رک گیا۔ سوچا۔ اگر بیٹ، مارتھا کو یہاں لایا ہے تو شاید مارتھا کو ابھی کوئی گزند نہ پہنچایا ہو۔ لیکن اگر پاگل کتے کی طرح بھاگتا ہوا اندر چلا گیا تو ہو سکتا ہے کہ وہ گھبرا کر مارتھا کو فوراً قتل کر دے اور میں کچھ بھی نہ کر سکوں۔

اسی سوچ کے تحت میں دبے پاؤں آگے بڑھا اور دیکھا کہ دروازہ ایک فٹ کے قریب کھلا پڑا ہے۔ کچھ اور کھولے بغیر اندر جھانکنا ممکن تھا۔ میگنم دائیں ہاتھ میں آ گیا۔ اور میں نے دروازے میں سے اندر جھانکا مگر کچھ دکھائی نہ دیا۔ پھر گہرے پانی سے سرکتا ہوا اندر داخل ہو گیا اور مکمل پندرہ سیکنڈ تک بے حس و حرکت کھڑا رہا۔ اتنے میں آنکھیں ملگجے اندھیرے میں دیکھنے کی عادی ہو گئیں۔ یاد آیا۔ پچھلی مرتبہ یہاں کافی روشنی تھی۔ اب آہستہ آہستہ ٹریکٹر، فصل کاٹنے کی مشین اور گھاس کے ڈھیر کے ساتھ لگی ہوئی سیڑھی

وغیرہ صاف نظر آنے لگیں۔

دو منٹ بعد یقین ہو گیا کہ کوٹھے میں کوئی نہیں۔ اب جمیل رہ گئی تھی۔ میں دوڑا اور قدم اٹھاتے ہی ٹھٹھک کر رک گیا۔ کسی کی ہنسی کی ہلکی سی آواز سنائی دی تھی۔ حلق سے ابلنے والی ہنسی کی یہ آواز اتنی مدھم اور موہوم تھی کہ مجھے اپنے کانوں پر دھوکہ ہونے لگا۔ یہ اندازہ نہ ہو سکا کہ یہ کسی مرد کی ہنسی تھی یا کسی عورت کی۔ یہ آواز کہیں اوپر سے آئی تھی اور اوپر ایک ہی جگہ تھی۔ یعنی گھاس کے ڈھیر کا بالائی حصہ۔ پوری احتیاط سے دبے پاؤں چلتا ہوا میں سیڑھی تک گیا اور آہستہ آہستہ ایک ایک سیڑھی چڑھنے لگا تاکہ کوئی آہٹ نہ ہو۔ مزید احتیاط کے طور پر سانس تک روک لی۔

اوپر پہنچ کر آہستہ آہستہ سر اٹھا کر نظر ڈالی۔ وہ دونوں اتنے قریب تھے کہ میں ہاتھ بڑھا کر انہیں چھو سکتا تھا۔

پیٹ ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل جھکا ہوا تھا۔ اس کی پیٹھ میری جانب تھی۔ چاندنی کی ایک مختصر سی آبشار میں مارتھا ہیزلٹن اس کے سامنے دراز تھی۔

وہ سیدھی لیٹی ہوئی تھی اور ایک ہاتھ چہرے پر رکھے ہولے ہولے سانس لے رہی تھی۔ ریشمی قمیص کے بٹن سامنے سے کھلے ہوئے تھے اور چھوٹی چھوٹی نکیلی چونچوں والی چھاتیاں بے بس اور کنواری سی لگ رہی تھیں۔

پیٹ کے حلقوم سے کسی وحشی جانور کی سی غرغراہٹ بلند ہوئی اور ہاتھ بڑھا کر وہ جنونی انداز سے مارتھا کے لباس کا زیریں حصہ جلدی جلدی نیچے کرنے لگا۔

مارتھا کے لبوں سے ایک مایوس کراہ بلند ہوئی اور ایک کہنی کے بل اوپر اٹھ کر اس نے نظر ڈالی تو پیٹ کی دونوں ٹانگوں کے درمیان میں سے اسے میں نظر آ گیا اور اس

کی نگاہیں مجھ پر ٹک گئیں۔

ایک طویل لمحے تک وہ مجھے گھورتی رہی، اور آنکھیں پھیل کر اور پھیلتی رہیں۔ پھر جیسے میری موجودگی کا یقین کرنے کے لئے وہ بڑبڑائی۔ "ڈینی!" معاً وہ تیز آواز میں بولی۔ "ڈینی۔ مجھے اس وحشی درندے سے بچاؤ!"

"پیٹ رک جاؤ۔" میں نے غرا کر کہا۔ "اگر غلط سمت حرکت کی تو ریڑھ کی ہڈی کو دھوئیں کی طرح اڑا کر رکھ دوں گا۔"

میری آواز سن کر اس نے سوچے سمجھے بغیر دائیں ٹانگ ٹھوکر کی صورت میں پیچھے کی طرف اچھال دی، اور پالش کئے ہوئے بوٹ کی ایڑی پورے زور سے میرے چہرے پر پڑی۔

میں نے پیچھے کی طرف جھٹکا کھایا اور توازن کھو بیٹھا۔ میگنم ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ سیڑھی پر سے پاؤں اکھڑ گئے اور قوسیں حرکت میں نیچے کوٹھے کے فرش پر کمر کے بل جا گرا۔

یوں گمان ہوا جیسے کمر کی ہڈی ٹوٹ گئی ہو اور پھیپھڑے ہوا سے خالی۔ کمر کی ہڈی ٹوٹی تھی یا نہیں، میں حرکت کرنے یا سانس لینے کے قابل نہ رہا تھا۔

کہیں دور سے پیٹ کی غصے سے پھنکتی ہوئی آواز سنائی دی۔ "دھوکے باز کتیا!" پھر ایک تھپڑ کی آواز یوں ابھری جیسے پستول کا دھماکہ ہوا ہو۔ تھپڑ پڑتے ہی مارتھا کی لہریں لیتی ہوئی باریک چیخ سنائی دی۔

میں بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا، یوں جیسے جانکنی کا عالم طاری ہو۔ اسی عالم میں پیٹ کے بوجھل پاؤں سیڑھیوں پر پڑنے کی آواز آئی۔ وہ سیڑھی اتر رہا تھا۔ اگلے

لمحے وہ میرے سر پر آ کھڑا ہوا۔ "کیا ہو گیا ہے دوست۔ کمر ٹوٹ گئی کیا؟" یہ کہتے ہوئے
اس نے بوٹ کی ٹھوکر میری پسلیوں میں رسید کی۔ "بہت برا ہوا مجھے اب خاک مزا
آئے گا۔" اس کے بوٹ نے پہلے کی طرح پھر میری پسلیوں کو پرجوش بوسہ دیا۔

شاید یہ دو زوردار ٹھوکروں کا اثر تھا کہ میری سانس اچانک چلنے لگی۔ میں
نے یوں تیزی سے پھیپھڑوں میں سانس کا ذخیرہ کیا جیسے اگلے ہفتے ہوا کی راشن بندی
ہونے والی ہو۔ پھر تجرباتی طور پر بازو کو حرکت دی۔ اس کا بوٹ تیسری مرتبہ
پسلیوں کی خاطر مدارات کے لئے آگے بڑھا مگر اس دفعہ میرے ہاتھوں نے ٹخنہ پکڑ
لیا۔ اس کے منہ سے گالیوں کا ایک فوارہ سا چھوٹا مگر میں نے ٹخنہ نہ چھوڑا۔ پھر
تیزی سے جھٹکا دے کر ٹخنہ اپنی طرف کھینچ لیا اور وہ بے اختیار مجھ پر آ گرا۔ ایک
دوسرے کے ساتھ گتھی ہوئی حالت میں ہم نے فرش پر دو تین لڑھکنیاں کھائیں اور
الگ ہو گئے۔

عجلت سے میں گھٹنوں کے بل ہو کر اٹھنے لگا اتنے میں سپٹ کھڑا ہو کر میرے
حملے کے لئے تیار اور منتظر تھا۔ وہ آہستگی سے بولا۔ "یہ ہوئی نا بات۔ اب مقابلے
کا مزا آئے گا دوست۔"

پھر وہ آہستہ آہستہ خونخوار انداز سے میری طرف بڑھا۔ جب اور قریب ہوا
تو میں نے دائیں بازو کا مکا اس کے سر کی طرف اچھال دیا۔ سر جھکا کر وہ اسے آسانی سے
خالی دے گیا اور اگلے لمحے اس کی دونوں مٹھیاں ہتھوڑوں کی طرح میرے سین لی
پر پڑیں۔ اس کارگر حملے کے بعد وہ رقص کرتا ہوا میری رسائی سے باہر ہو گیا۔
اس کی سبک رفتاری نے اس کی کھنوں پر سفید نشان مجھے یاد دلا دیئے

اور پہلی مرتبہ احساس ہوا کہ وہ باکسر رہ چکا ہے۔

آگے کی طرف قدرے خم حالت میں وہ پھر لہراتا ہوا آگے بڑھا اور مجھے یقین
ہو گیا کہ اگر اس انداز سے جنگ ہوتی رہی تو جلد ہی میرا کام تمام کر دے گا۔ چنانچہ اس
پر غالب ہونے کی یہی صورت تھی کہ لڑائی اپنے طریقے سے لڑوں۔ معاً ایک مکا میرے
منہ پر پڑا۔ اور نچلا ہونٹ یوں پھٹ گیا جیسے کمزور سا کاغذ ہو۔ ایک اور مکا اس کے بعد
سے دل پر پڑا اور دل کی حرکتیں وارفتہ ہو گئیں مگر اتنے میں میں نے پاؤں کی بھرپور
ٹھوکر اچھال دی تھی۔ یہ ٹھوکر زوردار آواز پیدا کرتی ہوئی اس کے دائیں گھٹنے
کے نیچے پیوست ہوئی۔

اس کے منہ سے کراہ خارج ہوئی اور وہ پسپا ہو گیا۔ اب وقت تھا کہ جارحانہ
کارروائی کرتا۔ چنانچہ میں نے ایڈوانس کیا وہ دھیرے دھیرے لہراتا ہوا پیچھے
ہٹ رہا تھا اور میری کوشش یہ تھی کہ اسے گھیر کر دیوار کے ساتھ لگا دوں جیسے
ہی وہ دیوار کے ساتھ لگا میں خوشی سے کچھ غیر محتاط ہو گیا۔ ناگاہ ایک اپر کٹ میری
کن پٹی سے ٹکرایا۔ سر میں پھلجھڑیاں سی چھوٹنے لگیں اور میں لڑکھڑاتے ہوئے
پیچھے کی طرف گھٹنوں کے بل جا گرا۔

"ڈینی" ایک آواز سنائی دی۔ اپنے سر کے انتشار پر قابو پاتے ہوئے میں
اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور ایک سفید سا خاکہ میری نظروں کے سامنے آ کر دور ہو گیا۔
اچانک مارتھا کی آواز پھر سنائی دی۔ "ڈینی۔ تمہاری گن میرے ہاتھ لگ گئی ہے۔
میں اسے گولی مار دوں گی؟"

میں نے ہاتھ اٹھا کر اسے پیچھے ہٹانا چاہا مگر ہاتھ کچھ زور سے پڑا اور

وہ لڑکھڑا کر دور جا گرا۔ میں بولا۔ "میرا شکار میرے ہاتھ سے نہ چھینو۔ ابھی نپٹ لیتا ہوں۔"

پیٹ کے قریب ہوتے وقت میرا ذہن صاف ہو گیا۔ وہ سارا بوجھ ایک ٹانگ پر ڈالے ابھی تک دیوار کے ساتھ لگا کھڑا تھا۔ میں نے اور قریب جاتے ہوئے ایک بھرپور ٹھوکر رسید کی۔ خیال تھا۔ اس ٹھوکر سے اس کے گھٹنے کی چپنی ریزہ ریزہ ہو جائے گی۔

وہ درد سے کراہا اور منہ نے ایک ہی گالی کی گردان شروع کر دی۔ میں قریب جاتے ہی پھر پیچھے آیا ورنہ اس کا جاندار گھونسہ میرے جبڑے کا قورمہ بنا دیتا۔ یہ گھونسہ چھ انچ فاصلے سے سیٹی بجاتا ہوا گذر گیا۔ گھونسے کو غالباً فیصلہ کن بنانے کے لئے اس نے اپنی تمام قوت استعمال کی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ لڑکھڑاتا ہوا میری طرف جھک گیا۔

تامل کئے بغیر میں نے چھلانگ لگائی اور مڑا ہوا گھٹنا سرعت سے آگے کر دیا۔ گھٹنا وحشت ناک قوت سے اس کے پیٹ پر پڑا اور وہ مڑے ہوئے چاقو کی طرح دہرا ہو کر میرے گھٹنے پر لٹک گیا۔ اگلے اقدام کے طور پر کھڑے ہاتھ کی ہتھیلی نیچے لا کر میں نے اس کے کان کے پیچھے اس مقام پر رسید کی جہاں تنی ہوئی ہڈی اور جھلی قدرے ابھری ہوئی ہوتی ہے۔ میرے گھٹنے سے لڑھک کر وہ نیچے جا گرا اور بے حس و حرکت ہو کر پڑا رہا۔

چند سیکنڈ تک میں گم سم کھڑا رہا۔ پھر ایک تیز اور کپکپاتی ہوئی گہری سانس لی۔ اس کے ساتھ ہی مارتھا میری باہوں میں جھول گئی اور سسکیاں

بھرتے ہوئے بولی۔ "اوہ ڈینی! دھمکیاں دے دے کر اس نے میری جان ہی نکال دی تھی۔ پھر وہ مجھے اوپر لے گیا اور کہنے لگا۔ وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

میں نے اس کے کندھوں کو تھپکایا اور اپنی سانسوں پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "اب گھبرانے کی کوئی بات نہیں مارتھا۔ سب کچھ ٹھیک ہو گیا ہے۔ تمہارے والد کو حقیقت معلوم ہو گئی ہے کہ یہ سب ہاسٹن کی کرتوت تھی۔ سونیا ولیمٹ اور پیٹ اسی کے کارندے تھے۔ اور وہ سب انتہائی کوشش کر رہے تھے کہ تمہیں پاگل ثابت کر دیں۔ فکر نہ کرو۔ گریگ کو بلوا لیا گیا ہے۔ ہمارے گھر پہنچنے تک وہ آ پہنچے گا۔ اور پھر کوئی الجھن باقی نہ رہے گی۔"

"ڈینی!" اس نے اپنا چہرہ میری چھاتی کے ساتھ رگڑتے ہوئے رگڑا۔ "تم نے میری زندگی بچائی ہے۔ پہلے ہاسٹن کے پنجے سے چھڑایا اور پھر پیٹ سے بچایا۔ تمہارا یہ احسان میں کبھی فراموش نہ کروں گی ڈینی۔ کبھی نہیں۔"

"ہاں خاص طور پر میری فیس کا چیک لکھتے وقت ضرور یاد رکھنا۔" میں نے جواب دیا۔ "چلو اب گھر چلیں۔ میں پیٹ کو دیکھ کر آ رہا ہوں۔"

"اچھا۔" مارتھا نے خوش کن انداز سے میری طرف دیکھ کر سرگوشی کی۔ "ایک نہ ایک دن مناسب انداز سے تمہارا احسان ضرور اتار دوں گی۔" یہ کہہ کر اس نے قدم اٹھائے اور دروازے کی طرف بڑھنے لگی۔

اس وعدہ لطیف پر ذہن میں رنگ برنگی سی مہتابیاں چھوٹتی محسوس ہوئیں اور میں دھول کر میں پیٹ کے قریب گھٹنوں کے بل جھک گیا۔ وہ اسی طرح بے سدھ پڑا ہوا تھا۔ میں نے ہاتھ بڑھا کر اسے الٹ دیا۔ مگر احساس ہوا

کہ محض وقت ضائع کر رہا ہوں۔ کان کے پیچھے ابھری ہوئی جھلی کافی حساس اور
نازک ہوتی ہے۔

پیٹ رنیکیں مر چکا تھا۔

۱۲

سہ پہر کے اخبارات کا بنڈل اٹھائے فران جارڈن میرے کمرے میں داخل
ہوئی۔ "ہیزلٹن والا کیس یاد ہو گا تمہیں!"

"ہاں۔" میں نے سر ہلایا۔ "مگر اب تو یہ قصہ پارینہ بن چکا ہے۔ شاید تین
مہینے ہو گئے ہوں گے۔"

"تمہاری واپسی کے فوراً بعد میں چھٹیاں منانے چلی گئی تھی۔" وہ سوچتے ہوئے
بولی۔ "اس لیے اس کیس کی تفصیلات معلوم نہ کر سکی۔"

"گلبرٹ ہیزلٹن نے اگلے ہی دن پانچ ہزار کا چیک بھجوا دیا تھا۔" میں نے
بتایا۔ "چھ ہفتے بعد ٹرسٹ فنڈ کا حساب کتاب طے ہو گیا اور مارتھا نے دس ہزار
کا چیک بھیجا۔ کافی منافع بخش کیس تھا۔"

"تو کیا ہاسٹن ہی ٹرسٹ فنڈ میں سے خرد برد کا مرتکب ہوا تھا؟" فران نے

سوال کیا۔

"اس نے اڑھائی لاکھ کی رقم خرد برد کی اور اسے اس کنوئیں پر لگا دیا جس
میں سے تیل برآمد نہ ہو سکا۔ تاہم مارتھا کے لیے کافی کچھ بچ رہا تھا۔ تقریباً پندرہ
لاکھ کے قریب۔"

"ہاں۔ اخباروں میں مقدمے کی روداد میں نے پڑھی تھی۔ ہاسٹن پر فرسٹ
ڈگری قتل کا مقدمہ چلا تھا؟"

"ہاں۔" میں نے تائید کی۔ "سلویا ولیٹ جیوری کو قائل کرنے میں کامیاب
رہی کہ اسے قتل وغیرہ کے متعلق کچھ علم نہیں اور پیٹ نے ہی سویٹ ولیم کو دوسرے
باڑے میں منتقل کیا اور بعد میں پیٹ اور ٹالور نے لاش نکال کر کمبری ڈکی میں
رکھ دی۔"

"اس مقدمے کا کیا بنا جو کلیل کر فرار ہونے کے الزام میں تم پر قائم کیا گیا
اور جس کے متعلق تم فون پر واویلا کر رہے تھے۔"

"حقیقت کا انکشاف ہوتے ہی کمبرلو میرے بیان کی صحت پر یقین
کرنا پڑا۔ چنانچہ اس نے مجھے دوستوں کی طرح رخصت کیا۔" میں نے اس کی طرف
دیکھا۔ "مگر آج یہ ہیزلٹن کے کیس کے گڑے مردے اکھاڑنے کی تمہیں کیا سوجھی؟"

اس نے اخبارات کا پلندہ میرے سامنے میز پر ڈال دیا۔ سیاہ چوکھٹے میں
ایک شہ سرخی میری نگاہوں کے سامنے پڑی کراہ رہی تھی۔

"آج رات ہاسٹن اپنے انجام کو پہنچ جائے گا۔"

میں نے خبر پڑھی۔ خبر کا بیشتر حصہ کیس کی تفصیلات پر مشتمل تھا اور آخر

میں لگا تھا کہ آج شب بارہ بجے برقی کرسی پر ہاسٹن اپنے انجام کو پہنچ جائے گا۔

"میری صحت تو تب متاثر ہوتی جب یہ خبر اڑتیس انچ سینے والی کسی حسینہ کے متعلق ہوتی۔" فران نے طنز کیا۔

"تمہارے بال بھی سرخ ہیں۔" ناقدانہ نگاہوں سے فران کا جائزہ لیتے ہوئے میں نے کہا۔ "اور ڈھیلی ڈھالی بلاؤز کے نیچے سینے کی پیمائش ساڑھے سینتیس انچ سے کیا کم ہوگی۔ نہیں۔ مگر یوں نہیں۔" میں نے اٹھ کر اس کی طرف جاتے ہوئے کہا "پہلے بلاؤز اتار دو تاکہ صحیح پیمائش ہو سکے۔ گہرے سانس مت لینا۔"

اس کی بھوری مائل سبز آنکھیں چوکنی ہو گئیں اور وہ چیخ کر بولی "نہیں۔ تم ایسا نہیں کر سکتے۔" پھر وہ روشنی کی رفتار سے کمرے سے نکل بھاگی۔

سگریٹ سلگا کر میں دوبارہ جا بیٹھا اور اخبارات دیکھنے لگا۔ ہر اخبار نے ہاسٹن کے متوقع انجام کی خبر کو نمایاں اہمیت دی تھی اور تمام سرخیاں ملتی جلتی تھیں۔

پھر فون کی فریاد پر میں نے ریسیور اٹھا لیا اور ایک ترنم ریز نسوانی آواز نے میرے کانوں میں رس گھول دیا۔ "مسٹر بائیڈ!"

"ہاں۔" میں نے جواب دیا۔ "کون بول رہا ہے؟"

"مارتھا ہیملٹن۔"

"اوہ۔ شکریہ ہے تم نے یاد کیا۔ کہو کیا حال ہے؟"

"ایک کام آ پڑا تھا ڈیئر۔" اس نے پس و پیش کرتے ہوئے کہا۔ "معمولی کام نہیں۔"

میں پہلے بھی اس کے کام آ چکا تھا۔ اور اس نے دس ہزار ڈالر ادا کیے تھے۔ اتنی عظیم رقم کے عوض ایک اور کام کی بہرحال وہ حق دار تھی۔ چنانچہ میں نے کہا۔ "کام بتاؤ۔"

"تم بڑے اچھے آدمی ہو ڈیئر۔" وہ بولی۔ "ڈالر اس وقت ہسپتال میں ہے۔"

"کیوں؟ کیا ہوا؟"

"کوئی دورہ پڑ گیا ہے۔ ڈاکٹر سنجیدہ کیس بتا رہے ہیں۔" وہ بولی۔ "مصیبت یہ ہے کہ آج ملازم چھٹی پر ہیں اور گھر پر اکیلی ہوں۔ آج آدھی رات کو کیا ہونے والا ہے تمہیں معلوم ہے؟"

"ہاسٹن؟" میں نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

"ہاں۔ اس خبر نے اعصاب کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے۔ شاید میرے اعصاب بہت ہی کمزور ہیں۔" مارتھا نے معذرت خواہ انداز میں اعتراف کیا۔ "صبح سے یہ خبر حواس پر سوار ہے اور پریشانی بڑھتی جا رہی ہے۔ اس عالم میں تنہائی کاٹ کھانے کو دوڑ رہی ہے۔ اگر تم آج رات ساتھ دے سکو تو میرا خیال ہے۔ اعتدال پہ آ جاؤں گی۔"

"بڑی خوشی سے۔ کس وقت آؤں؟"

"اوہ۔ تمہاری بڑی مہربانی ہوگی ڈیئر۔ دس بجے کے قریب آ جاؤ۔"

"فکر نہ کرو۔ میں پہنچ جاؤں گا۔"

"دوبارہ شکریہ ڈیئر۔" وہ بولی۔ "منتظر رہوں گی۔"

ساڑھے پانچ بجے چھٹی کر کے فران جارڈن کے کمرے میں سے گزرنے لگا

تو اس نے نکتہ چیں نگاہوں سے میرا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ "اتنی جلدی کیا ہے آخر؟ دنیا ان عورتوں سے کھچا کھچ بھری پڑی ہے، جن کا حسن تمہاری بھوکی بھوکی سے خراج تحسین سننے کے لئے بے چین ہے اور جن کی چھاتیوں کی پیمائش پینتیس انچ ہو گی۔"

اس نے مارتھا کے ساتھ میری گفتگو سن لی تھی۔ میں نے کہا۔ "پینتیس نہیں بلکہ سوا پینتیس۔ مجھے ابھی ابھی خیال آیا ہے۔"

"چلو یونہی سہی۔" وہ بولی۔ "مگر اس کے لئے آدھ گھنٹہ پہلے سے ہم چھوڑ دینا کہاں کی دانشمندی ہے؟"

اور کچھ معلوم ہو نہ ہو، اتنا ضرور جانتا ہوں کہ کس وقت دم دبا کر بھاگنا سود مند رہتا ہے۔ یہ وقت بھی دم دبا کر بھاگنے کا تھا چنانچہ اس کی تشنہ نظر انداز کرتے ہوئے باہر نکل گیا۔

گھر جا کر دو جام نوش کئے۔ بھوک اتنی زیادہ نہیں تھی کہ باقاعدہ ڈنر تناول کرتا۔ چنانچہ خشک بھنی ہوئی کستورا مچھلی کا پیکٹ کھولا اور اسی سے پیٹ بھر لیا۔

اس کے بعد نو بجے اٹھ کر چل دیا۔ اور ٹھیک ساڑھے نو بجے بکھین پلیس کے سامنے کار جا روکی۔ دستک دینے پر مارتھا ہیزلٹن نے بہ نفس نفیس آ کر دروازہ کھولا۔ اور بھرپور روشن اور جاندار مسکراہٹ لبوں پر لا کر بولی۔ "آؤ۔ ڈیئر۔ آؤ۔ کیا بتاؤں۔ تمہیں دوبارہ دیکھ کر کتنی خوشی ہوئی ہے۔"

راستے میں بالائی کوٹ اتارتا ہوا، دم ہلاتا ہوا اور لباس سے اڑتی ہوئی خوشبوؤں کو سونگھتا اس کے پیچھے لونگ روم تک جا پہنچا۔ آتشدان میں لکڑی

کی ایک بڑی گیلی میری آرزوؤں کی طرح دھڑا دھڑ جل رہی تھی۔ اور کمرہ قدرے زیادہ ہی گرم تھا۔ مارتھا کا لباس کمرے کی حرارت میں کچھ اور اضافہ کر رہا تھا۔

اس نے سفید پاجامے پر اسی رنگ کا ڈھیلا ڈھالا ہوا چغہ پہن رکھا تھا۔ چغے میں گردن کے قریب سیاہ دھاریاں بڑی دیدہ زیب تھیں۔ پاجامے کی حالت یہ تھی کہ نچلے دھڑ کے ساتھ گویا سختی سے چپکا ہوا تھا۔ اور ساری گولائیاں ذہن میں محشر کے فتنے بیدار کر رہی تھیں۔

آتشدان کے قریب ایک کاؤچ اور ایک میز تھی جس پر بوتلیں سجی ہوئی تھیں میری طرف غور سے دیکھتے وقت مارتھا کی آنکھوں میں خوشی کی لہریں رقص کرنے لگیں۔ پھر کسی قدر بوجھل آواز میں وہ بولی۔ "آؤ ڈیئر۔ یہاں کاؤچ پر بیٹھ جاؤ۔ دو جام تیار کرو۔ پھر انہیں نوش جان کرتے ہوئے باتیں کریں گے۔"

"بڑا نیک خیال ہے۔" میں نے کہا۔ "کیا پیا کرتی ہو؟"

"سکاچ لیکن برف کے بغیر۔ بڑی سردی ہے آج اور سردی سے ویسے بھی میری جان جاتی ہے۔"

میں میز کے قریب گیا اور شراب تیار کرنے لگا۔ "میرے آنے سے پہلے کتنے چڑھا چکی ہو؟"

"کیا عامیانہ سوال ہے؟" اس نے حقارت سے کہا۔ "تمہارا خیال ہے میں جام گن کر پیا کرتی ہوں؟"

"تم گنو نہ گنو، جام تمہیں ضرور گن لیتے ہیں۔" میں نے کہا۔ "لیکن شاید اتنی بالغ ہو چکی ہو کہ اپنا برا بھلا سوچ سکو۔"

"ستائیس سال کی ہو چکی ہوں۔" میں نے جواب دیا۔ "اس عمر میں جو بھی کروں سوچ کر کرتی ہوں۔ میرے پاس دولت ہے۔ جوانی ہے۔ پھر میں جو چاہتی ہوں، کیوں نہ کروں؟ کوئی جواب ہے اس سوال کا ڈینی بائیڈ؟"

دونوں گلاس ہاتھ میں لئے میں اس کے قریب کاؤچ پر جا بیٹھا۔ اس نے بڑی پھرتی اور مہارت سے قریبی گلاس میرے ہاتھ سے یوں اچک لیا۔ کہ وہسکی کا ایک قطرہ تک چھلکنے نہ پایا۔ پھر ہاتھ اٹھا کر جام صحت تجویز کرنے کے وقت کسی قدر مبالغہ کے ساتھ بولی: "یہ ہے۔ ہمارا جام صحت مسٹر بائیڈ۔"

میں نے بھی ہاتھ بڑھا کر جام سے جام ٹکرایا۔ وہ بولی۔ "زندگی صرف ایک مرتبہ ملتی ہے۔"

"ہاں اور اگر احتیاط سے بسر کی جائے تو زندگی کی طوالت بڑھ جاتی ہے۔"

وہ اپنا گلاس یوں غٹاغٹ چڑھا گئی جیسے کسی صحرا کے وسط میں پیاس سے جان لبوں پر آٹکی ہو۔ چند لمحوں تک گھورنے کے بعد اس نے خالی گلاس آتشدان میں پھینک دیا۔ گلاس آتشدان سے ٹکرایا اور کرچیاں جلتی آگ پر بکھر گئیں۔ وہ بولی۔ "میرا دادا ایک کاسک تھا۔ اس نے قبیلے کے مردوں کا قتل عام کیا اور قبیلے کی تمام عورتوں کے ساتھ ہم بستری کی۔ وہ صرف تیس سال زندہ رہا۔ اس کہانی سے ہمیں کیا اخلاقی سبق ملتا ہے بائیڈ۔"

"تم ہی بتاؤ۔"

"یہ سبق ملتا ہے کہ خواہ مخواہ قتل و غارت نہیں کرنا چاہیئے۔ زندگی ان واہیات کاموں پر ضائع کرنے کے لئے نہیں ہے۔"

میں سوچ میں پڑ گیا۔ یہ آخر کیا کہنا چاہتی ہے۔ اس سوچ کے ساتھ ہی میرے شہوانی خیالات کچھ سرد سے ہو گئے اور میں نے بھی اپنا جام ایک ہی مرتبہ خالی کر دیا۔

ہنستے ہنستے مارتھا اچانک رکی اور بولی۔ "کیا وقت ہو گیا ہے!"

میں نے گھڑی کی طرف دیکھا۔ "دس بج کر پانچ منٹ ہوئے ہیں۔"

"رات جوان ہے۔" وہ بولی۔ "مجھے اور شراب دو۔"

"ابھی دیتا ہوں۔" میں نے کہا۔ "پہلے میں ذرا اپنی حالت سنوار لوں۔"

آدھ گھنٹے میں میری حالت سنور گئی۔ نشے کی بلندیوں کو چھوئے بغیر حسن سے لطف اندوز ہونا میرے لئے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔ اب میری کن پٹی کی رگیں دھڑکنے لگی تھیں اور پاؤں میں بچھا ہوا قالین سکڑتا اور پھیلتا دکھائی دینے لگا تھا۔

"ڈینی۔" اس کی آواز بغل میں سے سنائی دی۔

"کہو۔"

"دوسرا جام کب پلاؤ گے؟ پیاس سے مری جا رہی ہوں۔"

"لو ابھی لو۔ میری حالت سنور چکی ہے۔"

اسے جام بنا کر دیتے ہوئے میں نے اپنا جام منہ سے لگا لیا۔ جام کو خالی کرنے کے بعد اسے تکتے ہوئے وہ بولی۔ "تمہاری سست روی پر غصہ آنے لگا ہے۔"

"غصہ کرنا چاہتی ہو۔" میں نے لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں کہا۔ حالانکہ میں بڑا اچھا لڑاکا ہوں۔"

"پہلی مرتبہ بھی تم پر بڑا غصہ آیا تھا جب بار میں ملے تھے۔" وہ بولی۔ "یاد ہو گا تم نے کہا تھا ... میں قدر دوسرے پیتی ہوں اور مردوں کو وحشی سمجھتی ہوں۔"

"ہاں شاید ایسی کوئی بات ہوئی تھی۔" میں نے دھندلے ذہن کے ساتھ

کہا۔ میرے دل و دماغ پر شراب کا خمار طاری ہو چکا تھا۔

"غصہ اس بات پر آیا کہ تمہاری دونوں باتیں سچ تھیں۔ میں واقعی سفید انڈر ویئر پہنتی ہوں اور مردوں کو وحشی تصور کرتی ہوں۔" وہ اچانک اٹھ کھڑی ہوئی

"وقت کیا ہوا ہے؟"

"گیارہ بج کر دس منٹ۔"

"مجھے بڑی گرمی لگ رہی ہے۔ تمہیں بھی لگ رہی ہے ڈیئر؟"

"ابل رہا ہوں میں تو۔"

"میرا خیال ہے۔ بے جا لباس سے محروم ہو جانا چاہیئے۔ یوں گرمی کا احساس ختم ہو جائے گا۔"

"اللہ تمہارا بھلا کرے۔" میرے دل نے اسے دعا دی۔

اس نے چغے کی ڈوری کی ناٹ کھول دی اور چغہ پیچھے قالین پر جا گرا۔ "اب سکون محسوس ہو رہا ہے۔" یہ کہہ کر وہ کاؤچ پر میرے قریب آ بیٹھی۔

کاؤچ کی پشت پر سر ٹکا کر میں نے ایک لمحے کے لئے آنکھیں بند کر لیں اور یوں گمان ہوا جیسے ہر شے تیز رفتاری سے گھوم رہی ہو کسی پھرکی کی طرح چکر لگا رہی ہو۔ میں نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں۔

مارتھا کا چہرہ میرے چہرے سے صرف چھ انچ دوری پر تھا۔ اور آنکھیں غور سے میرا جائزہ لے رہی تھیں۔ اچانک اس نے سرگوشی کی۔ "ڈیئر۔ کیا میں دلکش ہوں؟"

"خوبصورت ہونے کی حد تک دلکش ہو مارتھا۔" میں نے ایمانداری سے

کہا۔ "تمہارا متناسب جسم تمہارے دلفریب چہرے کے عین مطابق ہے۔"

"کیا واقعی؟" اس نے ہولے سے کہا۔ "لیکن یہ میرے سوال کا جواب نہیں۔ میرا سوال یہ تھا کہ اتنا قریب ہونے پر کیا میں چاہے جانے کے قابل ہوں؟"

اس کا چہرہ قریب تر ہو گیا۔ یہاں تک کہ ہمارے ہونٹ ایک دوسرے میں پیوست ہو گئے۔ اس لطیف لمس کی بے تابی اور طلب سے میرا لہو گرم پارے کی طرح رگوں میں دوڑنے لگا۔ کن پٹی کی دھڑکن سارے جسم میں پھیل گئی۔ مگر اب یہ شراب کا نشہ نہیں تھا۔

اس کے جسم کی مہک اور شراب کی بو دو آتشہ بن کر ہوش و حواس کو ماؤف کر چکی تھی اور تیز ناخنوں والی انگلیاں میرے سینے میں اتری جا رہی تھیں۔ لب علیحدہ کرتے ہوئے اس نے ایک تیز سانس لی۔ میں نے اس کے کندھے تھام کر اسے ہلکا سا دھکا دیا اور وہ آنکھیں سختی سے بند کئے کاؤچ پر دراز ہو گئی۔

میں نے وحشت اور جنون کے عالم میں بند قبا پر ہاتھ ڈالا اور اس کے منہ سے ہنسنے کی ہلکی سی آواز بلند ہوئی۔ حلقوم سے خارج ہونے والی ہنسی کی یہ آواز اتنی مدھم اور موہوم تھی کہ مجھے اپنے کانوں پر دھوکہ ہونے لگا۔ ذہن میں اچانک ایک یاد نے تازہ ہو کر طوفانی ہلچل اور اضطراب پیدا کر دیا۔ ایک لمحے تک گم سم سا رہ کر اسے گھورنے کے بعد میں بے اختیار پیچھے ہٹا اور لڑکھڑاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ یوں گمان ہوا۔ مکڑی کا جالا میرے چہرے سے چھو گیا ہو اور خوف کی ایک شدید لہر سر سے ایڑی تک رینگ گئی ہو۔ اعصاب میں

اتنا ہیجان اور اضطراب پھیلا کہ تناؤ سے رگیں پھٹنے کے قریب ہو گئیں۔

مارتھا نے دھیرے دھیرے آنکھیں کھول کر پلکیں جھپکائیں۔ اور اس کے لب شدید طلب کی مسکراہٹ کے انداز میں خم ہو گئے۔ "کیا بات ہے؟ رک کیوں گئے ڈیئر! ستانا چاہتے ہو؟"

"یہ تم ۔۔ یہ تم ہنسی تھیں؟" میں نے بیٹھے ہوئے گلے سے پوچھا۔

اس کی آنکھوں میں سرکشی اور ضدی سی حقارت لہرا گئی۔ "اتنے حساس مت بنو ڈارلنگ۔ اس عالم میں میں ہنسے بغیر نہیں رہ سکتی۔ مجبور ہو جاتی ہوں اور فرط کیف و سرور سے ہنس دیتی ہوں۔"

"یہ ہنسی ایک مرتبہ پہلے بھی سن چکا ہوں۔" میں نے بتایا۔ "تو مجھے میں یہ ہنسی گھاس کے ڈھیر سے سنائی دی تھی۔ میں اسے پیٹ رنگین کی ہنسی سمجھا تھا۔ شہوت انگیز جذبات سے لبریز ہنسی ۔۔ ہنسی کو پیٹ کی ہنسی تصور کرتے ہوئے میں اس خیال سے سیڑھی چڑھا کہ بر وقت تمہیں بچا لوں گا۔ مگر اب معلوم ہوا کہ یہ ہنسی تمہاری تھی۔"

وہ عجلت سے کاؤچ پر تن کر بیٹھ گئی۔ سفید چہرے کے پس منظر میں ابھرنے والی نیلگوں آنکھیں کبیدگی سے غبار آلود ہو گئیں۔ "لعنت ہو تم پر۔ میرا مذاق اڑا رہے ہو۔" ایک طویل وقفے تک مجھے گھورنے کے بعد اس کا چہرہ پر سکون ہونے لگا۔ اور دوبارہ کاؤچ پر دراز ہوتے ہوئے ہنکارا بھر لی۔ "چلو اب تمہیں میری ایک عادت کا پتہ چل گیا ہے۔ اب آگے بڑھو۔"

"تم اور پیٹ۔" میں نے بمشکل کہا۔ میرے گلے کی نسیں تن کر دکھنے

لگ گئیں۔ "تو تم کوکھڑے میں اس لئے نہیں گئی تھیں کہ پیٹ کو ہاسٹن کا کاروبار زندہ ہونے کا الزام دے سکو۔ بلکہ اس لئے گئیں کہ اپنی اداکاری اور اچانک روانگی سے ایک نفسیاتی تاثر پیدا کر سکو۔ اس وقت سارا کام ختم ہو چکا تھا مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ ٹرسٹ فنڈ کے حسابات تمہارے والد کے ہاتھ میں نہیں بلکہ ہاسٹن کے ہاتھ میں ہیں۔ اس موقع پر تمہیں اندیشہ ہوا کہ حقیقت کی تہہ تک جا پہنچوں گا۔ اور تمہاری اور پیٹ کی سازش بے نقاب ہو جائے گی۔ کیا اسی لئے اس کے ساتھ گھاس کے ڈھیر پر گئی تھیں کہ آخری مرتبہ اس کی مردانگی کے جوہر آزما سکو؟ اب یاد آ رہا ہے کہ مجھے سیڑھی سے گرانے کے بعد تمہیں بھیڑ مارتے ہوئے اس نے دھوکے باز کتیا بھی کہا تھا۔"

اس نے متامل انداز سے دوبارہ آنکھیں کھول کر برافروختہ ہوتے ہوئے کہا۔ "چلو مان لیا۔ ٹھیک کہتے ہو مگر اب ان باتوں سے کیا فرق پڑتا ہے!"

"تو تمہیں پہلے ہی پتہ تھا کہ ہاسٹن ٹرسٹ فنڈ کی رقم میں غبن کر رہا ہے یہ کیسے معلوم ہوا تھا؟"

"میں نے ٹرسٹ فنڈ کے سینئر کلرک کو پھانسا تھا۔" وہ تیز لہجے سے بولی۔ "وہ بھی پیٹ کی طرح ایک توانا مرد تھا۔ البتہ اس کے طور اطوار میں پیٹ جیسی وحشت اور وارفتگی نہ تھی۔ صرف ایک رات ساتھ گزارنے کے بعد وہ اس حد تک میرا دیوانہ ہو گیا کہ اگر اسے اپنا گلا کاٹنے کے لئے بھی کہتی تو وہ پس و پیش کئے بغیر گلا کاٹ لیتا۔ کنویں میں سے تیل نہ نکلنے کی افواہیں میں سن چکی تھی۔ چنانچہ میں نے سینئر کلرک کو چوری چوری ٹرسٹ کے حسابات کی پڑتال کرنے

پر آمادہ کیا۔ میری خوشی کے لئے اس نے حسابات چیک کئے اور بتایا کہ اسے یہ معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ خرد برد کا کون مرتکب ہو رہا ہے۔ بہرحال ٹرسٹ فنڈ کی رقوم میں غبن ضرور ہوا ہے۔"

"سو تم نے ہاسٹن کو آخری ہدف بنا کر منصوبہ بندی شروع کر دی۔" میں بولا۔" پیٹ تمہاری نسوانی صلاحیتوں کا کارک سے کہیں زیادہ معترف ہو گیا اور میرا خیال ہے۔ تم نے وارث بننے کے بعد اسے ایک بڑی رقم دینے کا وعدہ بھی کیا ہو گا؟"

"بڑا حسین وعدہ کیا تھا۔" وہ خوش ہوتے ہوتے بولی۔" میں نے وعدہ کیا تھا کہ اس کے ساتھ شادی کر لوں گی۔"

"اور میری خدمات اس لئے حاصل کیں کہ باہر کا آدمی ہونے کی حیثیت سے تمہاری معصومیت اور بے گناہی کا ڈھنڈورا پیٹ سکوں۔" میں یوں بڑبڑا رہا تھا۔ جیسے اپنے آپ سے مخاطب ہوں۔" لیکن یہ ٹالور اور پھر میری کار کی ڈکی میں فلپ کی لاش بند کر کے مجھے قتل کے الزام میں کیوں پھانسنے کی کوشش کی؟"

"یہ ٹالور کا اپنا آئیڈیا تھا۔" وہ ہلکی آواز میں بولی۔" پیٹ نے جیسے ہی فارم پر تمہاری آمد اور باڑے کے متعلق تمہاری ذو معنی گفتگو سے ہاسٹن کو آگاہ کیا۔ ہاسٹن نے پیٹ کو ہدایت کی کہ باڑے کو کھود کر دیکھے۔ پیٹ کو ہاسٹن نے ملازم رکھا تھا۔ اور پیٹ کو معلوم تھا۔ کہ باڑے میں فلپ کی لاش دفن ہے۔ پیٹ نے کچھ دیر بعد فون کر کے ہاسٹن کو بتایا کہ باڑے میں فلپ کی

لاش دفن ہے۔ ہاسٹن گھبرا گیا اور اس نے تمہاری آمد کو مد نظر رکھتے ہوئے پیٹ کو حکم دیا کہ سویٹ ولیم کو کسی اور باڑے میں منتقل کر دے۔ پیٹ اسے ڈبل کراس کر رہا تھا۔ درحقیقت وہ میرے لئے کام کر رہا تھا۔ لیکن یہ بات ہاسٹن کے علم میں نہ تھی۔ بعد میں ہاسٹن کا خدشہ بجا ثابت ہوا اور جب اسے معلوم ہوا کہ پولیس کے پاس مخبری کرتے ہوئے بطور مخبر تم نے اس کا نام لیا ہے تو اسے یقین ہو گیا کہ تم فلپ کے قتل کے الزام میں اسے پھانسنے کی تیاری کر رہے ہو چنانچہ تمہارے زہر کا تریاق کرنے کے لئے اس نے ٹالور کی خدمات حاصل کیں۔ پھر ٹالور نے فلپ کی لاش تمہاری کار کی ڈکی میں ڈال کر تمہیں پھنسانے کی کارروائی کی۔"

"فلپ اور کلیمی کو تم نے کیوں قتل کیا؟" میں نے پھنسی پھنسی آواز سے سوال کیا۔

"دراصل مجھے کچھ پتہ نہ تھا۔ کہ ہاسٹن کے ہاتھ مارنے کے بعد ٹرسٹ میں کتنی رقم باقی رہ گئی ہے۔" وہ بولی۔ "اتنا یقین تھا۔ کہ یہ رقم ہم تینوں کے لئے کافی نہ ہو گی۔" اس نے سر اٹھا کر میرا چہرہ پڑھنے کی کوشش کی اور کہا۔" اس طرح نہ دیکھو مجھے۔ اس صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے میں نے کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی تھا۔"

"تم پاگل ہو۔" میں نے سرگوشی کی۔" یکسر پاگل۔ سلویا ولیٹ نے جھوٹ نہیں کہا تھا۔ کہ تم امیری کے جنون میں مبتلا ہو۔"

"اوہ۔ یہ بات نہ کہو۔" وہ اچھل کر بستر سے اتری اور خونخوار آنکھیں مجھ پر گاڑ کر بولی۔" اور سب کچھ بن سکتی ہوں۔ مگر یہ بات نہیں۔" آواز اس کے حلق

سے سوں سوں کر کے برآمد ہو رہی تھی۔ چند لمحوں تک آتشبار نگاہوں سے گھورنے کے بعد اس نے مسکرانے کی کوشش کی مگر چہرہ کھچا اور بگڑ کر رہ گیا۔ پھر اجنبی سے انداز کی آواز میں وہ نرمی سے بولی ”ڈارلنگ۔ اب ان باتوں میں کیا دھرا ہے؟ خواہ مخواہ لڑنے سے فائدہ؟ اگر کچھ رقم کی ضرورت ہو تو وہ بھی دینے کو تیار ہوں۔ معاملہ ختم ہو چکا ہے اور ہاسٹن کو سزا...“

”ہاسٹن!“ میں تیزی سے بات کاٹ کر بولا۔ ”اوہ۔ اسے تو میں بھول ہی گیا۔“

میں نے گھڑی کی طرف دیکھا اور تیزی سے فون کی طرف بڑھا۔ اس نے تلخی سے پوچھا۔ ”کیا کرنے کا ارادہ ہے؟“

”بارہ بجنے میں چار منٹ رہتے ہیں“ میں بولا۔ ”شاید میں اسے بچا لوں“ — ریسیور اٹھا کر میں نے آپریٹر کو طلب کرنے کی خاطر ڈائل گھمایا۔

”فون رکھ دو ڈیئر!“ مارتھا نے غرا کر کہا۔ اور ساتھ ہی گلاس کے ساتھ گلاس ٹکرانے کی کھنکھناہٹ سنائی دی۔

آپریٹر کو طلب کرنے کی کوشش میں مصروف تھا کہ شیشہ ٹوٹنے کی آواز سنائی دی۔ نظر اٹھا کر دیکھا۔ مارتھا لڑکھڑاتی ہوئی میری طرف بڑھ رہی تھی اور اس کے ہاتھ میں ٹوٹی ہوئی گردن والی بوتل پکڑی ہوئی تھی۔

”ڈیئر فون رکھ دو۔“ سلگتی ہوئی آواز میں وہ بولی۔ ”ورنہ اس بوتل سے تمہارا گلا کاٹ کر رکھ دوں گی“ اس نے وحشت سے بوتل کو گھمایا اور روشنی میں بوتل کا ٹوٹا ہوا گلا چمک اٹھا

”تم پاگل ہو۔ مجھ سے دور رہو ورنہ مار ڈالوں گا۔“ میں نے درشت آواز میں کہا۔ ”تم وہ چراغ ہو جو گھر کو روشن کرنے کی بجائے اسے جلا کر خاک کر دیتا ہے“ اس کے منہ سے غرفش کی سی آوازیں نکلیں اور وہ بولی۔ ”کہہ چکی ہوں کہ مجھے پاگل مت کہو۔“ پھر وہ بوتل لہراتے ہوئے پھنکار کر میری طرف بھاگی میری طرف کمرہ پار کرتے ہوئے اس کی رفتار حیران کن طور پر طوفانی تھی۔ بوتل کا ٹوٹا ہوا سرا اس نے خنجر کی طرح میری طرف سیدھا کر رکھا تھا۔

مجھ سے دس فٹ کی دوری پر اس کا پاؤں قالین میں اچانک الجھا اور وہ لڑکھڑا کر گرنے لگی۔ گرنے سے قبل ٹوٹی بوتل والا اس کا ہاتھ مڑ کر اس کے سامنے آگیا اور اس کی طرف مڑ گیا۔ اس کے منہ سے ایک چیخ ابھری اور دھڑام سے نیچے گرتے وقت اس کا برہنہ گلا ٹھیک بوتل کے نوکیلے سرے پر آگیا اور اس کی چیخ اچانک بند ہو گئی۔ شاید اس کی شہ رگ کٹ چکی تھی۔ خون کا ایک فوارہ ابلا اور نقاہت سے دوسری طرف گردن موڑتے ہوئے میں کمزور آواز میں بڑبڑایا۔ ”آپریٹر! آپریٹر“ پھر آپریٹر کی آواز سنتے ہی میں تیزی سے بولا۔ ”دیکھو مجھے سنگ کی جیل سنگ سنگ کے چیف وارڈن سے فوراً ملا دو۔ کسی کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔“

”تمہارا کیا نام بتاؤں؟“ آپریٹر نے پوچھا۔

”باتوں میں وقت ضائع نہ کرو۔“ میں نے گھڑی کی طرف دیکھا۔ ”بحث کرنے کے لئے ذرا وقت نہیں۔ بارہ بجنے میں تین منٹ رہتے ہیں۔ اور ٹھیک بارہ بجے —“

"بارہ بجکر چار منٹ اوپر ہو چکے ہیں جناب۔ اپنی گھڑی درست کر لیں بارہ بجکر چار منٹ۔"

"کیا واقعی؟"

"ہاں۔ بارہ بجکر چار منٹ اور دس سیکنڈ" آپریٹر نے کہا۔ "لائن ہولڈ کرو۔ میں ابھی ملاتی ہوں۔"

چند لمحوں تک ٹک ٹک اور کلک کلک کی آوازیں سنائی دیں اور پھر مضمحل سی بھاری آواز سنائی دی۔ "سنگ سنگ جیل۔ وارڈن آفس۔"

"سنو" میں نے جلدی سے کہا۔ "یہ ایمرجنسی کال ہے۔ میں معلوم کرنا چاہتا....."

اس نے بھنائی ہوئی آواز میں قطع کلامی کی۔ "ہاں ایمرجنسی کال ہو گی۔ تم سب اخبار نویس ایک جیسے ہو۔ ہمیشہ ایمرجنسی کال کرتے ہو۔ اب مجھ سے سنو۔ گریگری ہاسٹن کو ٹھیک بارہ بجے برقی کرسی پر بٹھا دیا گیا تھا۔ اور بارہ بجکر ایک منٹ پر سرکاری ڈاکٹر نے اس کی موت کی تصدیق کر دی۔ ہاسٹن نے آخری بیان کے طور پر کچھ نہیں کہا۔ بس ہمیں یہی بتلانے کی اجازت ہے۔"

مرے مرے ہاتھوں سے میں نے ریسیور ہک میں پھنسا دیا۔

روانگی سے پہلے دو تین امور پر توجہ دینا ضروری تھا۔ چنانچہ میں نے ریسیور پر سے اپنی انگلیوں کے نشانات صاف کرنے کے بعد اپنا گلاس جلتے ہوئے آتشدان میں پھینک دیا۔ پھر کسی عجلت کے بغیر جا کر بالائی کوٹ پہنا اور آکر مارتھا پر آخری نظر ڈالی۔ اس کی شہ رگ سے خون نکل نکل کر بوتل کے گرد جوہڑ سا

بن چکا تھا۔ یہ وہ عیار حسینہ تھی جسے پاگل تصور کیا جاتا رہا۔ اور جو شروع سے آخر تک مجھے بدھو بناتی رہی۔ یہ ایسا انکشاف تھا۔ جس نے میری خود اعتمادی کو ہلا کر رکھ دیا۔

باہر گلی میں نکلا تو برف باری شروع ہو چکی تھی۔ مجھے یاد آیا۔ کرسمس میں دس دن رہ گئے ہیں اور ابھی تک میں نے دوستوں کو کرسمس کارڈ ارسال نہیں کئے۔ سٹیرنگ وہیل کے پیچھے بیٹھ کر میں نے سگرٹ سلگایا اور ہاسٹن کا خیال آگیا وہ ایسا بلند کردار شخص نہیں تھا۔ جس کی موت پر ماتم کیا جاتا۔ پھر ایک اور خیال نے میرے ذہن میں سر اٹھایا۔ مارتھا اور ہاسٹن کی موت تقریباً ایک ہی وقت میں واقع ہوئی تھی۔ وہ جس دنیا میں بھی گئے ہوں۔ ہاسٹن کی بہتری کے لئے میرے دل سے یہ دعا اٹھی کہ راستے میں ان دونوں کی ملاقات نہ ہونے پائے۔

ختم شد

سراج الدین شیدا

کامران سیریز کے دلچسپ سنسنی خیز اور معیاری تراجم

ناول	مصنف	مترجم	قیمت	ناول	مصنف	مترجم	قیمت
دشمن دوست	مائیکل ہیریٹ	اثر نعمانی	۴/-	پراسرار کچھوا	جیمس ہیڈلے چیز	اثر نعمانی	۴/-
قاتل ہیرے	جیمس ہیڈلے چیز	"	۴/-	ڈائری کا راز	ہمٹ ہالیڈے	"	۴/-
خونی دستاویز	رچرڈ السن ماتھر	مسلم رحمانی	۴/-	سرخ ماچس	جیمس ہیڈلے چیز	"	۴/-
گونگا انسان	سیکسٹن ویمر	اثر نعمانی	۴/-	معصوم قاتلہ	"	"	۴/-
خوبصورت لاش	جیمس ہیڈلے چیز	"	۴/-	لاشوں کی برسات	"	"	۴/-
جوکر	رچرڈ السن ماتھر	"	۴/-	بدنصیب مجرم	"	"	۴/-
خونی وصیت	کارٹر براؤن	"	۴/-	چالاک قاتل	"	"	۴/-
کمرہ نمبر ۲۷	اے اسفیر	"	۴/-	ہیروں کی تلاش	"	"	۴/-
غدار کون	جیمس ہیڈلے چیز	"	۴/-	خوش نصیب حیدر	"	"	۴/-
ہرا دروازہ	اے اے فیئر	"	۴/-	سونے کی چوری	الیسٹر میکلین	"	۷/-
زہریلی آواز	جیمس ہیڈلے چیز	"	۴/-	آخری فیصلہ	جیمس ہیڈلے چیز	"	۴/-
پوڈر کی ڈبیہ	"	"	۴/-	خونی مائیکروفون	جین بروس	سراج الدین شیدا	۴/-
سراغرساں کتا	"	"	۴/-	مطلبی دوست	جیمس ہیڈلے چیز	اثر نعمانی	۴/-
خوبصورت انتقام	ایڈگر ویلیس	"	۴/-	ہٹلر کے قیدی	جان کریڈی	سراج الدین شیدا	۴/-
مغرور مجرم	جان ڈکسن کار	"	۴/-	غدار جاسوس	ایڈورڈ ایس آرونز	صدیق احمد	۴/-
نقلی لاش	جیمس ہیڈلے چیز	"	۴/-	باڈی گارڈ	جیمس ہیڈلے چیز	اثر نعمانی	۴/-
قانونی قتل	اے اے فیئر	"	۴/-	ہرجائی مقتول	اے اے فیئر	"	۵/-

ناول	مصنف	مترجم	قیمت	ناول	مصنف	مترجم	قیمت
ناکام قاتل	جیمس ہیڈلے چیز	اثر نعمانی	۵/-	بھیانک انتقام	ایڈورڈ ایس آرونز	صدیق احمد	۴/۵۰
موت کی وادی	مچل ایوالون	سراج الدین شیدا	۵/-	فاتح جاسوس	برکلے گرے	ایف ایم صدیقی	۴/۵۰
فرضی مجرم	جیمس ہیڈلے چیز	اثر نعمانی	۵/-	موت کی نیند	مائیکل اسکو	سراج الدین شیدا	۴/۵۰
فریبی حسینہ	روز میکڈانلڈ	سراج الدین شیدا	۵/-	بونا مجرم	جیمس ہیڈلے چیز	ایف ایم صدیقی	۴/۵۰
پراسرار جزیرہ	رچرڈ السن ماتھر	مسلم رحمانی	۵/-	قاتل دوست	جان ڈی میکڈانلڈ	سراج الدین شیدا	۴/۵۰
خونی ٹرک	جیمس ہیڈلے چیز	سراج الدین شیدا	۵/-	دیوانہ قاتل	جیمس ہیڈلے چیز	"	۴/۵۰
سیاہ دائرے	برکلے گرے	ایف ایم صدیقی	۵/۵۰	بیگناہ قاتل	ہنری ہولٹ	ایف ایم صدیقی	۴/۵۰
جاسوس جج	رچرڈ السن ماتھر	سراج الدین شیدا	۵/-	کہانی کا فریب	جیمس ہیڈلے چیز	سراج الدین شیدا	۴/۵۰
عیاش حسینہ	نک کواری	سراج الدین شیدا	۵/-	ہرجائی جاسوس	کارٹر براؤن	"	۴/۵۰
خوفناک سایہ	ہنری ڈرلس	مسلم رحمانی	۵/-	انتقام کی آگ	جیمس ہیڈلے چیز	ایف ایم صدیقی	۴/۵۰
شب کا مسافر	ڈونالڈ ہملٹن	سراج الدین شیدا	۵/-	سائے کا تعاقب	"	سراج الدین شیدا	۴/۵۰
سونے کی کان	بریٹ ہالیڈے	ایف ایم صدیقی	۵/-	ٹوٹی زنجیر	"	ایف ایم صدیقی	۴/۵۰
مقتول کا اغوا	جیمس ہیڈلے چیز	اثر نعمانی	۵/۵۰	جنت میں شیطان	رچرڈ السن ماتھر	سراج الدین شیدا	۴/۵۰
خاموش انتقام	ڈیوس گوڈس	سراج الدین شیدا	۴/۵۰	قتل کی روح	جیمس ہیڈلے چیز	"	۴/۵۰
زہریلی گیس	ایڈورڈ ایس آرونز	صدیق احمد	۴/۵۰	قاتلوں کا قافلہ	الیسٹر میکلین	صدیق احمد	۴/۵۰
خوفناک سانپ	مکی سپلین	ایف ایم صدیقی	۴/۵۰	نوٹوں کی بارش	جیمس ہیڈلے چیز	ایف ایم صدیقی	۴/۵۰
موت کا جال	جان ڈی میکڈانلڈ	سراج الدین شیدا	۴/۵۰	لٹکی لاشیں	الیسٹر میکلین	سراج الدین شیدا	۴/۵۰
مجرم رقاصہ	جیمس ہیڈلے چیز	اثر نعمانی	۷/-	روڈ بلاک	ہلیری واگ	ایف ایم صدیقی	۴/۵۰
شیطانی منصوبہ	ہیرالڈ ڈونل	سراج الدین شیدا	۴/۵۰	جیب تراش بیوی	جیمس ہیڈلے چیز	سراج الدین شیدا	۴/۵۰

ڈائری کا چکر	جی سنگسٹر	محمد یعقوب	۴/۵۰	گھر کا بھیدی	ایڈورڈ ایس آرونز	صدیق احمد	[illegible]
خوفناک پاگل	جیمس ہیڈلے چیز	ایف ایم صدیقی	۴/۵۰	ذہین جلاد	جیمس ہیڈلے چیز	سراج الدین شیدا	[illegible]
بزدل قاتل	کارٹر براؤن	سراج الدین شیدا	۴/۵۰	گناہ کے سائے	پیٹرک کوئینٹن	״	[illegible]
اسمالڈی کا ہار	جیمس ہیڈلے چیز	״	۴/۵۰	دوسرا چہرہ	ڈان جے مارلو	ایف ایم صدیقی	[illegible]
سچھقا یکہ	״	״	۷/-	وطن کے غدار	رچرڈ ایس پراتھر	سراج الدین شیدا	[illegible]
خونی تہذیب	״	اثر نعمانی	۵/۵۰	دولت کی پجارن	اے اے سفیر	شاہد لطیف قادری	[illegible]
مانی لیڈی	سیکس رومر	ایف ایم صدیقی	۴/۵۰	خطرناک فارمولا	جیمس ہیڈلے چیز	سراج الدین شیدا	/-
ہوس کے غلام	جیمس ہیڈلے چیز	سراج الدین شیدا	۴/۵۰	عنبر کا کیس	رچرڈ ایس پراتھر	״	/-
خوف کی کلید	الیسٹر میکلین	״	۵/۵۰	زہر کی پڑیا	جیمس ہیڈلے چیز	״	/-
خونی بلیک میلر	جیمس ہیڈلے چیز	״	۴/۵۰	مگرمچھ کی تلاش	مکی اسپلین	ایف ایم صدیقی	۵/-
ننگی لاشیں	جان ہملٹن	ایف ایم صدیقی	۴/۵۰	پتھر کی موت	جیمس ہیڈلے چیز	طاہر رانا	۵/-
گمشدہ عورت	رچرڈ ایس پراتھر	سراج الدین شیدا	۴/۵۰	گھر کا چراغ	کارٹر براؤن	سراج الدین شیدا	۵/-
مقتول کا تحفہ	جیمس ہیڈلے چیز	ایف ایم صدیقی	۴/۵۰	طبلے کا اغوا	جیمس ہیڈلے چیز	״	۵/-

نوٹ:- یہ موجودہ قیمتیں ہیں فرمائش کے وقت جو قیمت ہوگی وہ ہی وصول کی جائے گی۔
تین شمارے یکمشت طلب کرنے پر ڈاک خرچ فری اور دس شمارے یا اس سے
زائد کے آرڈر پر خصوصی رعایت۔ اور پوسٹیج فری۔

کامران سیریز۔ راولپنڈی

چند اور معیاری تراجم جو ہم سے دستیاب ہیں

مترجم مظہر الحق علوی

قدیس پھول	رائڈر ہیگرڈ	۴/۵۰
قدیس پھول کی واپسی	״	۴/۵۰
بابل	״	۴/۵۰
بابل کا انجام	״	۴/۵۰
دلنے کی تلاش	برکلے ماتھر	۴/۵۰
ولا کے جنگل	״	۴/۵۰
تیغ زن (اول)	الکزینڈر دوما	۹/-
تیغ زن (دوم)	״	۹/-
ڈراکولا کی واپسی	جان برکے	۴/-
...یو استبداد	ڈاکٹر کیننگ	۴/۵۰
...کا ہنگامہ	״	۴/۵۰

مترجم تیرتھ رام فیروزپوری

...کی	״	۴/-
...وس	״	۴/-
...لافی	״	۴/-
...لیسی	״	۵/-
سرا...	״	۴/-

مترجم تیرتھ رام فیروزپوری

گمنام مسافر	״	۴/-
سنہری بچھو	״	۴/۵۰
زہری بان	״	۴/-
مقدس جوتا	״	۳/-

مترجم نواب یزدانی

الیس ۲۳	״	۲/۵۰
خونی کیمپ	״	۲/۵۰
تیسرا ایجنٹ	طارق علی	۲/۵۰
پراسرار قوت کمال	اثر نعمانی	۴/-

×××××